ارمغانِ عقیدت

مجموعۂ قصائد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ارمغانِ عقیدت

یعنی مجموعہ

قصائدِ چہاردہ ۱۴ معصومین

مصنفہ

مولانا سید علی حسن اختر امروہوی

ملنے کا پتہ

محفوظ بک ایجنسی مارٹن روڈ کراچی

قیمت: ۱۲ روپے

تاریخ اشاعت ـــــ ۱۵ر ذیقعدہ ۱۴۰۳ھ

ملنے کا پتہ ـــــ محفوظ بک ایجنسی مارٹن روڈ

مصنف ـــــ سید علی حسن اختر امروہوی

کتبہ ـــــ سید جعفر زیدی

قیمت ـــــ ۱۲ روپے

مطبوعہ ـــــ سندھ آفسٹ پریس

مولانا سید علی حسن اختر امروہوی

کی دیگر تصنیفات

خروج مختار	۴/۵۰	ذکر معصومین	۱۵/=
آفتاب ظہور مہدی	۱۵/=	خطبات راشدہ	۳/=
انوار امامت	۲۴/=	طب صادق	۵/=
فاطمہ کا چاند	۱۰		

زہے بخت اختر وہ آئے زمانہ جبیں ہو مری ان کا ہو آستانہ



اِحسان یا حسینؑ بحقِ رسولؐ ہو
اختر کا ارمغان عقیدت قبول ہو

پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہزاروں حمد ثناء اُس خالقِ یکتا و یگانہ کی اور ہزاروں درود و سلام اس کے محبوب خاتم النبیین اور ائمۂ طاہرینؑ پر جن کی مدح میں زبانِ قلم دو نیم اور فکرِ دانشورانِ عالم سقیم ہے۔ ایسی ذوات والا صفات کی ثناء و ستائش میں جس کا مدّاح خود ربِ جلیل ہو بندۂ ذلیل کا کیا یارہ کہ حق ثناء ادا کر سکے لیکن محافلِ میلاد کی شرکت کے لئے ثواباً جو کچھ وقتاً فوقتاً لکھا تھا اس کی اشاعت کا ایک ادنیٰ بضاعت ہونے کے باعث کسی وقت بھی خیال نہ تھا اکثر مرحوم فرزند سید حسن اختر کا اصرار رہا مگر ٹالا جاتا رہا۔ اب پسر زادہ سید علی نواز اختر سلمہ اللہ تعالیٰ کا اصرار کچھ اس قدر حد سے تجاوز کر گیا کہ جس کو نظر انداز نہ کیا جا سکا۔ لہٰذا شائع کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ ؎

یہ قصد چیز کیا ہیں مرتضیٰؑ کے سامنے   ہل اَتیٰ و قُل کفا و انّما کے سامنے

یہ جنسِ قلیل سہی مگر اکثر ایسا ہوتا ہے کہ خستہ حال کم مایہ فقیر آستانہ کریم سے سب سے زیادہ انعام و اکرام لے کر لوٹتا ہے میں نے بھی اسی اُمید پر اپنا خستہ و فرسودہ دامن کریم کی درگاہ میں پھیلا دیا ہے۔ بہت سے اشعار، قطعات اور مختلف نظمیں مختلف عنوان پر جو گذشتہ میری مطبوعہ کتب 'حدیثِ کسار' 'فاطمہؑ کا چاند' ذکرِ معصوم خطباتِ راشدہ، انوارِ امامت، آفتاب ظہور مہدی وغیرہ میں موقع بموقع شائع ہو چکی ہیں ان کو صاحبانِ ذوق مذکورہ کتابوں میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ یہاں بہ نظرِ اختصار کچھ قصائد حمد سے لے کر منقبت تک ہر امامؑ کی شان میں بالترتیب لکھے جا رہے ہیں۔ آخر میں کچھ مختلف نظمیں مختلف موضوع اور عنوان پر ہیں جو "ارمغانِ عقیدت" کے نام سے پیش کی جا رہی ہیں، گر قبول اُفتد زہے عز و شرف۔

آخر میں مرحوم فرزند پروفیسر سید حسن اختر اور والدین کی رُوح پرفتوح پر ایک سورۂ فاتحہ کی عاجزانہ درخواست ہے۔ قبول فرمایئے۔

جزاکم اللہ خیرا الجزاء۔

احقر الزمن
سید علی حسن
اختر۔ امروہوی

فہرست مضامین

حمد باری تعالیٰ عزّ اسمہٗ

تری حمد ہو کس سے اے کبریا　　تری نعمتوں کی نہیں انتہا
نہیں کوئی معبود تیرے سوا　　زمانے میں تجھ سا نہیں دوسرا
جسے چاہے دم بھر میں کر دے امیر
کہ ہے تو علیٰ کُلِّ شیٔ قدیر

زمین آسمان اور شمس و قمر　　یہ رنگین راتیں یہ روشن سحر
یہ دلکش بہاریں یہ گلہائے تر　　فلک پر مَلک اور زمیں پر بشر
غرض ذرّہ ذرّہ ہر اک خشک و تر
ترے لفظِ کُن کا ہے ادنیٰ اثر

یہ انعام ہی تیرا کچھ کم نہیں　　کیا تو نے نازل قرآنِ مبیں
عطا وہ کیا خاتم المرسلیں　　ہوئی جس کی آمد سے تکمیلِ دیں
عطا کر ہمیں اب وہ حق الیقیں
سِوا تیرے در کے نہ خم ہو جبیں

یہ مانا کہ اختؔر گنہگار ہے　　غلط کاریوں میں گرفتار ہے
جو جنس عمل ہے وہ بیکار ہے　　خطاؤں سے نادم خطاکار ہے
مگر ہاں سُنا ہے تو غفّار ہے
وہ کر اب مجھے جو سزاوار ہے

نعت خاتم المرسلین و منقبت

امیر المومنین

زمین و زماں اور نہ تھا جب زمانہ
نہاں پردۂ ساز میں تھا ترانہ
جبینوں سے واقف نہ تھا آستانہ
حجابوں میں تھا نورِ حق کا خزانہ

یہ چاہا کہ اب نورِ پنہاں عیاں ہو
خزانہ وہ کیا جو ہمیشہ نہاں ہو

تو پہلے خزانہ کا حافظ بنایا
اُسے عرش و کرسی کے اوپر بٹھایا
نشیب و فرازِ زمانہ دکھایا
سکھانا تھا جو کچھ اسے سب سکھایا

پھر اُس نور کو نورِ آدم میں لاکر
معزز بنایا ملک کو جُھکا کر

زمین آسمانوں سے دنیا بنائی
سجانی تھی جتنی یہ محفل سجائی
عطا ذرّہ ذرّہ کو کی وہ صفائی
کہ ہر ذرّہ میں صاف چمکی خدائی

کہا پھر یہ آدم سے جنّت سے جاؤ
فسانہ فلک کا زمیں پر سُناؤ

زمیں پر یہ انسان تشریف لایا
سبق پہلے وحدت کا سب کو پڑھایا
زمانہ کی رنگت کو پھر جیسا پایا
معلّم بھی موقع سے ویسا ہی آیا

ہوا رفتہ رفتہ پھر ایسا زمانہ
محافظ خزانہ کا لایا خزانہ

جونہی نورِ وحدت کی تنویر آئی	ہر اک بُت سے آوازِ تکبیر آئی
غرض خوابِ آدم کی تعبیر آئی	کتاب آئی اور ساتھ تفسیر آئی

سبق آکے وحدت کا ایسا پڑھایا
جسے بھول بیٹھے تھے وہ یاد آیا

پھر اس شان سے سازِ وحدت بجایا	بتوں کے پجاری کو بھی وجد آیا
دلوں سے وہ نقشِ دوئی کو مٹایا	زمانہ نے توحید کا راگ گایا

محمدؐ نے راہِ حقیقت دکھادی
جو سچ پوچھیے بگڑی قسمت بنادی

بھر النقشِ وحدت میں رنگِ محبت	محبت پہ اخلاق کی کر کے رنگت
صداقت کے پھولوں سے دی اور زینت	دیانت کے ہاتھوں سے پھر یہ امانت

کہا خلق سے لو اسے میں امیں ہوں
ہے آخر سبق خاتم المرسلیں ہوں

یہ بیشک خدا کی کتابِ ہدیٰ ہے	یہ نسخہ نیا ہر مرض کی دوا ہے
طبیبوں سے لازم مگر مشورہ ہے	کہ خود رائی اس میں سراسر خطا ہے

مرض گر نہ تشخیص لکھ کے کرایا
تو خون اپنا ہاتھوں سے اپنے بہایا

مسلمانو! راہِ حقیقت نہ چھوڑو	محمدؐ کے رستہ سے منہ کو نہ موڑو
محبت کے رشتہ کو ہر اک سے جوڑو	یہ رشتہ خدارا نہ توڑو نہ توڑو

محبت میں رازِ حقیقت چھپا ہے
حقیقت میں اخترؔ محبت خدا ہے

نوٹ:۔ نعت کے بعد فرزندِ مرحوم (حسن اختر) کی درخواست پر مندرجہ ذیل اشعارِ منقبت کا اضافہ کیا گیا تھا۔

منقبت امیرالمومنینؑ

محمدؐ نے چاہا خزانہ دکھائیں نئی شان سے سازِ وحدت بجائیں
مگر چھا رہی تھیں کچھ ایسی گھٹائیں ہوا ڈر نہ چھپ جائیں حق کی شعائیں

حبیبِ خدا نے خدا سے دعا کی
ضرورت ہے مشکل میں مشکل کُشا کی

مٹانے کو ظلمت کے تنویر دیدے جہادِ مخالف کو شمشیر دیدے
شجاعت کی اک زندہ تصویر دیدے دیا ہے جو قرآن تو تفسیر دیدے

اگر چاہتا ہے کہ ہو دین کامل
امامت کو کردے رسالت میں شامل

دعا ہو رہی تھی کہ تاثیر آئی حرم سے اک آوازِ تکبیر آئی
ہوئی خانۂ حق میں حق کی خدائی عطا مصطفےٰؐ کو کیا حق نے بھائی

علیؑ نے بتوں کی خدائی مٹادی
جو سچ پوچھو کعبہ کی قسمت بنادی

علیؑ کا شرف کب کسی کو ملا ہے ہو مولودِ کعبہ کوئی کیا سُنا ہے
قرآن گود میں کیا کسی نے پڑھا ہے کسی پر خدائی کا دھوکا ہوا ہے

کہو شان میں کس کے تطہیر آئی
بتاؤ کسے حق سے شمشیر آئی

لقب کس کو حق نے دیا لا فتیٰ کا — کسے تاج بخشا گیا اِنّما کا
بنا خویش کوئی شہِ دوسرا کا — ہُوا کوئی مالک رضائے خدا کا
کہو کون تیغوں کے سائے میں سویا
محمدؐ کے ہوتے ہوئے کون رویا

علیؑ جس پہ نازاں ہے تاجِ امامت — ہوئی ضرب اک دوجہاں کی عبادت
وہ ہجرت کی شب خوابگاہِ رسالت — علیؑ کا فلک پر تھا ذکرِ شجاعت
کہو جس کے سونے کی قیمت رضا ہو
تو پھر جاگنے کا عوض اُس کے کیا ہو

نبیؐ نے کہو کس کو مولیٰ بتایا — کہو شان میں کس کی اَکمَلتُ آیا
اُخوّت کا رشتہ کہو کس نے پایا — کسے حق نے نفسِ رسالت بنایا
نبی کس کو کفار نے سمجھا آخر
نبیؐ نے کہو کس کو سمجھا تھا کافر

علیؑ اور نبیؐ میں بھلا فصل کیا — خدا سمجھے اس کو غلط جس نے سمجھا
سمجھتے رہو تم جسے چاہو اولیٰ — جو اولیٰ ہے ہر دور میں ہے وہ مولیٰ
خدا کو خدا گر نہ مانو تو کیا ہے
خدا ہر زمانے میں پھر بھی خدا ہے

ہے تینوں خلیفوں پہ احساں ہمارا — ہمیں نے تو ان کو خلیفہ بنایا
کوئی کہہ دے اُن سے اگر سر اُٹھایا — عدم اعتمادی کا پھر ووٹ آیا
ہمیں گر یہ حق ہے خلیفہ بنادیں
تو حق یہ بھی ہے جس کو چاہیں ہٹادیں

چلو اب خلافت کا جھگڑا مٹائیں		خلافت کا آؤ الیکشن لڑائیں
تمہارے اصولوں ہی پر آزمائیں		شیعہ سُنّی دونوں کریں پیش رائیں

بہم دونوں یہ ہوں خلافت پہ جس کی
چلو مان لیں بس خلافت کو اُس کی

کبھی ابتدا پر بھی ڈالی نظر ہے		بنے کیسے آدمؑ خلیفہ خبر ہے
ملائک کی عصمت کا جھگڑا ادھر ہے		فقط ایک رائے خدا کی ادھر ہے

ہوا جبکہ اجماعِ معصوم باطل
الیکشن ہے پھر کس حقیقت میں داخل

بنایا جسے ہم نے اور سر جھکایا		تو پھر بت پرستی پہ کیوں حرف آیا
ہوئے خود بھی نادم اُسے بھی چھپایا		کہ ہم نے خلافت کی لایق بنایا

اگر کوئی حکمِ خدا سے بنا ہے
تو پھر سنگِ اسود بھی چومو تو کیا ہے

علیؑ سا ملا کس کو دنیا میں سرور		ہمارا مقدر ہمارا مقدر
ثنا خواں ہیں جس کے خدا و پیمبرؐ		وہ حیدر ہیں حیدر ہیں حیدر ہیں حیدر

جو بے فصل اخترؔ نبیؐ کے وصی ہیں
علیؑ ہیں علیؑ ہیں علیؑ ہیں علیؑ ہیں

قطعہ

زمانہ نصیری پہ نامہرباں ہے		کہ اس کو علیؑ پر خدا کا گماں ہے
محمدؐ سے اتنا ذرا کوئی پوچھے		خدا پر تمہیں کیوں علیؑ کا گماں ہے

قطعات

درشان ..... ختمی مرتبتؐ

دلوں میں ہو گئی تقدیس کی ادا پیدا
مذاقِ سجدہ جبینوں میں ہو گیا پیدا
ہوا نہ صرف زمانہ میں مصطفےٰ پیدا
خودی نہاں ہوئی اور ہو گیا خدا پیدا

شبِ معراج حق نے عرش پر بندہ کو بُلوایا
بالآخر وہ مقام آیا جہاں جبرئیلؑ تھرّایا
مگر نعلین نے قوسین تک جا کر یہ بتلایا
محمدؐ نے علیؑ سے کفشِ پا کیوں اپنا سلوایا

کہتے ہیں نبوّت کو تھی فکر جو دختر کی
حیران نبوّت تھی، تھی جستجو ہمسر کی
قدرت نے کہا ہنس کر کیوں فکر حبیبؐ اس کی
لڑکا ہے مرے گھر کا، لڑکی ہے ترے گھر کی

یہ بات آپڑی تھی کہ اُس نے بُلایا تھا
کیا دیکھنا تھا عرش کا دیکھا دکھایا تھا
سوچے چلو بھی یاد تو رکھے گا یہ بشر
ہم سا بشر نہ تھا یہ بشر ہو کے آیا تھا

لہجہ پردہ کا تھا اگر مشکوک
یہ گماں بھی مٹا دیا ہوتا
ہم بھی سُن لیتے کس کو دیکھا تھا
کاش پردہ اُٹھا دیا ہوتا

بات کیا ہے کہ شبِ وصل بھی ہے
دو کمانوں کا مگر فصل بھی ہے
فصل کے ساتھ دکھانا یہ تھا
آج معراج بلا فصل بھی ہے

ظاہر ہے یہ کہ ذاتِ محمدؐ ہے عینِ نور
مرکز کی طرف کھینچتی ہے ہر چیز بالضرور
پھر پوچھتے ہو کیوں کہ گئے کیسے عرش پر
یہ پوچھو کس طرح سے یہاں آگئے حضورؐ

سایۂ احمدؐ نہیں تھا زینہار
کیوں نہیں کرتا زمانہ اعتبار
سائے کا سایہ بھی ہوتا ہے کہیں
یہ تو خود تھے سایۂ پروردگار

زمانہ نصیری پہ نامہرباں ہے
کہ اُس کا علیؑ پر خدا کا گماں ہے
محمدؐ سے اتنا ذرا کوئی پوچھے
خدا پر تمہیں کیوں علیؑ کا گماں ہے

مادیت کی فضاؤں میں گرجنے والو!
رات دن اپنی فضاؤں پہ کمندیں ڈالو
دے کے پرواز کی طاقت تمہیں منشا یہ ہے
بات معراج کی اب ان سے ذرا منوا لو

دو کماں کا فصل تھا معراج یہ بتلا گئی
ارتقا کی منزل آخر ہمیں سمجھا گئی
میں معین کر چکا تھا اوجِ انسانی کی حد
اتنے میں آواز اک پردہ سے باہر آ گئی

روزِ نزولِ رحمتِ ربِّ غفور ہے
دنیا میں آج آمدِ نورِ حضورؐ ہے
پیدائشِ رسولؐ کا ہرگز یہ دن نہیں
ہاں عالمِ وجود میں روزِ ظہور ہے

انساں کی یہی ہے ارتقائی منزل
واں پہونچے کہ آجائے خدائی منزل
قوسین کا فصل پھر بھی رہنا ہے ضرور
آجائے گی ورنہ مرتضائی منزل

خدا کا آخری محفل میں جام آتا ہے
یہ جام آج بقیدِ دوام آتا ہے
اگر نہیں ہے محمدؐ کوئی زمانہ میں
خدا کا کس پہ درود و سلام آتا ہے

لوگ کہتے تھے محمدؐ کو کہ ابتر ہیں یہ
دے کے اولاد ذرا دیکھے شانِ معبود
تا رہے حشر تک اولادِ محمدؐ کا ثبوت
ذکر اولاد کو خالق نے کیا جزوِ درود

اللہ اللہ اوجِ معراجِ حبیبِ کبریا
نقطۂ آخر پہ تھا انسانیت کا اِرتقا
پردۂ قوسین نے وحدت کا پردہ رکھ لیا
ورنہ ہوتا ایک ہی منزل پہ بندہ اور خدا

معاشرہ کا جو لے کر نظام آتا ہے
وہ لے کے ساتھ خدا کا پیام آتا ہے
پھر اس کے اوج کا ایک وہ مقام آتا ہے
جہاں خدا کا درود و سلام آتا ہے

زمیں پہ عرش سے عالی جناب آتے ہیں
پڑھو دُرود رسالت مآبؐ آتے ہیں
سوال منکرِ حق تھا خدا نہیں کوئی
حضورؐ بن کے خدا کا جواب آتے ہیں

نعت سرورِ کائنات

مسلط ہو چکی جب بزمِ عالم پر سیاہ کاری
خدا کے گھر میں بھی لات وہبل کی تھی عملداری
خدا کیسا کہاں کا دین بے دینی تھی دینداری
ضرورت تھی کہ پھر ظلمت کدہ میں ہو ضیا باری
سراجِ نور بن کر رحمت للعالمیں آیا

فجور و فسق کی دنیا یہ بستی ہوتی جاتی تھی
یہ بستی رات دن مائل بہ پستی ہوتی جاتی تھی
سیہ کاری کی کاسد جنس سستی ہوتی جاتی تھی
فنا روحانیت اور حق پرستی ہوتی جاتی تھی
کہ بن کر ابرِ رحمت رحمت للعالمیں آیا

بگڑتا جا رہا تھا دن بدن ذوقِ خداد انی
جھکی جاتی تھی پیشِ سنگ انسانوں کی پیشانی
یہ انساں کر رہا تھا مسخ خود تصویرِ انسانی
یہ کہ تھی منزلِ حق میں فزوں ہو تیرہ سامانی
دِکھاتا منزلِ حق رحمت للعالمیں آیا

بصد شانِ کلیمانہ بہ اندازِ خلیلانہ
بہ گفتارِ حکیمانہ بہ الطافِ کریمانہ
بہ اخلاقِ جلیلانہ بہ تدبیر دبیرانہ
بہ کرّ و فرِّ شاہانہ بہ اندازِ فقیرانہ

نرالی شان لے کر رحمت للعالمیں آیا

سُنایا پھر کچھ اس انداز سے وحدت کا افسانہ
بُتوں کے نعرۂ تکبیر سے گونج اُٹھا بُت خانہ
نظر آنے لگا توحید کا ہر ایک دیوانہ
خدائی خود بخود بنتی گئی وحدت کا پروانہ

وہ شمع نور لے کر رحمت للعالمیں آیا

گُلِ اخلاق سے مہکا دیا سارے زمانہ کو
محبّت سے کیا رنگین وحدت کے فسانہ کو
صداقت کا بنا آئینہ خالق کے دکھانے کو
دیانت سے کیا پھر پیش یوں حق کے خزانے کو

پکار اُٹھا زمانہ رحمت للعالمیں آیا

ضیائے مہر سے بڑھ کر تھی کچھ ذرّوں کی تابانی
جھلکتی تھی در و دیوار سے آئینہ سامانی
زمیں سے عرش تک تھا موجزن دریائے نورانی
یہ عالم دیکھتے موسیٰ تو بڑھ جاتی پریشانی

وہ شمع طور بن کر رحمت للعالمیں آیا

یہ تھی حور دل میں سرگوشی حسینوں کا حسیں آیا
فرشتوں میں تھا غل مسجودِ جبریلِ امیں آیا
فلک پر دھوم تھی عرشِ معلّےٰ کا مکیں آیا
زمیں پر شور تھا لو خاک پر عرشِ بریں آیا
دکھاتا شانِ قدرت رحمت للعالمیں آیا

ستارے محوِ حیرت تھے کہ کوئی مہ جبیں آیا
گماں تھا ماہ کو شاید کہ خورشیدِ مبیں آیا
یہ دھوکا مہر کو تھا نورِ ربِ العالمیں آیا
خدا کو ناز تھا کیا خوب نقشِ اوّلیں آیا
بناتا محوِ حیرت رحمت للعالمیں آیا

رسالت لے کے نورِ اوّلین و آخریں آیا
نہ آیا حکمِ تبلیغِ رسالت اور نہ دیں آیا
وحی لے کر رسالت تک نہ جبریلِ امیں آیا
نہ آئی دولتِ ایماں نہ قرآنِ مبیں آیا
نہ جبتک خانۂ حق میں امیر المومنیں آیا

فنا دنیا سے اخترؔ جور و استبداد ہو جاتا
منوّر نورِ حق سے عالمِ ایجاد ہو جاتا
حقیقت میں اگر درسِ رسالت یاد ہو جاتا
تو انساں ہی نہیں سارا جہاں آزاد ہو جاتا
وہ لے کر دینِ فطرت رحمت للعالمیں آیا

قصیدہ نعتیہ بسلسلہ ولادت باسعادت

آنے کو ہے خیر الوریٰ — مطلوبِ حق نورِ خدا
صورت گرِ صدق و صفا — غارت گرِ جور و جفا
سازِ حقیقت کی نوا — انسانیت کی اِرتقا
آغازِ کُن کی انتہا — خود قبلہ و قبلہ نما
آنے کو ہے خیر الوریٰ

گلزارِ وحدت کا ثمر — دریائے رحمت کا گہر
بُرجِ ہدایت کا قمر — اخلاق کی روشن سحر
انسان اور انسان گر — خالق کا منظورِ نظر
آنے کو ہے خیر الوریٰ

بگڑی بنانے کے لیے — مُردے جِلانے کے لیے
باطل مٹانے کے لیے — حق کو دکھانے کے لیے
محفل سجانے کے لیے — انسان بنانے کے لیے
سوئے جگانے کے لیے — رستہ بتانے کے لیے
آنے کو ہے خیر الوریٰ

ہو جائے گا شق القمر — اُٹھنے تو دو تیغِ نظر
اُبھرے گا سورج ڈوب کر — مغرب سے نکلے گی سحر
دنیا کہے گی دیکھ کر — شانِ خدا شانِ بشر
روشن ہے ہر دیوار و در — ہے نورِ خالق جلوہ گر
آنے کو ہے خیر الوریٰ

مخدومِ جبریلِ امیں — محبوبِ ربّ العالمیں
عرشِ معلّٰی کا مکیں — بارِ شفاعت کا ضمیں
مانا کہ بیشک رب نہیں — انساں سے ہے بہتر کہیں
خم ہے فرشتوں کی جبیں — ہے فخر سے نازاں زمیں
آنے کو ہے خیر الوریٰ

محبوب ہوگا محوِ خواب — قدرت کو ہوگا اضطراب
پیغام آئے گا شتاب — چلیے بلایا ہے جناب
ہے شوق بے حد بے حساب — اچھا ہے اُٹھ جائے حجاب
اُلفت کا کھلنے کو ہے باب — تقسیم ہوگا اب ثواب
آنے کو ہے خیر الوریٰ

مدہوش ہر مستانہ ہے — خود رقص میں میخانہ ہے
کیا جلوۂ جانانہ ہے — ہشیار بھی دیوانہ ہے
خود منتظر خم خانہ ہے — بے تاب ہر پیمانہ ہے
اپنا ہے یا بیگانہ ہے — لب پر یہی افسانہ ہے
آنے کو ہے خیر الوریٰ

روحِ کرم جانِ وفا
حق اُس پہ وہ حق پہ فدا

بزمِ محبت کی ضیا
یعنی محمدؐ مصطفیٰ

فخرِ اُمم خیر الورا
جانِ جہاں اصلِ وفا

اختر کہو صلِّ علیٰ
ہے قدسیوں میں غلغلہ

آنے کو ہے خیر الورا

دیگر

روحِ رواں کون و مکاں افضل البشر
جلوہ نما ہے نورِ حقیقت تری نظر
نخلِ وجوبِ گلشنِ توحید کا ثمر
تخلیق بزمِ عالمِ امکان کی سحر
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

خود جلوہ خود ہی جلوہ نما خود ہی جلوہ گر
خود راہ خود ہی راہ نما خود ہی راہبر
خود ہی نظیر ناظر و منظور خود نظر
تیری نظیر لائے کہاں سے کوئی بشر
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

خوش خُلق، خوش جمال، خوش انداز و خوش سیَر
نازِ رواں و نازشِ جاں نازشِ نظر
جانِ بہار و جانِ چمن جانِ خشک و تر

فخرِ زمین و فخرِ زماں فخرِ بحر و بر
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

نورِ خدا ہے مصحفِ رخسار سر بسر
بنیش فزائے دیدۂ اہلِ نظر نظر
ابروئے تابدار ہیں کعبہ کا گویا در
نقشِ قدوم پاک ہیں خورشید اور قمر
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اس مرتبے کا کون ہوا ہے پیامبر
کس کو ملا علیؑ سا وصی قبلۂ نظر
پائی ہے کس نے فاطمہؑ سی پارۂ جگر
حسنینؑ سے عطا ہوئے کس کو یہاں پسر
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ارض و سما نہ ہوتا نہ ہوتے ابوالبشر
کیا چیز عرش و کرسی و خورشید اور قمر
نامِ خدا نہ ہوتا زمانہ میں سر بسر
منظور حق کو ہوتی نہ تخلیق تیری گر ..... بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

بن جائیں روشنائی جو دریا تمام تر
کاغذ بنے زمین و فلک اور قلم شجر
مل کر لکھیں ثنا تری جن و مَلک بشر
لانا پڑے گا پھر یہی مصرعہ زبان پر ..... بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

معراج سرورِ کائناتؐ

پیاموں پہ حق کے پیام آرہے ہیں
سرِ عرش محبوب رب جارہے ہیں

فرشتے بصد شوق چلّا رہے ہیں
وہ آئے محمدؐ وہ آئے محمدؐ

خوشی سے ہیں معمور نوری فضائیں
وفورِ مسرّت سے جھومی ہوائیں

چلی آرہی ہیں صدا پر صدائیں
وہ آئے محمدؐ وہ آئے محمدؐ

بلایا تھا یوں خاتم المرسلیں کو
کہ لو ساتھ اب اس امامِ مبیں کو

یہ منشاءِ قدرت ہے اب کفر و دیں کو
مٹائے علیؑ اور بنائے محمدؐ

ہوائے مسرّت سے سبزہ لہک کر
گلِ تر وفورِ طرب سے مہک کر

یہ کہتی تھیں ہر بار کلیاں چٹک کر
فدائے محمدؐ فدائے محمدؐ

سجایا گیا عرش جنّت سجا دی
فلک کی جو سج پوچھو قسمت جگادی

جدھر سے گئے کہکشاں سی بنا دی
ستارے بنے نقشِ پائے محمدؐ

ہے ذکرِ علیؑ گر عبادت تو کیا ہے
بجا ہے بجا ہے بجا ہے بجا ہے

ثنائے محمدؐ ثنائے خدا ہے
ثنائے علیؑ ہے ثنائے محمدؐ

زمیں آسماں اور زمان و مکاں سب
زمانہ کی رنگینئ داستاں سب

یہاں اور وہاں کیا عیاں اور نہاں سب
برائے محمدؐ برائے محمدؐ

فلک پر فضا میں بہار آرہی تھی
ہر ایک چیز سج بن کے اترا رہی تھی

صبا گیت اخترؔ یہی گا رہی تھی
اب آئے وہ آئے یہ آئے محمدؐ

نعت

مطلعِ انوارِ وحدت شمعِ بزمِ کبریا
کعبۂ ایمانِ عالم قبلہ و قبلہ نما
نقطۂ پرکارِ قدرت واقفِ ہر ابتدا
پرتوِ حسنِ ازل سازِ حقیقت کی نوا

رازِ قدرت پردۂ اسرار میں رہتا نہاں
صورتِ انسان میں ڈھل کر تو نہ آتا گر یہاں

عظمتِ آدمؑ بڑھائی ایک تیرے نور نے
نارِ نمرودی بجھائی ایک تیرے نور نے
شانِ فرعونی گھٹائی ایک تیرے نور نے
نوحؑ کی کشتی بچائی ایک تیرے نور نے

تو نے ہر منزل پہ کیں حل رہبروں کی مشکلات
تیرے صدقہ میں چلی آتی ہے اب تک کائنات

عیسیٰؑ مریم کو گر چرخِ چہارم پر ہے ناز
تیری منزل عرشِ اعظم بارگاہِ بے نیاز
ہم کلامی میں اگر موسیٰؑ کو ہے کچھ امتیاز
تو سراپا نغمہ رازِ حقیقت کا ہے ساز

ماہِ کنعانی پہ یوسفؑ ہوں اگر ہیں باغ باغ
تیرے اندازِ حسیں کا ماہ کے سینہ میں داغ

تیری رفعت تیری منزل تیری عظمت لاکلام
بھیجتا تھا خود خدا جبریلؑ کے ہاتھوں سلام
پردۂ شب میں ملاقاتوں کے آتے تھے پیام
عرش پر کرسی بنی اللہ رے تیرا احتشام

تیری خاطر خلق کی خالق نے جملہ کائنات
دل کو بہلانے کو اپنے خود بنائی تیری ذات

تیری فیضِ تربیت اللہ رے صحبت کا اثر
بن گیا بچہ علیؑ وہ پڑ گئی جس پر نظر
فاطمہؑ لایا ثمر تیری ریاضت کا شجر
تو نے پائے خلق میں شبیرؑ و شبرؑ سے پسر

کربلا میں اک تیرا پالا قیامت کر گیا
کام کرنا تھا امامت کا رسالت کر گیا

نعت

اک رات کا قصہ ہے پیغامِ امیر آیا
دربارِ رسالت میں قدرت کا سفیر آیا

رکھ کر کہا قدموں پر جبریلؑ نے پیشانی
سرکار کو قدرت کی منظور ہو مہمانی

چلیے یدِ قدرت کا شہکار دکھانا ہے
تاخیر نہ کچھ ہوگی بس ہاتھ ملانا ہے

مطلوب تھا خالق کا طالب کا تھا شیدائی
محبوب ازل اُٹھالی حُسن نے انگڑائی

رہوار بھی نورانی یہ نورِ مجسّم تھا
مرکب پہ قدم رکھا اور عرشِ معظم تھا

خلوت کدۂ حق میں تھی محفلِ تنہائی
پردہ کے اُدھر یکتا پردہ میں تھی یکتائی

تھا عالمِ لاہوتی اور قُرب کی منزل تھی
خلوت کدۂ حق میں تنہائی کی محفل تھی

محبوب کو خلوت کی منزل جو نظر آئی
آدابِ رسالت نے نعلین اُتروائی

قدرت نے کہا پیارے بس یونہی چلے آؤ
یہ عرش کی زینت ہے نعلین بھی لے آؤ

جس نے اسے ٹانکا ہے وہ ہاتھ ہمارا ہے
اس کفش کا ہر ٹانکا اس عرش کا تارا ہے

خلوت کدۂ حق سے جو حق کی صدا آئی
محبوبِ خدا سمجھا گویا ہے مرا بھائی

پھر صانعِ قدرت کا شہکار نظر آیا
پردہ جو اُٹھا دستِ کرّار نظر آیا

ہاتھوں میں رسالت کے تھا ہاتھ امامت کا
ممنون رسالت تھی رشتہ تھا قیامت کا

یہ طفل تسلی تھی یا کوئی حقیقت تھی
اس ہاتھ کی لہجہ کی کیا اُس کو ضرورت تھی

حق کا یہ اشارہ تھا میں جسم نہیں رکھتا
مجھ کو کوئی کیا دیکھے جب دیکھ نہیں سکتا

اس دستِ خدا ہی کا دیدار زیارت ہے
چہرہ پہ نظر اُس کے معراجِ عبادت ہے

قصیدہ

دیکھا ہے زمانے نے غزواتِ پیمبرؐ کو
چلتے ہوئے حیدرؑ کی شمشیرِ دو پیکر کو

ہاں حیدرِ صفدرؑ کی تلوار کے جوہر کو
گر دیکھنا ہو دیکھو جبریلؑ کے شہ پر کو

لیکن مجھے ایک غزوہ آج ایسا دکھانا ہے
کچھ دخل نہ تھا جس میں تلوار کے جوہر کو

ایک روز نصاریٰ کی عیسیٰؑ پہ تھیں تکراریں
تسکین نہ ہوتی تھی نجران کے رہبر کو

قدرت نے ذرا ہٹ کر اک جنگ نئی چھیڑی
جبریلِ امیں لائے فرمان پیمبرؐ کو

کہدو یہ نصاریٰ سے ہم بیٹوں کو لاتے ہیں
میدان میں لے آؤ تم اپنے گلِ تر کو

تم نفسوں کو لاؤ گے ہم نفسِ پیمبرؐ کو
ناموس کو تم لاؤ ہم لاتے ہیں دختر کو

ہر ایک ہلاکت کی جھوٹوں کے دعا مانگے
منظور رہے پھر دیکھیں کیا خالقِ اکبر کو

وہ رہبرِ نصرانی قدموں میں گرا آکر
جب دیکھا مقابل میں انوار کے پیکر کو

اس جنگ میں جھوٹوں پر پہنچانا تھا لعنت کو
سچوں کی ضرورت تھی اُس روز پیمبرؐ کو

گر اِن کے علاوہ بھی صدیق کوئی ہوتا
لے جاتا پیمبرؐ خود خوشنودیِ داور کو

بیٹی کی صداقت کی تصدیق ضروری تھی
دعوائے فدک کرنا اک روز تھا دختر کو

صدیقۂ عالم کو جھوٹا جو کہے اختر
کیا منہ بھی دکھائے گا وہ داورِ محشر کو

عیدِ مباہلہ قطعہ

چمکا کیا گو چادرِ تطہیر سے نور
قدرت کو مگر فکر تھی یہ پھر بھی حضور

رہ جائے نہ چھپ کر یہ کہیں چادر میں
میدان میں لاکر بھی دکھانا ہے ضرور

قصیدۂ دیگر (مباہلہ)

ہمیں ہیں یادِ غزواتِ پیمبرؐ
اُحدؔ اور بدرؔ، خندقؔ اور خیبرؔ

نہ بھولے گا نہ بھولے گا زمانہ
علیؑ کے زورِ بازو کا فسانہ

مگر اک جنگ تھی اس سے نرالی
بنا اس جنگ کی خالق نے ڈالی

نصاریٰ کہتے تھے عیسیٰؑ خدا ہیں
نبیؐ کہتے تھے خالق سے جدا ہیں

جب اس تکرار نے کچھ طول پکڑا
نہ فیصل ہو سکا آخر یہ جھگڑا

فرشتہ حکمِ شاہی لے کے آیا
محمدؐ نے نصاریٰ کو سُنایا

ابھی کھل جائے گا رازِ حقیقت
چلو آؤ کریں جھوٹوں پہ لعنت

یہ سُن کر خوش ہوا عیسائی رہبر
چلا سچوں کا کچھ لے کر وہ لشکر

محمدؐ نے ادھر لشکر سجایا
عجب انداز کا غزوہ دکھایا

چلے تطہیر کی چادر سے لے کر
صداقت کے کئی پُر نور پیکر

ہراول کی علمداری سنبھالی
نظر ترتیبِ قرآنی پہ ڈالی

بٹھائے میمنے اور میسرے پر
جوانانِ جناں شبیرؑ و شبرؑ

بنایا فاطمہؑ کو قلبِ لشکر
کہ تھا اس جنگ کا سب زور دل پر

علیؑ تھے پشت پر پشتی پڑی تھی
امامت خود کمر باندھے کھڑی تھی

زرہ عصمت کی پہنے پنجتن تھے
ڈھلے عظمت کے سانچوں میں بدن تھے

صداقت کی سپر سینہ سپر تھی
دلِ باطل شکن تیغِ نظر تھی

فضا میں گویا تھی قرآن کی آیت
زمیں پر اس کی اک تفسیری صورت

نشاں تھا نور کا نوری تھا عالم
سروں پر رحمتِ یزداں کا پرچم

پھر ہرے پر تھے گویا پانچ تارے
ستارے عرش کے خالق کے پیارے

کہا بیٹی سے یہ وقت خطر ہے
دعاؤں میں تری بیشک اثر ہے

کہو خالق سے باطل پر ظفر دے
محمدؐ کی دعاؤں میں اثر دے

دعا کا جب تری ناوک چلے گا
ہر ایک ہم میں سے بھی آمیں کہے گا

دعا نکلی نہ تھی ابتک دہن سے
ہوا مغلوب نورِ پنج تن سے

کچھ ایسا نور نجرانی نے پایا
وہ مشرک تھا مگر ایمان لایا

مگر اختر مسلماں ہی نہ سمجھا
کہ جھوٹا کون ہے اور کون سچا

نعت

(دیگر)

کس کی آمد تھی کہ یہ نور تھا سبحان اللہ
عالمِ کون و مکاں حور تھا سبحان اللہ
ذرہ ذرہ شررِ طور تھا سبحان اللہ
خوش فضائیں تھیں الم دور تھا سبحان اللہ

کون پا سکتا ہے اس نورِ ازل کا پایا
اس کو کیا پائے بشر جس کا نہ پایا سایا

اللہ اللہ وہ محبوب ازل کا انداز
حسن میں سارے حسینانِ جہاں سے ممتاز
لبِ نازک جو ہلیں آئے خدا کی آواز
ناز خالق کو تھا یہ حسنِ مجسم تھا نیاز

ہاں زلیخا نے یوسفؑ کی طلب گار بنے
اس کا کیا کہنا خدا جس کا خریدار بنے

ظلمتِ کفر کی حق آیا تباہی کے لیے
شمعِ عرفاں کو لیے راہِ الٰہی کے لیے
حق نے بھیجا تھا اسے دین کی شاہی کیلیے
چاند دو ٹکڑے ہوا اس کی گواہی کیلیے

حُسن دلکش تھا یہ ۔ سورج نے اُبھر کر دیکھا
خالقِ حُسن نے خود اس کو اکڑ کر دیکھا

اخترؔ پہلا تھا یہ صناعِ ازل کا شہکار
اپنی صنعت پہ فدا ہو گیا ربِّ غفار
اپنی قربت میں رکھا تھی جو جدائی دشوار
سوچا بھیجو بھی بشر دیکھے تو اس کو اِکبار

یاد تو رکھے گا ہاں کوئی بشر آیا تھا
حُسن انسان کی صورت میں اُتر آیا تھا

اس کی خاطر کیا تخلیق مشیّت نے جہاں
نہ زمیں ہوتی زماں ہوتا نہ یہ کون و مکاں
یہ نہ ہوتا تو زمانہ کا بھی ہوتا نہ نشاں
جب زمانہ ہے تو ہے کوئی محمدؐ بھی یہاں

کیسے ہو سکتا ہے وہ حُسن خداداد نہ ہو
ہو زمانہ تو مگر باعثِ ایجاد نہ ہو

نعت - "فی البدیہہ"

آباد تمہارے جلووں سے افلاک و زمیں کے ویرانے
تاروں میں تمہاری تصویریں پھولوں میں تمہارے افسانے

مستانِ جہاں کو ہوش کہاں ہشیار تمہارے مستانے
فرزانے جہاں کے دیوانے، دیوانے تمہارے فرزانے

تم نورِ ازل تم نورِ ابد اس نور کو کوئی کیا جانے
دنیا کا پجاری بھول گیا اللہ کے بندے پہچانے

کون آیا جہاں میں قدرت والا، اس کو تو فقط قدرت جانے
کانپ اٹھا خبر سے قصرِ کسریٰ فارس کے بجھے آتش خانے

یہ ارض و سما، افلاک و زمیں تم یاں بھی نبی تم واں بھی نبی
تم دونوں جہاں کے ختم رسل یہ دونوں تمہارے کاشانے

ساقی کا کرم ہے لطف و عطا، ہر دور میں ہے، اک جام نیا
آباد رہیں تا روزِ جزا، یہ بارہ کے بارہ مے خانے

یہ حور و ملک یہ جن و بشر، یہ شمس و قمر یہ نجم و سحر
اک شمع حریمِ ناز کے ہیں اللہ رے لاکھوں پروانے

روشن جو سراج نور ہوا ظلمت کا زمانہ دُور ہوا
وحدت کے ترانے جاگ اٹھے تکبیر سے گونجے بتخانے

اے شاہِ عرب اے فخرِ بشر، اے نورِ خدا اے رحمتِ رب
لایا ہے یہ اختر جان و جگر دینے کو تمہارے نذرانے

معراج

دیدے اخترؔ کو بھی تو اَوجِ زباں آج کی رات
قصّہ معراج کا کرنا ہے بیاں آج کی رات

لے گیا عرش پہ محبوب کو واں آج کی رات
جا نہ سکتا تھا جہاں وہم و گماں آج کی رات

بارشِ نور تھی ظلمت تھی نہاں آج کی رات
شمع دیتی نہ تھی بجھ کر بھی دھواں آج کی رات

کیا نہ مل جائے گا سوچو تو یہاں آج کی رات
بے نشاں کا بھی ملا جب ہو نشاں آج کی رات

اَشْہَدُ اَنَّ محمّدؐ کی فلک پر تھی صدا
عرش پر ہوتی تھی ہر سمت اذاں آج کی رات

حُسنِ رُخسار کو اِس حُسن پر کرنے کو نثار
کھولے غرفوں کو تھی حُورانِ جناں آج کی رات

فصل قوسین نے بڑھنے نہ دیا تھا ورنہ
لامکاں ان کا بھی ہو جاتا مکاں آج کی رات

سلسلہ نقشِ کفِ پا تھا مگر دنیا کو
چاند تاروں کا رہا ہوتا گماں آج کی رات

ہم سے کیوں پوچھتے ہو عرش پہ کیسے پہونچے
پوچھیے اُس سے جو لے جائے وہاں آج کی رات

گرم بستر رہا ہلتی رہی در کی زنجیر
ایک حالت پہ رہا کون و مکاں آج کی رات

دیکھ کر پشت زمیں پر نہ نبیؐ ہے نہ وصیؑ
روک لی وقت کے گھوڑے نے عناں آج کی رات

حسن کا حسنِ ازل خود جو خریدار بنا
بڑھ گئی سارے حسینوں کی دکاں آج کی رات

***

قصیدہ دیگر

ولادت کی خوشی کی انتہا ہے | فلک کیا جھومتا عرشِ علا ہے
زمیں لیتی ہے بوسے خاکِ پا کے | فلک جھک جھک کے سجدے کر رہا ہے
اگر ہو دیکھنی رحمت کی صورت | رُخِ پاکِ محمدؐ مصطفےٰ ہے
محمدؐ نام کیا نامِ خدا ہے | اسی کی چاند تاروں میں ضیا ہے
یہ حق ہے حق رسا و حق نما ہے | حقیقت ہے حقیقت آشنا ہے
یہ بندہ تو خدا کا بھی خدا ہے | نصیری کے خدا کا پیشوا ہے
قسم ہے ابتدا و انتہا کی | یہی بس ابتدا و انتہا ہے
عجب شان محمدؐ مصطفےٰ ہے | خدا کا بندہ بندوں کا خدا ہے
گنہگاروں پہ بھی رحمت کی چھینٹیں | یہ ان کی بارشِ لطف و عطا ہے
نیاز و ناز ہے عرشِ علا ہے | خدا ہے اور محبوبِ خدا ہے
بشر تھے یہ تو پھر بندے بتائیں | خدا سے یوں کوئی بندہ ملا ہے

بڑا مشکل ہے عرفانِ محمدؐ — سمجھ لے جو وہی مشکلکشا ہے
محمدؐ ہے سکونِ قلبِ مومن — دلِ تاریکِ انساں کی ضیا ہے
محمدؐ عالمِ علمِ لدُنی — محمدؐ رازدارِ کبریا ہے
محمدؐ بزمِ لاہوتی کا محرم — محمدؐ مظہرِ ذاتِ خدا ہے
محمدؐ عشق کی تصویرِ رنگیں — محمدؐ حُسن کی دلکش ادا ہے
محمدؐ باعثِ تخلیقِ آدم — محمدؐ آدمیت کی بقا ہے
محمدؐ مرکزِ وحیٔ الٰہی — امانت دارِ پیغامِ خدا ہے
محمدؐ ساکنِ سدرا کا آقا — محمدؐ تاجدارِ انبیاء ہے
شہنشاہوں میں ہے شاہِ دوعالم — فقیروں میں فقیرِ بے نوا ہے
ہے اسکی ٹھوکروں میں تاجِ شاہی — درِ خیر الوریٰ کا جو گدا ہے
مماثل لا نہیں سکتا زمانہ — یہ واحد ہے مگر بعدِ خدا ہے
کبھی خلوت کبھی جلوت میں باتیں — حق اس پر اور یہ حق پر فدا ہے
جبینِ شوق ہاں سجدہ میں جھک جا — یہ مسجودِ مَلک کا پیشوا ہے
غرض کیسے بیاں ہو اس کی عظمت — وصیٔ جس کا نصیری کا خدا ہے
مسلمانو سنو مدحِ رسالت — نظر میں یہ ہماری دیکھو کیا ہے
علیؑ کا ہے بیاں ذکرِ محمدؐ — محمدؐ کا بیاں ذکرِ خدا ہے
قرآں کہتے ہیں جس کو لوگ کیا ہے — یہ اعجازِ محمدؐ مصطفےٰ ہے
رہے وردِ زباں نامِ محمدؐ — مریضِ لا دوا کی یہ دوا ہے

خدا کی حمد کو کافی ہے اتنا
یہ کہدینا محمدؐ کا خدا ہے

وہ کیا ہوگا نہ سمجھا جب زمانہ وصیؐ کو اس کے بندہ یا خدا ہے

یہ بارہ نام کے بارہ ہیں اخترؔ
ہر ایک ان کا محمدؐ مصطفیٰ ہے

قطعات

وہ سمجھتے ہیں کہ ہوں پردہ میں روپوش
ہے زمانہ بے خبر میری خبر سے
میں ان کو دیکھتا ہوں دن میں سو بار
خدا کو دیکھتا ہوں جس نظر سے

بارہا اخترؔ تصوّر میں امام آ ہی گیا
یہ تجسس میرا آخر میرے کام آ ہی گیا
اتنی کوشش پر نہ آئے وہ نظر تو کیا ہوا
ڈھونڈنے والوں میں تو میرا بھی نام آ ہی گیا

کارواں تو ہو مگر کارواں سالار نہ ہو
دائرہ تو ہو مگر نقطۂ پرکار نہ ہو
کیسے ہو سکتا ہے قائم ہو وجودِ عالم
اور کوئی خلفِ احمدِ مختار نہ ہو

قطعات در شان امیر المومنین مولانا علیؑ علیہ السّلام

علیؑ

علیؑ کی شان، شانِ کبریا ہے
نصیری کا گماں مانا خطا ہے
مگر کیا کہیے اُس بچّے کو اختر
خدا کے گھر میں جو پیدا ہوا ہے

کون حیدرؑ کا مرتبہ سمجھا
کوئی حق کوئی حق نما سمجھا
کیا سمجھتا اگر سمجھ لیتا
نہ سمجھنے پہ جو خدا سمجھا

خُدا کے عاشق خدا کے طالب، طلب میں ہیں اس کی عمر بھر سے
بھٹک رہے ہیں بھٹکنے والے رہا وہ مخفی ہر اک نظر سے
یہ کہدو اخترؔ نہ اُس کو ڈھونڈیں ملے گا بس ایک ہی وہ در سے
علیؑ ملا ہے خدا کے گھر سے خدا ملے گا علیؑ کے گھر سے

مثلِ حیدرؑ جو دوسرا ہوتا
کچھ تو حقدارِ لا فتیٰ ہوتا
نہ سہی کائنات کا مالک
کسی بندہ کا تو خدا ہوتا

خدا کے گھر میں نبیؐ کا وصیؑ ہوا پیدا
دلوں میں ہو گئی ایمان کی فضا پیدا
علیؑ کو ہاتھوں پہ لیکر کہا رسولؐ نے اب
خودی نہاں ہوئی اور ہو گیا خدا پیدا

یہ کس کو بھیج دیا آج رہنمائی کو
خدا کا دھوکا ہوا جاتا ہے خدائی کو
یہ کون بندہ ہوا آج یا خدا پیدا
رسولؐ جاتے ہیں خود جس کی پیشوائی کو

معراج کے پردہ میں خدا ہو نہیں سکتا
محدود مکاں ربِّ عُلا ہو نہیں سکتا
اب کہیئے گر بندہ تھا کوئی پردہ کے اندر
بندہ کوئی حیدرؑ کے سوا ہو نہیں سکتا

حق کو نہ کسی راہ نما سے پوچھو
بندہ کے نہ تم ذہنِ رسا سے پوچھو
باتیں تو خدا کی بس خدا ہی جانے
پوچھو تو نصیری کے خدا سے پوچھو

کتنے پانی میں ہیں معلوم ہے ہمکو معبود
تیری توحید پہ اقرار کے کرنے والے
آیۂ بلغ و تبلیغ رسالت کی قسم
ہم نے دیکھے ہیں بہت کہہ کے مکرنے والے

ملا تھا کسی کو نہ اب تک ملا ہے
شرف جو خدا نے علیؑ کو دیا ہے
جدھر جُھک رہی ہے جبینِ دو عالم
وہ کعبہ زچہ خانۂ مرتضیٰؑ ہے

جسے چاہو ماشہ سے تولہ بنا دو
جسے چاہو ادنیٰ سے اولا بنا دو
بنانے میں ماہر ہو ہم مان لیں گے
کسی اپنے اولیٰ کو مولا بنا دو

آپس کا نفاق یوں مٹا لیں آؤ
اسلام کو اسلام بنا لیں آؤ
اُن تینوں کو منسوخ کتابیں سمجھو
قرآن کو سینہ سے لگا لیں آؤ

اجماع پر ہی گر ہے خلافت کا انحصار
میرے نبیؐ نے وہ بھی تمہیں کر دکھایا تھا
دو چار پانچ سات میں دس بیس میں نہیں
لاکھوں کے اجتماع میں مولےٰ بنایا تھا

عیسےٰؑ سے مراتب میں بڑے تھے حیدرؑ
شاہد ہے زچہ خانۂ حیدرؑ اس پر
عیسےٰؑ کو نکالا انہیں یوں بلوایا
دیوار پکار اُٹھی کہ ہے در ہے در

غلط ہے دعوئ علیؑ کو جناب سمجھے ہیں
فقط خدا و رسالت مآبؐ سمجھے ہیں
نہ کیجے دعوئ خدا و رسولؐ بننے کا
یہ کہیئے ان کو فقط آنجنابؐ سمجھے ہیں

مردِ با ایماں شہادت کے بغیر
ایک قلم ہے وہ کہ جس پر قط نہ ہو
قصۂ اسلام بے ذکرِ علیؑ
وہ لفافہ ہے کہ جس میں خط نہ ہو

نفسِ نبیؐ و نفسِ خدا ذاتِ مرتضیٰؑ
ان کو نبیؐ سے اور خدا سے جُدا نہ کر
ہے نفس ہی تمام تر ضامن حیات کا
بے روح اُن ذوات کو بہرِ خدا نہ کر

علیؑ سا ہمیں رہنما مل گیا
بتائیں تمہیں کیا کہ کیا مل گیا
خدا تک رسائی کا امکاں نہ تھا
خدا کی قسم بس خدا مل گیا

یہ بات کیا ہے کہ کہتے ہو یا علیؑ نہ کہو
یہ راز دشمنِ دیں ہم سے بھی ذرا کہہ دو
علیؑ ہی آئیں گے بہرِ مدد بہر صورت
ہے بات ایک علیؑ کہہ دو یا خدا کہہ دو

علیؑ کے راز حقیقت کو کوئی کیا جانے
علیؑ کو صرف خدا و رسولؐ جانتے ہیں
علیؑ خدا ہے یہ ایمان ہے نصیری کا
مگر خدا ہے علیؑ اس کو ہم بھی مانتے ہیں

مولانا ظفر علی کے قطعہ کے جواب میں

کچھ شیعوں ہی کے نہیں مشکل کشا علیؑ
ہر رن میں نعرہ سُنیوں کا بھی ہے یا علیؑ
جو دیدہ ور ہیں خاکِ درِ بوتراب ہیں
اس میں ابوالکلام ہوں یا سر رضا علی

جواب

سچ کہا آپ نے جنابِ ظفر
دونوں کہتے ہیں یا علیؑ حیدر
فرق اتنا ہے شیعہ سُنی میں
یہ محبت میں وہ ضرورت پر

بے نظر دیکھا نہیں تو نے نظر والے کو
در پہ ہم جاتے ہیں تا دیکھ لیں در والے کو
تیرا کیا ساتھ مرا بیت حرم کے زائر
تو تو گھر دیکھے گا ہم دیکھیں کے گھر والے کو

دنیا میں کب تھا نام خدا ذکرِ مصطفےٰ
تکبیر کی صدائیں اُٹھی ہیں علیؑ کے بعد
تجھ سا کوئی زمانہ میں ہوگا نہ ہے کوئی
واحد ہے تیری ذات خدا و نبیؐ کے بعد

نام کیا رکھا ہے اللہ نے بر وزنِ نبیؑ
ہے یہ ہمنامِ خدا اور محمدؐ کا وصیؑ
جس جگہ چاہے ہٹا دو ہے علیؑ پھر بھی علیؑ
اور بگاڑو تو بگڑنے سے یہ بنتا ہے ولیؑ
کفر کرتے ہیں نصیری جو خدا کہتے ہیں
ہیں نصیری سے وہ بد تر جو جدا کہتے ہیں

ہوا ثابت بلندی میں امامت
نبوّت سے قدِ آدم سوا ہے
گواہی دیتی ہے مہرِ نبوّت
کہ یہ اک بُت شکن کا نقشِ پا ہے

خیال و فکر و خرد فہم کا یہ کام نہیں
علیؑ کا عقل میں آجائے وہ مقام نہیں
شہیدِ اُلفتِ حیدرؑ سے کہہ رہی ہے موت
حیات بن کے نہ چمکوں تو موت نام نہیں

وِلا میں ان کی کہوں کیا مقام ملتا ہے
ادھر علیؑ کہا کوثر کا جام ملتا ہے
علیؑ علیؑ میں بسر کر دے زندگی اخترؔ
علیؑ کے نام سے خالق کا نام ملتا ہے

جس کے ابرو کے اشارہ میں ارم ملتا ہے
یہ حسین حُسن کے دربار میں کم ملتا ہے
کرتے ہیں عرش سے آ آ کے فرشتے سجدے
اس کے زوّار کا گر نقشِ قدم ملتا ہے

لڑا ہے جو خلیفہ سے تمہارے
اُسی کے آج تک تم گُن ہو گاتے
ذرا ہندو کے مذہب کو تو دیکھو
کہ راون کو ہیں وہ اب تک جلاتے

ہر مصیبت میں وہ امداد تو فرماتے ہیں
پھر بھی ہم شوقِ زیارت میں مرے جاتے ہیں
یاخدا جلد کہیں قبر کی منزل آئے
بعد مرنے کے سُنا ہے کہ علیؑ آتے ہیں

زبان پر میری جب بھی جہاں کبھی نام آئے
مری مدد کے لیے خود مرا امام آئے
جو زندگی ہی میں کام آئے وہ امام نہیں
امام وہ ہے جو مر کر بھی میرے کام آئے

اخترؔ ہوں گرچہ ہمسرِ مہرِ منیر ہوں
شاہوں کا جو امیر ہے اس کا فقیر ہوں
مدّاح اس کا حق بھی ہے مدّاح میں بھی ہوں
اس کام میں شریکِ خدائے قدیر ہوں

علیؑ کے فضل کے منکر یہ ہر گھڑی مجھ سے
نہ پوچھ کعبہ میں اور فرق کیا نجف میں ہے
تو سُن سکے گا حقیقت اگر بتاؤں میں
وہی ہے فرق جو اک گوہر و صدف میں ہے

امام وہ ہے جو ہو حق شناس و حق آگاہ
خدا کے ساتھ رسولؐ خدا کا ہو جو گواہ
سوائے کلمہ نہ آئے زباں پہ اُس کے لا
جو لا کہے تو کہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

اسلام کے فرقوں میں کبھی فرق نہ ہوتا
ایماں کا سفینہ یہ کبھی غرق نہ ہوتا
اسلام پہ قرطاس و قلم کرتے حکومت
انکار کا گر شعلہ پہ برق نہ ہوتا

تم لاکھ بدل ڈالو قرآں کی شہادت کو
مت مانو چلو جاؤ اقوالِ رسالت کو
حیدرؑ کے لیے پھر بھی کعبہ کے پرستارو
کعبہ کی ولادت ہی کافی ہے فضیلت کو

علیؑ کی منزلت کب ہے بیان کی محتاج
علیؑ ہیں فرش کی زینت علیؑ ہیں عرش کا تاج
ہم اتنا جانتے ہیں اور بس خدا جانے
قدم علیؑ کے تھے اور دوش صاحبِ معراج

تھا کسی پہ حاکمِ اعلیٰ کا حکم
ورنہ پلٹا ہے کبھی کیا آفتاب
ہے کسی کے نام سے نسبت ضرور
ورنہ کیوں جھکتا فلک پیشِ تراب

اس کو نہ سنو گے جو محمدؐ کی زبانی
رہ جائے گا قرآن فقط ایک کہانی
قرآن کو عترت سے جدا کر کے تو دیکھو
ہر لفظ کہے گا ہیں بہتر مرے معانی

احساس بشر میں زندگانی آئی
افکارِ رسالت میں روانی آئی
کیا آیا رُخِ حیدرؑ صفدر پہ شباب
اسلام کی رگ رگ میں جوانی آئی

جو پوچھے کوئی کہ مثلِ علیؑ بھی ہے کوئی
تو کہہ دو ذرّہ کوئی مثلِ آفتاب نہیں
جواب لائے گی دنیا کہاں سے حیدرؑ کا
ترابی سب ہیں مگر کوئی بوتراب نہیں

علیؑ کو چھوڑ کے پاؤ گے کیسے علم کا شہر
کہ جانے کے لیے اس شہر میں ہیں بابِ علیؑ
علیؑ کے سامنے انساں ملک کا ذکر ہے کیا
ابوالبشر ہیں ترابی ابوتراب علیؑ

کیا ہو شمار فضلِ علیؑ بے حساب ہیں
خالق کی کائنات میں یہ آفتاب ہیں
آدمؑ اگر صفی ہیں تو حیدرؑ بھی ہیں علیؑ
ابنِ تراب وہ، تو علیؑ بوتراب ہیں

درِ امیر پہ بیٹھا ہوں گود پھیلائے
فقیر اُٹھ کے یہاں سے بھلا کہاں جائے
کچھ اور در جو زمانہ ہمیں بتاتا ہے
وہ خود ہی مانگنے اس در پہ بارہا آئے

نجف کی سرزمیں پر ساکنِ جنّت بھی مرتے ہیں
کہ آدمؑ خُلد سے آکر یہاں آرام کرتے ہیں
کرے گی خاک کیا خاکِ نجف سے ہمسری جنّت
نجف کی خاک سے شام و سحر موتی نکلتے ہیں

ستاروں کی کروں میں پیروی کیوں
ہو سچ بھی گر ستاروں کی روایت
مرے مولا نے پلٹایا ہے سورج
ستاروں پر بھی ہے ان کی حکومت

جو حکمِ شاہِ ولایت مآب ہو جائے
غروب ہو کے طلوع آفتاب ہو جائے
علیؑ کے خلق کا منشا یہ تھا کہ طالبِ دید
مجھے نہ دیکھے مگر لاجواب ہو جائے

سوال مجھ سے مسلماں یہ بار بار نہ کر
اگر وہ ہوتے تو آتے کبھی تو ہم کو نظر
تجھے بھی منکرِ حق ان کو میں دکھا دیتا
تیرے اصول میں داخل امامت ہوتی اگر

بتا رہا ہے کسی کا پتہ دلِ مضطر
خلش نہ ہو یہ اگر سامنے شباب نہ ہو
یہ ہو ہی سکتا نہیں دل میں دل کی دنیا میں
ہو اضطراب مگر وجہ اضطراب نہ ہو

قدم کس کے خدا کے گھر میں آئے
زمیں جھومی ادھر افلاک جھومے
نہ ہو کیوں عرش پا بوسی کا مشتاق
قدم مہرِ نبوّت جس کے چومے

حرم کب امامِ حرم سے حَسیں ہے
جھکے اس طرف بھی یہ فرضِ جبیں ہے
نجف ہم نے مانا کہ کعبہ نہیں ہے
شرف میں فزوں تر مکاں سے مکیں ہے

قصیدہ

عبادت ناز کرتی ہے علیؑ پر سخاوت میں ہے اُن کا کون ہمسر
لقب طفلی میں پایا کس نے حیدرؑ ہے کس کے لَا فتےٰ کا تاج سر پر
علیؑ کا مرتبہ اللّٰہُ اکبر
خدا نے تیغ دی احمدؐ نے دختر

حبیبِ صادقِ محبوبِ داور اخیِ مصطفٰےؐ نفسِ پیمبرؐ
علومِ احمدیؐ کے شہر کے در نصیری کے خدا شیعوں کے سرور
علیؑ کا مرتبہ اللّٰہُ اکبر
خدا نے تیغ دی احمدؐ نے دختر

ہوا لو کعبہ کی دیوار میں در ولادت ہو گئی کعبہ کے اندر
خدا کے گھر میں اس بچّہ کو پا کر فلک پر تھا فرشتوں کی زباں پر
علیؑ کا مرتبہ اللّٰہُ اکبر
خدا نے تیغ دی احمدؐ نے دختر

ولادت کی خوشی ہے آج گھر گھر علیؑ سا مل گیا دنیا کو سرور
خدا نے نعمتیں کیں ختم ہم پر کہیں سب یک زباں صلوٰۃ پڑھ کر
علیؑ کا مرتبہ اللّٰہُ اکبر
خدا نے تیغ دی احمدؐ نے دختر

قصیدہ

کس نرالی شان سے کعبہ میں آئی ہے بہار
جان و دل کونین کے اس شانِ قدرت پر نثار

منزلِ حق میں کوئی گُل کھلنے والا ہے ضرور
کعبۂ توحید کا بڑھنے کو ہے کچھ اقتدار

کونسی خاتون ہے وہ رشکِ مریمؑ سچ بتا
جس کی آمد کے لیے دیوار و در ہے بیقرار

سچ بتا دے مل گئی دولت تجھے وہ کونسی
دین کے بازار میں جو بڑھ گیا تیرا وقار

ڈھونڈ لائی خود مکیں اپنا نگاہِ انتخاب
تیری چشمِ دور رس پر اے دلِ عالم نثار

مرحبا اے خانۂ کعبہ خوشا بخت و نصیب
بُتکدہ تھا اب بنے گا خانۂ پروردگار

ضوفگن تجھ میں ہوا ہے وہ امامت کا قمر
جس کی آمد میں تھا خود شمسِ رسالت بیقرار

اب زمانہ سے مٹیں گی کفر کی تاریکیاں
مہر و مہ مل کر کریں گے پُر ضیا لیل و نہار

اب صدا آئے گی یہ خیبر کی ہر دیوار سے
لَا فتیٰ اِلَّا علی لَا سیف اِلَّا ذوالفقار

بسترِ ختمِ رسل ہجرت کی شب چلّائے گا
سونے والے اُٹھ ملی تجھ کو رضائے کردگار

خود سخاوت کہہ اُٹھے گی کون ہے ایسا سخی
جس نے ایک روٹی کے بدلے دی ہو سائل کو قطار

لطف جب رفعت کا ہے دوشِ رسالت خود کہے
بڑھ گیا معراج سے ہاں قدرِ آدم اقتدار

کیوں کہیں انگشتری کس نے عطا سائل کو کی
خود کہے گی آیتہ ھُمْ رَاکِعُوْنَ بار بار

خود زباں بن کر کہے گی داستاں موجِ غدیر
کس کے جشنِ تاجپوشی کا ہے ساحل یادگار

رایتِ اسلام خود اُٹھ کر نشاں بتائے گا
قوّتِ بازو پہ کس کے ہے ظفر کا انحصار

صفحۂ تاریخِ عالم پر پرِ رُوحُ الاَمِیْن
خود قلم ہو کر لکھے گا داستانِ ذوالفقار

جس کا بچپن کلّۂ اژدر کے دو ٹکڑے کرے
کیا نہ کر ڈالے گا پھر اس کی جوانی کا اُبھار

کیا کوئی بندہ جہاں میں ایسا ہے بندہ نواز
نانِ جَو کھائے مگر کونین کا ہوتا جدار

اختر اس بندہ کی بندہ پروری کو دیکھ کر
کیا تعجب ہے اگر کہدے کوئی پروردگار

قصیدہ طرحی (مجوزہ میجر یونس صاحب نقوی)

آج کعبہ میں اٹھی کس روئے روشن سے نقاب
بن گیا پرتو سے جس کے ذرّہ ذرّہ آفتاب

آگیا کعبہ میں آخر کون وہ عالی جناب
چمکا کعبہ کا مقدر ہو گیا سجدہ ثواب

اللہ اللہ عزّ و شانِ خاکِ پائے بوتراب
کہہ رہا ہے آسماں یَا لَیتَنِی کُنتُ تُراب

یہ ولادت گاہ ہے مخصوص عینُ اللہ سے
تم نہ جانا حضرتِ مریمؑ، نہ ملجائے جواب

ہو کے شق دیوارِ کعبہ نے یہ گویا کہدیا
بے طلب آئی نہیں یاں فاطمہؑ عصمت مآب

اللہ اللہ آج کعبہ اس کا مولد بن گیا
ذکر بھی جس کا عبادت نام لینا بھی ثواب

جس کی طفلی کلّہ اژدر کے دو ٹکڑے کرے
کیا نظر میں لائے گا مرحب کو پھر اس کا شباب

ایسے عابد کی عبادت کا شرف کیا دیکھنا
دیکھتا جاتا ہو مُڑ مُڑ کر جسے خود آفتاب

کیوں کروں میں زورِ بازوئے یَدُ اللّٰہی رقم
خود پرِ جبرئیل دیدے گا قلم ہو کر جواب

کیوں کہوں انگشتری کس نے عطا سائل کو کی
آیۂ ھُمْ رَاکِعُونَ خود کہے کی بوتراب

آیئے اور دیکھیے فاتح کی شانِ صفدری
پائے حیدر میں ہوا پر ہاتھ پر خیبر کا باب

اس کی بیداری خدا جانے کسے دے زندگی
زندگانی رسالت جس کی ہو ایک شب کی خواب

تھا کوئی حق کے سوا بھی پردۂ معراج میں
ورنہ ذاتِ نورِ مطلق کب ہے محتاجِ حجاب

جس کی قوت سے قوی دل ہو گیا دینِ نبیؐ
جس کی شمشیرِ دو دم سے کفر کا دل آب آب

مظہرِ شانِ خدا جانِ نبیؐ زوجِ بتولؑ
شبّرؑ و شبیرؑ جس کے پارۂ دل لاجواب

جس کی طفلی معجزہ کارِ رسالت کے لیے
آگیا اِسلام پر جس کی جوانی سے شباب

زینتِ مہرِ رسالت خانۂ حق کا نگیں
بالیقیں قرآنِ ناطق، حافظِ اُمّ الکتاب

دیکھنا جس کا عبادت یاد جس کی یادِ حق
وصف جس کا جزوِ ایماں ذکر تفسیرِ کتاب

شان اس بندہ میں تھی کچھ تو خدائی کی ضرور
ورنہ بندہ اور خدائی کے لیے ہو انتخاب

مدح ختم المرسلیں میں کھل نہیں سکتی زباں
اس کا کیا کہنا وصی جس کا ہو ایسا لاجواب

چھا گئی ہیں پھر فضا میں کفر کی تاریکیاں
میرے مولا پھر دکھا دو ایک مبارک انقلاب

آپ ہیں مشکل کشا حاجت روائے دو جہاں
ہو دعا اختؔر کی بھی درگاہِ حق میں مستجاب

قصیدہ عید غدیر

زمیں پر نورِ اوّل جگمگایا
خدا کا آخری پیغام لایا

جگایا خواب سے نوعِ بشر کو
منوّر کر دیا تارِ نظر کو

ہدایت کا ہر اک رستہ دکھا کر
جہالت کا ہر اک دھبّہ مٹا کر

ہوئی یہ فکر حق کے راہبر کو
سبق یہ یاد رہ جائے بشر کو

زمانہ میں رہے پیغام باقی — دکھا جاؤں انھیں کوثر کا ساقی
کبھی کعبہ میں کاندھوں پر چڑھا کر — شبِ ہجرت سرِ بستر سُلا کر
کبھی تطہیر کی چادر اُڑھا کر — کبھی نفسِ رسالت ہی بنا کر
اُحد میں، بدر میں، خیبر میں لا کر — ضرورت پر کبھی گھر سے بُلا کر
کبھی میدان میں تلوار دے کر — علیؑ کو لا فتیٰ کرّار کہہ کر
علیؑ بابُہا کہہ کر سُنایا — عبادت ذکرِ حیدرؑ کو بتایا
امانت دے کے سمجھایا امیں ہے — مرے بستر پہ میرا جانشیں ہے
مسلماں کو ہر اک پہلو دکھایا — مگر یہ راہ پر ہرگز نہ آیا
مشیت کے ادھر تیور سے بدلے — عجب انداز کے فرمان نکلے
کہا خالق نے جبریلِ امیں سے — یہ کہہ دو جا کے ختم المرسلیں سے
نہ پہونچایا جو یہ پیغام تم نے — کیا اب تک نہ کوئی کام تم نے
نہ ڈر، گر مائلِ جور و ستم ہیں — محافظ تیرے انسانوں کے ہم ہیں
نبیؐ نے آخری حج سے پلٹ کر — غدیرِ خم کے کچھ ساحل سے ہٹ کر
مسلمانوں کے اک مجمع کو روکا — جو آگے بڑھ گئے تھے اُن کو ٹوکا
پئے امرِ خدا سر کو جھکایا — وہیں پالان کا منبر بنایا
کہا کیا میں نہیں مولا تمہارا — یقیناً آپ ہیں مجمع پکارا
علیؑ کو دونوں ہاتھوں سے اُٹھا کر — اُٹھا کر اور دنیا کو دکھا کر
کہا مجمع سے میں مولا ہوں جس کا — علیؑ بھی آج سے مولا ہے اُس کا
زمین و آسماں میں غلغلہ تھا — علیؑ کا تہنیت گو خود خدا تھا
صدا یہ عرش سے خالق کی آئی — مبارک دین نے تکمیل پائی

نہ ہوتی آج گر نعمت یہ پوری
تو رہ جاتی رسالت ہی ادھوری
علیؑ خیمہ کے اندر جلوہ گر تھے
محافظ پاسباں خیر البشرؐ تھے
سلامی کو گئی اُمت نبیؐ کی
فلک تک دھوم تھی مولا علیؑ کی
مبارکبادیوں کا ایک پُل تھا
زمیں سے آسماں تک ایک غُل تھا
کوئی بیعت کو آگے بڑھ رہا تھا
سبق بَخٍ بَخٍ کا کوئی پڑھ رہا تھا
مسلمانو! ذرا انصاف کرنا
ذرا انصاف کے دن سے بھی ڈرنا
علیؑ کی گر نہ تھی یہ تاج پوشی
تو کیوں تھی اس قدر یہ گرم جوشی

دیگر

کسی کی روئے منوّر کی تاب کیا کہنا
زمین کعبہ تھی یا آفتاب کیا کہنا
زمینِ کعبہ ترا انقلاب کیا کہنا
کسی کے آتے ہی سجدہ ثواب کیا کہنا
کسی سے جاؤ کسی سے کہا کہ آجاؤ
کہیں جواب کہیں یوں خطاب کیا کہنا
ہُمک رہے ہیں لو آغوشِ مصطفےٰ میں علیؑ
کھِلا ہوا ہے چمن میں گلاب کیا کہنا
وہ پہلی بار محبت بھری بھری سی نظر
وہ روئے پاکِ رسالتمآبؐ کیا کہنا
نبیؐ کی لڑکی ہے لڑکا خدا کے گھر کا ہو
رسولؐ کی نظرِ انتخاب کیا کہنا
نہ لوٹ سکتا تھا جن انگلیوں سے نانِ جویں
اُن انگلیوں پہ ہے خیبر کا باب کیا کہنا
ادھر سے آئی جو لاسیف لافتیٰ کی صدا
ادھر سے بولے رسالتمآبؐ کیا کہنا
دو پارہ کردے جو طفلی میں کلّۂ اژدر
پھر اس کی طاقتِ عہدِ شباب کیا کہنا
خدا کا ذکر خدا جانے کس طرح سے کیا
بنا یا ذکر بھی اپنا ثواب کیا کہنا
اشارہ کردیا کس کی یہ چشم و ابرو نے
پلٹ رہا ہے لو وہ آفتاب کیا کہنا

نبیؐ کی بزم کی زینت نبیؐ کی رزم کی جاں ہر اک ادا بخدا لاجواب کیا کہنا
جناب سوتے ہیں بستر پہ اور نہیں روتے مقامِ خوف ہے اور محوِ خواب کیا کہنا
دکھائیں بعدِ نبیؐ صبر کی وہ تصویریں کمال کر دیا اے بوتراب کیا کہنا
علیؑ کے عاشقِ صادق کا بالیقیں اخترؔ
حساب ہی نہیں روزِ حساب کیا کہنا

دیگر

کعبہ میں ولادت ہے۔ آغوشِ رسالت ہے
محرابِ عبادت ہے۔ مسجد میں شہادت ہے
ایک وہ بھی فضیلت تھی۔ ایک یہ بھی فضیلت ہے
راتیں ہیں نمازیں ہیں، بیدار ریاضت ہے
بستر ہے رسالت کا خوابیدہ امامت ہے
ایک وہ بھی عبادت تھی۔ ایک یہ بھی عبادت ہے
خیبر کا کبھی در ہے، اور دستِ امامت ہے
ایک روز ہے خاموشی، اور گوشۂ عزلت ہے
ایک وہ بھی شجاعت تھی۔ ایک یہ بھی شجاعت ہے
اونٹوں کی قطاریں ہیں، بخشش کی ہدایت ہے
سوکھے ہوئے ٹکڑے ہیں، سائل پہ عنایت ہے
ایک وہ بھی سخاوت تھی۔ ایک یہ بھی سخاوت ہے

انگلی کا اشارہ ہے، خورشید کی رجعت ہے
کافر کا ہے باغیچہ، محنت ہے مشقّت ہے
ایک وہ بھی ریاضت تھی، ایک یہ بھی ریاضت ہے
طاعت میں انگوٹھی دی سائل کو قیامت ہے
اور تیر نکل آیا سجدہ میں امامت ہے
ایک وہ بھی عبادت تھی، ایک یہ بھی عبادت ہے
قبضہ میں امامت کے کونین کی طاقت ہے
سوکھے ہوئے ٹکڑے ہیں ٹکڑوں پہ قناعت ہے
ایک وہ بھی امامت تھی، ایک یہ بھی امامت ہے
اک ضرب کے بدلے میں عالم کی عبادت ہے
اک نفس کی قیمت میں خالق کی مشیّت ہے
ایک وہ بھی تجارت تھی، ایک یہ بھی تجارت ہے
اندازِ تکلّم میں ندرت ہے قیامت ہے
اختر تری باتوں میں کس درجہ حلاوت ہے
مولا کی عنایت ہے، مولا کی عنایت ہے

قطعہ

وقت راحت کا تو غفلت میں نکل جاتا ہے
پڑتا مشکل میں ہے انسان تو گھبراتا ہے
یا علیؑ منہ سے نکل جاتا ہے ٹھوکر کھا کر
یادِ مشکل میں یہ سچ ہے کہ خدا آتا ہے

قصیدہ

زمینِ حرم بوتراب آرہا ہے — سنبھل بیٹھیں بُت انقلاب آرہا ہے
جھکو بہرِ سجدہ ترابی خداؤ! — خبر بھی ہے کچھ بوتراب آرہا ہے
چلو خانۂ ربِّ اعلیٰ سے پوچھیں — یہ کون آج عظمت مآب آرہا ہے
بنادے کوئی در نیا ربِّ کعبہ — کہ آج علم وحکمت کا باب آرہا ہے
یہ کس کے تصوّر میں ہیں بند آنکھیں — خیالِ رسالت مآبؐ آرہا ہے
نہ کرنا خدارا اشارہ نہ کرنا — پلٹ جائے گا آفتاب آرہا ہے
یہ کیوں مٹھیاں بند رہی کھل رہی ہیں — تصوّر میں خیبر کا باب آرہا ہے
کہو پیشوائی کو آئے رسالت — وصیِ رسالت مآبؐ آرہا ہے
ہوا ختم اژدر یہ مرحب سے کہہ دو — وہ طفلی تھی عہدِ شباب آرہا ہے
رسولِ خدا کو گواہی سے اپنی — بنانے رسالت مآبؐ آرہا ہے
کسی نے امامت کی دیکھی تھیں خوابیں — کوئی بن کے تفسیرِ خواب آرہا ہے
یہ واقف ہے رزم وثباتِ قدم سے — یہ ناواقفِ اضطراب آرہا ہے
جواب اس کا لائے گا کوئی کہاں سے — خدا کی قسم لاجواب آرہا ہے
خبر بھی ہے کچھ شامِ ظلمت خبر ہے — اُبھرتا ہوا آفتاب آرہا ہے
اولوالامر، کرّار وجرّار وحیدر — خطابوں پہ حق سے خطاب آرہا ہے
لباسِ امامت میں ملبوس ہوکر — جوابِ رسالت مآب آرہا ہے

علیؑ سا ہو مشکل کشا جس کا اختر
اُسے کیا جو روزِ حساب آرہا ہے

قصیدہ

مصرعۂ طرح

ایک صاحبِ عصمت کی کعبہ میں ولادت ہے

اے مرکزِ عالم تو کاشانۂ قدرت ہے
پرکارِ مشیّت کا تو نقطۂ عظمت ہے
محرابِ عبادت ہے مینارِ شریعت ہے
اللہ کے بندوں پر اللہ کی رحمت ہے
لیکن یہ نہیں کھلتا کیوں تیری یہ عزت ہے

اکنافِ دو عالم میں کیوں تیری یہ شہرت ہے
جھک جانا تری جانب اک شرطِ عبادت ہے
ہر صاحبِ ثروت پر کیوں فرض زیارت ہے
قدرت کی نگاہوں میں کیوں تیری یہ رفعت ہے
یہ راز بتا کعبے کیا اس کی حقیقت ہے

کیا خالقِ عالم بھی محتاجِ سکونت ہے
کیا جسم ہے اس کا بھی اس کی کوئی صورت ہے
انساں کی طرح وہ بھی مجبورِ حفاظت ہے
کیا اس کی امیری بھی پابندِ عمارت ہے
پھر بات ہے کیا آخر کیا تیری ضرورت ہے

کعبہ نے کہا نا حق کیوں تجھ کو یہ حیرت ہے
میں تجھ کو بتاتا ہوں کیوں میری یہ رفعت ہے
قدرت کی نگاہوں میں کیوں میری یہ عزّت ہے
اعلیٰ ہے مقام اس کا جس کی یہ بدولت ہے
آ۔ دیکھ لے تو اس کو آج اس کی ولادت ہے،

وہ ساقیٔ کوثر ہے اور مالکِ جنّت ہے
فرزندِ ابوطالبؑ اور خویشِ رسالت ہے
قائم ہے قیامت تک وہ اس کی امامت ہے
اس کے یدِ قدرت میں قدرت کی مشیت ہے
کعبہ میں قدم اس کے کعبہ کی سعادت ہے

گر عرش پہ خلوت ہے یا فرش پہ جلوت ہے
ہے رزم کا میداں گر یا بزم کی صورت ہے
راحت کا زمانہ ہے یا وقتِ صعوبت ہے
ہے کارِ خداوندی یا کارِ رسالت ہے
ہر منزل و ہر جا پر حیدرؑ کی ضرورت ہے

مولود ہے کعبہ کا کعبہ کی وہ زینت ہے
کعبہ اگر قبلہ ہے، کعبہ کی وہ عظمت ہے
یہ فرشِ عبادت ہے وہ عرشِ عبادت ہے
یہ صنعتِ انسان وہ شہکارِ حقیقت ہے
کیا نقش اُبھر آیا حیراں یدِ قدرت ہے

صورت میں امامت ہے سیرت میں نبوت ہے،
خُلّت ہے براہیمؑ آدمؑ کی نجابت ہے،
ہے نوحؑ فراست میں موسیٰؑ کی جلالت ہے،
عیسےٰؑ کی ریاضت ہے قرآن کی آیت ہے
چہرہ پہ نظر اس کے ان سب کی زیارت ہے
ساقی ترے رندوں کو مے نوشی کی عادت ہے،
وہ دُور ہے پوشیدہ بے چین طبیعت ہے
کیوں ہم سے چھپا رکھی مستوں کی شکایت ہے،
اس جام کا اختؔر بھی مشتاقِ زیارت ہے،
اب بارہواں ساغر بھی دیدے تو عنایت ہے

قصیدہ عیدِ غدیر

ہاں اے قلمِ شوق رہِ حق میں رواں ہو
سجّادۂ قرطاس پہ پھر سجدہ کناں ہو
قرآں کے الفاظ ہوں اور تیری زباں ہو
ہر جنبشِ الفاظ تری فیض رساں ہو
اک آخری حج کی ہے محمدؐ کی کہانی
قرآں کا تقاضہ ہے سُنوں تیری زبانی

تفسیر ذرا آیۂ بلّغ کی سُنا دے
ہاں آخری حج کی ذرا تصویر دکھا دے
پردہ رُخِ لیلائے حقیقت سے ہٹا دے
سوتی ہوئی دنیا کو ذرا پھر سے جگا دے
آیات پہ آیات اُترتی نظر آئیں
ہر سمت سے آنے لگیں مولےٰ کی صدائیں

پہلے تو فرغتَ کی ہو فَنصَبْ کی صدا ہو
مِن بعد اِلیٰ رَبّکَ فَرغَبْ کی ندا ہو
فارغ تو ہوا حج سے وہ محبوبِ خدا ہو
فَنصَبْ کے فریضہ کا مگر حق نہ ادا ہو
تشویش کے عالم میں رسولؐ دوسرا ہے
ڈر یہ ہے منافق بھی ہیں اور حکمِ خدا ہے

موقع کے تجسس میں تھی عز قابِ رسالت
بلّغ نے کہا اب نہیں بڑھنے کی اجازت
اب حکم کے پہونچانے میں کرنی نہیں غفلت
ایسا نہ ہو سب کارِ رسالت ہو اکارت
میدان ہے ساحل ہے پُر انوار فضا ہے
مت ڈر مرے محبوب حفاظت کو خدا ہے

آیت یہ کہے دیتی ہے پیغام میں ڈر تھا
اللہ محافظ بنا کوئی تو خطر تھا

انجام سے واقف یہ شہِ جن و بشر تھا
پیش آنا تھا جو بعد میں وہ پیشِ نظر تھا
سوچے کرو آگاہ بھی پیغامِ خدا سے
اب جائے جہنم میں کوئی میری بلا سے

یہ کہہ کے رسالت نے برادر کو اٹھایا
اپنے سے بھی اک ہاتھ بلند کر کے دکھایا
کونین کا مولا مرے مولا کو بنایا
بحرِ کرمِ ربِّ عُلا جوش میں آیا
تکمیل کا سہرا بندھا پھر فرقِ ولی پر
کونین کی نعمت ہوئی قربان علیؑ پر

وہ کارِ رسالت کہ جو اس درجہ اہم ہو
ہر کام رسالت کا جو اَب تک ہوا کم ہو
اس حکم کے آگے سرِ مسلم جو نہ خم ہو
گو غرق عبادات میں سر تا بہ قدم ہو
بے مانے ہوئے اس کے عبادت نہیں کوئی
جب اس سے اہم کارِ رسالت نہیں کوئی

رُتبہ مرے مولا کا تو کیا جانے کہ کیا ہے — بندہ ہے مگر بندۂ بیکس کا خدا ہے
مولا کا لقب اور کسی کو بھی ملا ہے — اختر کبھی خورشید سے ذرہ بھی بڑھا ہے
مولا اُسے کہتا ہوں یہ ہے منزلت اُس کی
آقا کو ترے فخر غلامی پہ تھا جس کی

قصیدہ

دل کی دنیا میں بھی اک کعبہ بنانا چاہیے
جشنِ مولودِ حرم اس میں بنانا چاہیے

ہاتھوں پر قرآن تھا کعبہ میں کہتے تھے رسولؐ
حافظِ قرآن کو قرآں سُنانا چاہیے

کھول دو آنکھیں ذرا آغوشِ احمدؐ آگئی
واقفِ روزِ ازل ہو مسکرانا چاہیے

خانۂ کعبہ ہو یا ہو مولدِ مشکل کُشا
ہم کو ہر حالت میں اختر سر جھکانا چاہیے

چور بن کر جائیں کیوں دیوار و سقف و بام سے
جانے والے جا مدینہ در سے جانا چاہیے

خوف سے رونے نہ پائے ہاں شبِ ہجرت رسولؐ
اپنے بستر پر کوئی ایسا سُلانا چاہیے

بچپنے کا تھا تقاضہ کلّہ اژدر ہو دو
اب جوانی کی ہے ضد خیبر ہلانا چاہیے

اس کو جس کے ہاتھ میں ہو اختیارِ کائنات
ڈوبتے سورج کو مغرب سے اٹھانا چاہیے

یاعلیؑ بے ساختہ ہونٹوں پہ آنا چاہیے
شوق کہتا ہے کبھی ٹھوکر بھی کھانا چاہیے

پہلے کرلو حاجیو! اجرِ رسالت تو ادا
سنتے ہیں مقروض کو حج کو نہ جانا چاہیے

بسترِ احمدؐ پہ سونے والے کا لے لے کے نام
خوابِ غفلت سے زمانہ کو جگانا چاہیے

وقت کی دشواریاں آ آ کے اخترؔ کہہ گئیں
جان جب خطرہ میں ہو کس کو بلانا چاہیے

دیگر

یہ لوگ جس کو مہ و آفتاب کہتے ہیں
علیؑ کے ہم رخِ انور کی تاب کہتے ہیں

حرم کو اہلِ نظر ذاتِ لامکاں کی قسم
مقامِ جلوہ گہہِ بوترابؑ کہتے ہیں

یہ دستِ قدرتِ حیدرؑ کی مشقِ اوّل تھی
وہ داستاں جسے خیبر کا باب کہتے ہیں

رسولؐ کہتے تھے مشکل میں یا علیؑ مددی
وہی کہو جو رسالت مآب کہتے ہیں

ملک خلاف ہوں پھر بھی ہوں منتخب آدمؑ
اس انتخاب کو ہم انتخاب کہتے ہیں

فقط ہے روزِ سوالِ محبّتِ حیدرؑ
یہ ناسمجھ جسے روزِ حساب کہتے ہیں

ریاضِ خلد ہے اخترؔ یہ روضۂ حیدرؑ
درِ نجف کو ہی جنّت کا باب کہتے ہیں

قصیدہ ولادت مولائے کائنات

ذکر کے قابل نہ تھا کعبہ کی ویرانی کا حال
بُت پرستی عالمِ انسانیت کا تھا کمال
کفر کی ظلمت میں تھا روپوش قدرت کا جمال
بھول کر آتا نہ تھا خالق کا انساں کو خیال

محو لوحِ قلبِ انساں سے خدا کا نام تھا
عالمِ بے چارگی میں مبتلا اسلام تھا

سعیٔ ابراہیمؑ تھی محروم اُمیدِ مآل
گھر کی بربادی پہ تھا خلّاقِ کعبہ کو ملال
بھیجنے کے ایسے اک مشکلکشا کا تھا خیال
جس کی تصویرِ جمالی میں ہو شانِ ذوالجلال

نام ہو اُس کا مگر درپردہ میرا کام ہو
گو بظاہر میں نہ ہوں میرا کوئی ہمنام ہو

تھی ازل سے اک جری پر خاص قدرت کی نظر
بطنِ مادر میں چلا بنتِ اسد کا شیرِ نر
فاتحِ خیبر تھا کیوں دیوار میں بنتا نہ در
شیر کی بیٹی ہوئی داخل بلا خوف و خطر

در نیا قدرت کو کعبہ کا بنانا تھا ضرور
بے طلب آئی نہیں اس کو دکھانا تھا ضرور

عین کعبہ میں ہوا نورِ الٰہی کا ظہور
فاطمہؑ بنتِ اسد کے واسطے کعبہ تھا طور
نام روشن ہو گیا اللہ کا۔ پھیلا وہ نور
سجدہ کا پیدا ہوا بت کی جبینوں میں شعور
جگمگا اُٹھی فضائیں نور کی تنویر سے
گونج اُٹھا خانۂ حق نعرۂ تکبیر سے

کان میں پہونچی جونہی اللہ اکبر کی صدا
عاشق و محبوبِ داور عازمِ کعبہ ہوا
پھر زبانِ وحی کو مولود کے منہ میں دیا
اب خدا جانے دیا کچھ یا رسالت نے لیا
کھول دیں آنکھیں ہوئے تا دیر کچھ راز و نیاز
لحنِ قرآنی میں پہونچائے پیامِ کارساز

بہرِ تسکینِ رسالت تھے اشارے سربسر
پھر سے کعبہ کو بنانا ہے مجھے خالق کا گھر
کھیل جاؤں گا شبِ ہجرت میں سو کر جان پر
آپ دیکھیں گے ہلا ڈالوں گا میں خیبر کا در
آ گیا میں آ گیا مطلق نہ اب گھبرائیے
کارِ تبلیغِ رسالت شوق سے فرمائیے

دیکھ کر محبوب نے خالق کا یہ لطف وعطا
مصحفِ ناطق کو ہاتھوں پر اٹھا کر یہ کہا
شکر اس لطف وعطا کا ہو سکے کیونکر ادا
دیکھ کر مشکل کو تو نے دے دیا مشکلکشا

اب کروں گا عام تیرے نام کو اسلام کو
بس شہادت کی ضرورت تھی ترے پیغام کو

خانۂ کعبہ میں پیدائش علیؑ کی ہے دلیل
در حقیقت تھا یہی مقصود تعمیرِ خلیل
چاہتا تھا بھیجنا ایسا کوئی ربِّ جلیل
مشکلوں میں انبیاء کا جو رہا اب تک کفیل

دیکھ کر پیغام کی دشواریٔ انجام کو
بھیج دوں سوچا ہوا اخترؔ اپنے ہی ہمنام کو

قطعہ

غدیرِ خُم پہ رسالت مآب آتے ہیں
مفہومِ آیۂ بَلِّغْ ہمیں سُناتے ہیں
علیؑ کو مولا بنا کر بحکمِ ربِّ قدیر
زمانے بھر کو غلامِ علیؑ بناتے ہیں

قصیدہ

حجاز و مصر و روم ہے
غدیر پر ہجوم ہے
سجا درِ علوم ہے
علی علی کی دھوم ہے

نبیؐ کا اہتمام ہے
ولایتِ امام ہے

غدیر محوِ دید ہے
یہ منظرِ سعید ہے
نہ دید نے شنید ہے
نرالی آج عید ہے

نبیؐ کے ہاتھ سے علیؑ
بنائے جاتے ہیں ولی

رسولؐ کو ہے حکمِ رب
فراغ حج سے پاؤ جب
کرآؤ جانشیں نصب
نہ کرنا دیر بے سبب

یہی ہے حکم آخری
ہے ابھی علیؑ ولی

غدیر پر تھا اژدہام
بلند پا کے اک مقام
رسولؐ نے کیا کلام
ولی وصی علیؑ امام

بنا رہا ہے وہ خدا
رضا ہے جس کی مرتضا

فضا میں ایک نور تھا　　غدیر کوہِ طور تھا
سرور کا وفور تھا　　ظہورِ حق ضرور تھا
ولی بدستِ مصطفےٰ
نُصیریوں کا تھا خدا

ولی بروئے اِنّمَا　　نبیؐ ہیں اور خود خدا
نبیؐ کے بعد دوسرا　　دیا ہے اس کا یہ پتا
رضائے کارساز میں
زکوٰۃ دے نماز میں

مچل رہی ہیں رحمتیں　　اُبھر رہی ہیں نعمتیں
یہ آج کی عنایتیں　　دکھائیں گی کرامتیں
رہے گا حشر تک ولی
علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

یہ روحِ کائنات ہے　　امیرِ شش جہات ہے
خزینۂ صفات ہے　　حیات ہی حیات ہے
یہ ذات لاجواب ہے
خدا کا انتخاب ہے

یہ اخترؔ اپنا کام ہے　　زباں پہ صبح و شام ہے
علیؑ علیؑ کا نام ہے　　مدام ہے مدام ہے
اگر ہو حکمِ کبریا
کہا کروں خدا خدا

ﷺ

قصیدہ

تصویر کھینچی ہے علیؑ کے شباب کی
کھنچتی نہیں شبیہہ رسالت مآب کی

شمس و قمر فلک پہ ستارے چمک اُٹھے
پہونچی تھی اُڑ کے خاکِ درِ بوتراب کی

کیا لکھیں زورِ پنجۂ مشکلکشا کی بات
دو انگلیوں کی بات تھی خیبر کے باب کی

قیمت لگائے کون بھلا ایسے خواب کی
بن جائے جو حیات رسالتمآب کی

ہو سکتی تھی نمازِ امامت بھلا قضا
اس کی قضا تھی گویا قضا آفتاب کی

تھا کوئی اور پردۂ معراج سے کھلا
ورنہ خدا کو کب تھی ضرورت حجاب کی

ایسی کتاب جس کا معلّم کوئی نہ ہو
کیا احتیاج خلق کو ایسی کتاب کی

جنّت ہے ایک ان کی رضامندی کی جزا
دوزخ سزا ہے ان کے ذرا سے عتاب کی

الفت ہے بیحساب جسے بوتراب سے
اختر ہو فکر کیوں اُسے روزِ حساب کی

دیگر

رضائے حق ملی عالی جناب سے کہہ دو
بس اب اُٹھو ذرا ہجرت کی خواب سے کہہ دو

کھلا رہے ابھی جنّت کے باب سے کہہ دو
ترابی آیا ہے اک بوتراب سے کہہ دو

ابوتراب کی تولید کی مبارک باد
ترابیوں کی طرف سے تراب سے کہہ دو

خدا کے گھر میں تری ہو گی آج بسم اللہ
نبیؐ کے ہاتھوں پہ اُمّ الکتاب سے کہہ دو

نصیرؔ آگیا کعبہ میں جا کے لے آؤ
کرو جہاد رسالت مآب سے کہہ دو

نماز ہو چکے مل جائے گا تجھ کو حکمِ غروب
ابھی کھڑا رہے یہ آفتاب سے کہہ دو

علیؑ کا تیری طرف بڑھ گیا ہے دیکھ قدم
قدم جما لے یہ خیبر کے باب سے کہہ دو

وہ آرہا ہے کوئی لا فتیٰ کے سایہ میں
شباب کہتے ہیں اس کو شباب سے کہہ دو

خدا ابھی شادئ زہرا کا تہنیت گو ہے
رسولؐ کی نظرِ انتخاب سے کہہ دو

علیؑ کا نام سکونِ دوام لے آیا
اب اور جائے کہیں اضطراب سے کہہ دو

اُکھاڑے گا درِ خیبر کو کل رجُل جا کر
زنانِ بزدل و ناکامیاب سے کہہ دو

ابھی کھڑے رہیں میرا امام آتا ہے
فرشتگانِ سوال و جواب سے کہہ دو

ہمارے پاس بجز حبِّ اہلِ بیت نہیں
حساب کیسا یہ روزِ حساب سے کہہ دو

جہاں سے چاہے گا جائے گا ہے یہ گھر والا
یہ بابِ علم ہے کعبہ کے باب سے کہہ دو

خدا بناتا ہے کونین کا وصی اختر
تجھے نہیں ہے یہ حق انتخاب سے کہہ دو

دیگر

یا علیؑ کہتا ہوا جس سمت بڑھ جاتا ہوں میں
منزلیں دشوار تر، آسان تر پاتا ہوں میں

اُن کا دریائے کرم جب جوش میں پاتا ہوں میں
اپنے ناکردہ گناہوں سے بھی شرماتا ہوں میں

چاند تاروں کی فضا سے بھی گزر جاتا ہوں میں
اُن کے رُتبے کی بلندی پھر نہیں پاتا ہوں میں

فخر ہے مجھ کو کہ بندہ ایسے اک بندے کا ہوں
جس کو کچھ بندوں کا دنیا میں خدا پاتا ہوں میں

یا علیؑ بے ساختہ تا منہ سے نکلے بار بار
راہ گو ہموار ہو پھر ٹھوکریں کھاتا ہوں میں

پردۂ معراج میں ہے جستجو آواز کی
ساتھ چل میرے تصوّر عرش پر جاتا ہوں میں

ڈوبتے سورج کے افسانہ کو دہراتا ہوں میں
آ تجھے خیبر کُشا کی شان دکھلاتا ہوں میں

اُس کی وحدت کو بچانے آتا ہے عکسِ علیؑ
جب تصور میں خدا کو دیکھنا چاہتا ہوں میں

آتشِ دوزخ سے بچنے اور بچانے کے لیے
آتشِ عشقِ علیؑ سینوں میں بھڑکاتا ہوں میں

مجھ کو اختر کیا ہو سیلابِ حوادث کا خطر
یا علیؑ کہہ کے طوفانوں سے ٹکراتا ہوں میں

مولا علیؑ

خانہ زادِ لامکاں مولا علیؑ — عظمتوں کا آسماں مولا علیؑ
پیشوائے دو جہاں مولا علیؑ — حکمرانِ اِنس و جاں مولا علیؑ
حق وہاں ہے، ہے جہاں مولا علیؑ — حق جہاں ہے، ہے وہاں مولا علیؑ
کہتے تھے محبوبِ حق مولا ہوں میں — بعد میرے ہے یہاں مولا علیؑ
بابِ امرِ خالقِ ارض و سماء — کاروارِ کُن فکاں مولا علیؑ
اوّلیں مخلوق خلّاقِ ازل — خالقِ کون و مکاں مولا علیؑ
رازق و رزّاقِ مطلق کا سفیر — خلق کا روزی رساں مولا علیؑ
مظہرِ نورِ جمالِ جاوداں — ہے نہاں بھی اور عیاں مولا علیؑ
ہے ترابی کل جہاں وہ بوتراب — افضلِ کون و مکاں مولا علیؑ
شافیٔ مطلق کا مختارِ شفاء — ڈال دے مردے میں جاں مولا علیؑ
اس طرف قوسین کے محبوبِ حق — اور بعدِ دو کماں مولا علیؑ

صاحبِ کشفُ الغِطَا عین الیقیں
تاجدارِ عارفاں مولا علیؑ

فکرِ دنیا فکرِ عقبیٰ ہم کو کیا
ہے یہاں بھی اور وہاں مولا علیؑ

دوستوں پر لطف کا ہے ذکر کیا
مہربانِ دشمناں مولا علیؑ

رازدارانِ خدائے غیب داں
کیوں نہ ہو پھر غیب داں مولا علیؑ

کُلِّ قرآں ہیں عیاں مولا علیؑ
ایک نقطہ میں نہاں مولا علیؑ

چوم لی میری فرشتوں نے زباں
تھا مرے وِردِ زباں مولا علیؑ

مجھ کو اختر بے کسی کی فکر کیا
دستگیرِ بے کساں مولا علیؑ

دیگر

کاشانۂ وحدت میں یہ کس کی ولادت ہے
مولد کی زیارت ہی خالق کی عبادت ہے

حیدرؑ کی سعادت کب کعبہ کی ولادت ہے
حیدرؑ کی ولادت تو کعبہ کی سعادت ہے

ہاتھوں پہ امامت ہے مسرور رسالت ہے
اعلانِ رسالت کی آنے کو اجازت ہے

اے بنتِ اسد دیکھو دیوار نہ شق ہو جا
پیچھے نہیں ہٹنے کا یہ پائے امامت ہے

گہوارۂ حیدرؑ کے اژدر، نہ قریب آنا
اس شیرِ الٰہی کو موذی سے عداوت ہے

جاتے ہیں نبی جائیں آپ اُن کے سو جائیں
بستر کی نبوّت کے حقدار امامت ہے

شب ہونے کو آخر ہے کافر نہ جگا دینا
مولا مرا، بستر پر مصروفِ عبادت ہے

دروازۂ خیبر سے کہہ دو کہ سنبھل جائے
انگشتِ یدُاللّٰھی اُٹھی تو قیامت ہے

جبرئیل ذرا بازو سینے سے لگا رکھنا
ہے وار قیامت کا کرّار کی ضربت ہے

اونٹوں کی قطاروں سے قنبر ذرا ہٹ جانا
موّاجِ امامت کا دریائے سخاوت ہے

ہاں دوشِ نبوّت پر اچھا ہے قدم رکھ دو
مشتاقِ قدمبوسی خود مُہرِ نبوّت ہے

انگشتری سائل کو دینی ہے تو دے دیجے
بے چین اترنے کو قرآن کی آیت ہے

اس ڈوبتے سورج کو لِللّٰہ نہ پلٹاؤ
دعوے کو نصیریؔ کے شاہد کی ضرورت ہے

کعبہ جسے کہتے ہو سجدہ جسے کرتے ہو
سوچا ہے کبھی کس کی یہ جائے ولادت ہے

ہو خانۂ کعبہ یا حیدر کا زچہ خانہ
اپنی تو بہر صورت یہ جائے عبادت ہے

اخترؔ مرا مولا بھی مولود ہے کعبہ کا
دیدارِ نجف کا بھی کعبہ کی زیارت ہے

قصیدہ

یہ قصائد چیز کیا ہیں مرتضیٰؑ کے سامنے
ھَل اَتیٰ و قُل کفا و اِنّمَا کے سامنے

خوفِ گردابِ حوادث ناخدا کے سامنے
فکرِ مشکل بے ادب، مشکل کشا کے سامنے

مصطفیٰؐ معراج میں یوں تھے خدا کے سامنے
مرتضیٰؑ بیٹھے ہوں جیسے مصطفیٰؐ کے سامنے

کیسا پردہ، ہاں مگر معراج خود پردہ کی تھی
ورنہ پردہ اور حائل ہو خدا کے سامنے

ہو کے شق کعبہ میں جو دیوارِ کعبہ نے پڑھا
سب سے پہلا تھا قصیدہ مرتضیٰؑ کے سامنے

مصطفیٰؐ حیدرؑ کے حیدرؑ مصطفیٰؐ کے سامنے
آئینے رکھے تھے دو گویا خدا کے سامنے

تذکرے جنّت کے رضواں سامنے میرے نہ کر
تیری جنّت چیز کیا ہے کربلا کے سامنے

بات بڑھ جائے گی محشر میں نصیری کو نہ چھیڑ
جانے کیا کہہ دے خدا جانے خدا کے سامنے

کہہ رہا ہے اے نصیری تو علیؑ کو بس خدا
میں خدا کو بھی علی کہہ دوں خدا کے سامنے

رہنما مہتاب ہے بعدِ غروبِ آفتاب
کیا ستاروں کی ضرورت رہنما کے سامنے

کیوں ہے محتاجِ ہدایت سے؟ ہدایت کی طلب
ہاتھ پھیلاتا ہے کب کوئی گدا کے سامنے

ناامیدِ مغفرت آہوش ہیں کافر نہ بن
یہ خطا کیا چیز ہے اُن کی عطا کے سامنے

حسرتِ جنّت گئی آئی نجف کی سرزمیں
سر کے بَل چل روضۂ شیرِ خدا کے سامنے

دین کامل ہو رہا ہے بٹ رہی ہیں نعمتیں
گود پھیلا دو خدائے مرتضٰے کے سامنے

صاف کہہ دوں گا کہ بندہ میں ترے حیدؑر کا ہوں
بات کیوں کہہ دوں غلط اختؔر خدا کے سامنے

دیگر

خدا کے مرتبہ داں ہیں علیؑ و مصطفٰےؐ دونوں
خدا کے بعد ہیں یہ خلق کے ربِّ عُلا دونوں

علیؑ کا ہاتھ زہرؑا کی زباں معجز نما دونوں
علیؑ کی تیغ زہرؑا کی دُعا خیبر کشا دونوں

تری جنّت سے بہتر ہیں مری نظروں میں اے رضواں
نجف کی سرزمیں اور سرزمینِ کربلا دونوں

گرہ چھوٹی بڑی ہو فرق یہ ممکن ہے رہ جائے
وگرنہ ہیں علیؑ ابن علیؑ عقدہ کشا دونوں

زہے اعجازِ حیدرؑ ڈوبتے سورج کو پلٹایا
نظر آنے لگے مشرق و مغرب ایک جا دونوں

اُٹھا لیں ڈوبتا سورج کریں دیوار کو یہ شق
علیؑ کے دستِ قدرت میں ہیں یہ ارض و سما دونوں

رجب کی تیرہویں اللہ رے یہ جلوہ آرائی
نظر آتے تھے یکجا قبلہ و قبلہ نما دونوں

جوانانِ جناں کے کیوں نہ بنتے سرور و سیّد
کہ تھے پروردۂ خاتونِ جنت دلربا دونوں

ہوا پر تھے قدم دستِ علیؑ پر بابِ خیبر تھا
خدا و مصطفیٰؐ کہتے تھے مل کر مرحبا دونوں

علیؑ نے لے لیں سونے کے عوض اللہ رے سونا
شہِ لولاک کی لختِ جگر حق کی رضا دونوں

خوشا قسمت خوشا بختِ رسا تا زیست گر اخترؔ
رہیں فکر و قلم مصروف ذکرِ لافتا دونوں

قطعہ

علیؑ سا ہمیں رہنما مل گیا
بتائیں تمہیں کیا کہ کیا مل گیا

خدا تک رسائی کا امکان نہ تھا
خدا کی قسم بس خدا مل گیا

مخمس

بعد از نبیؐ بزرگ تو ئی قصہ مختصر

اے حاصلِ حیاتِ لبشر روح خشک وتر
اسلام تیری قوتِ بازو کا ہے ثمر
تیری ریاضتیں ہیں عبادات کی سحر
آتا ہے تیرے واسطے سورج بھی لوٹ کر
بعد از نبیؐ بزرگ تو ئی قصہ مختصر

عکسِ جمالِ خالقِ اکبر تمامتر
جلوہ نمائے حسنِ حقیقت تری نظر
مولائے کائنات ولایت کا تاجِ وّر
کعبہ ہے تیری جائے ولادت پہ مفتخر
بعد از نبیؐ بزرگ تو ئی قصہ مختصر

خوش خُلق، خوش مزاج خوش اطوار، خوش سیَر
حق بین وحق شناس وحق انداز وحق نگر
خود ہی نظیر وناظر ومنظور خود نظر
نخلِ وجوب گلشنِ ایجاد کا ثمر
بعد از نبیؐ بزرگ تو ئی قصہ مختصر

کس کو نبیؐ نے علم کا اپنے کہا ہے در
آیا ہے کس نبی کی سلونی زبان پر
مولد بنا ہے کس کا بتاؤ خدا کا گھر
دنیا میں کیا ہوا ہے علیؑ سا کوئی بشر
بعد از نبیؐ بزرگ توئی قصہ مختصر

اے شاہِ لافتےٰ تری تلوار کی خبر
ہاتف نے دی ہے جنگِ اُحد میں پُکار کر
خالق کو تیرے ناز ہے تجھ سے جوان پر
اب اس کے بعد کیا کہے اس کے سوا بشر
بعد از نبیؐ بزرگ توئی قصہ مختصر

تعریف جس کی کرتا ہو خلّاقِ بحرّ و بر
اس کی ثنا بشر کرے کیا طاقتِ بشر
بہتر یہی ہے یوں کہے ہر شام ہر سحر
بعد از خدا نبیؐ ہے جہاں میں بزرگتر
بعد از نبیؐ بزرگ توئی قصہ مختصر

سونا بقدر کوہِ اُحد دے کوئی اگر
پڑھتا رہے نمازیں بھی کعبہ میں عمر بھر
لیکن نہ دل میں اُلفتِ حیدرؑ کا ہو گذر
بیکار وہ عبادتیں بیکار ہے وہ زر
بعد از نبیؐ بزرگ توئی قصہ مختصر

مشہور ہے یہ قول و حدیثِ پیامبر
خیر البشر علیؑ ہے۔ اِبَا مَنۡ فَقَدۡ کَفَرۡ
میں شہرِ علم ہوں تو علیؑ علم کا ہے در
اس میں ہیں سارے نبیوں کے اوصاف جلوہ گر
بعد از نبیؐ بزرگ تو کوئی قصّہ مختصر

کس کو ملا نبیؐ سا اخی سیّد البشر
اور فاطمہؑ سی زوجۂ معصوم پاک تر
حسنینؑ سے ملے ہیں کسی کو یہاں پسر
اختر کہو پکار کے ہر بار بے خطر
بعد از نبیؐ بزرگ توئی قصّہ مختصر

خیبر کی جنگ ہو گئی جب جنگِ پُر خطر
آواز دی نبیؐ نے علیؑ کو پُکار کر
اللہ رے تیرے نام کا مُشکل کُشا اثر
نادِ علیؑ کہا تھا کہ قدموں میں تھی ظفر
بعد از نبیؐ بزرگ توئی قصّہ مختصر

کہتا ہے معترض کہ رسالت مآب پر
دیتے ہو تم علیؑ کو فضیلت تمام تر
بیشک علیؑ ہیں سارے جہاں میں بزرگتر
تو نے سُنا بھی ہے کبھی مصرعہ یہ بیخبر
بعد از نبیؐ بزرگ توئی قصّہ مختصر

قطعات در شان سیدۃ نساء العالمین فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا

مریمؑ سے مراتب میں بڑی تھیں زہراؑ
دُر ہائے امامت کی لڑی تھیں زہراؑ
زنجیرِ نبوّت و امامت تھی جدا
ان دونوں سلاسل کی کڑی تھیں زہراؑ

معصوم نبوّت تھی معصوم امامت بھی
تطہیر کے آیہ کی کیا ان کو ضرورت تھی
تطہیر کے پردہ میں دکھلانی تھی معصومہ
یہ عصمتِ زہراؑ کی مخصوص شہادت تھی

فرزند کی دولت سے محروم پیمبرؐ ہو
کونین کے مالک کی تقدیر میں دختر ہو
منشا تھا یہ قدرت کا ایک نور کے دو ٹکڑے
زہراؑ و علیؑ بن کر مل جائیں تو بہتر ہو

سرمایہ نازِ مرتضےؑ تھیں زہراؑ
آئینۂ نورِ مصطفےؐ تھیں زہراؑ
اک نور میں تھے نور کے گیارہ جلوے
مجموعۂ انوار کبریا تھیں زہراؑ

قصیدہ

در منقبت صدیقہ طاہرہ فاطمہ زہرہ سلام اللہ علیہا

بضعۂ قلبِ رسالت جانِ ختم المرسلیں
دخترِ سلطانِ دیں اعجازِ ربّ العالمیں

فخرِ مریم فخرِ حوّا، فخرِ حورانِ جناں
مالکِ تسنیم و کوثر زینتِ خلدِ بریں

واقفِ رازِ نبوّت عالمِ اسرارِ حق
معنئ تطہیرِ قرآں حامئ دینِ مبیں

مرکزِ دورِ امامت مخزنِ معصومیت
مادرِ حسنینؑ ہمسرِ امیر المومنینؑ

جس کے اوراد و وظائف سے نمازوں کو فروغ
جس کے سجدوں سے چمک اٹھی عبادت کی جبیں

جس کے ہر کردار سے شانِ نبوّت جلوہ بار
جس کی سیرت سیرتِ قرآنِ ناطق کی امیں

جس کے قائم سے قیامِ نظم و ضبطِ کائنات
جس کے ہیں شبیرؑ و شبرؑ خاتمِ دیں کے نگیں

تربیت جس کی بنادے ایک بچّے کو حسین
آفریں آغوشِ مادر آفریں صد آفریں

خانۂ محبوبِ حق جس کی ولادت گاہ ہے
جس کو شوہر حق نے بخشا خانۂ حق کا مکیں

جس کے بچّوں کو جھلائیں فخر سے جنّ و ملک
آسیہ گردانیاں جس کی کریں روح الامیں

اُس کی عظمت اُس کی رفعت اُس کا کیا ذکرِ وقار
خود پئے تعظیم اُٹھے جس کی شاہنشاہِ دیں

پنجتنؑ کے واسطے ہی آیۂ تطہیر تھی
حرف بھی تطہیر میں ہاں پانچ سے زیادہ نہیں

پاک جبتک ہو نہ جائے آبِ کوثر سے زباں
مدحتِ خاتونِ جنّت ہو سکے اختر کہیں

دیگر

دخترِ خیر الوریٰ خیر النساء ہیں فاطمہؑ
زوجۂ مشکل کشا، مشکل کشا ہیں فاطمہؑ

خانۂ حق ان کے شوہر کی ولادت گاہ ہے
مالکِ کاشانۂ ربّ علا ہیں فاطمہؑ

اُن کی جنّت اُن کا کوثر اُن کے سردارِ جناں
پھر تو کہیے مالکِ روزِ جزا ہیں فاطمہؑ

انتہا اُن کی طہارت کی خدا جانے ہو کیا
آیۂ تطہیر کی جب ابتدا ہیں فاطمہؑ

صاحبِ معراج اُٹھے جس کی خود تعظیم کو
کیا بتائیں پھر خدا جانے کہ کیا ہیں فاطمہؑ

تھا یہ اعجازِ حسینی، شیرِ زہراؑ کا اثر
درحقیقت داستانِ کربلا ہیں فاطمہؑ

خونِ زہراؑ سے ہے مستحکم بنائے لا الٰہ
نامِ خالق دینِ احمدؐ کی بقا ہیں فاطمہؑ

دین کیا ہے ماں کی دولت، دین کیا بیٹے کا سر
دین کی بس ابتدا، وانتہا ہیں فاطمہؑ

اپنی مرضی حق نے کی ہے اُن کے شوہر کو عطا
ہیں شریکِ مرتضیٰؑ حق کی رضا ہیں فاطمہؑ

خُلق میں، اخلاق میں، ایمان میں، کردار میں
صنفِ نازک کی زمانہ میں خدا ہیں فاطمہؑ

آیۂ قربیٰ سے پوچھیں آؤ، کیا ہیں فاطمہؑ
کارِ تبلیغِ رسالت کی جزا ہیں فاطمہؑ

جس کی چادر پر پڑھے کونین کا عابد نماز
عابدہ وہ زاہدہ وہ طاہرہ ہیں فاطمہؑ

جن کے گھر کی روٹیوں کی دھوم ہے افلاک پر
ھَل اَتیٰ سے پوچھو ممدوحِ خدا ہیں فاطمہؑ

خود چلی آتی تجس میں صراطِ مستقیم
گر سمجھ لیتا زمانہ کاش کیا ہیں فاطمہؑ

کر کے دعوےٰ امتیازِ حق و باطل گر گئیں
مسلکِ حقہ کی روحِ ارتقا ہیں فاطمہؑ

فکر کیا ہے راہ میں اختر اگر ہیں مشکلیں
مالکِ کاشانۂ مشکل کُشا ہیں فاطمہؑ

؎ دیگر ؎

ہے وقارِ مصطفیٰؐ عز و وقارِ فاطمہؑ
تاجدارِ دو جہاں ہے تاجدارِ فاطمہؑ

ہے حسینؑ ابنِ علیؑ باغ و بہارِ فاطمہؑ
دینِ حق کا باغباں ہے شاہکارِ فاطمہؑ

فاطمہؑ روزِ ازل سے گلِ ایماں پر نثار
اور ازل سے کلِ ایماں ہے نثارِ فاطمہؑ

دخترِ مردہ یہودی کو عطا کی زندگی
اللہ اللہ شانِ قدرت اختیارِ فاطمہؑ

تربیت کو دو اماموں کی کیا تھا انتخاب
خالقِ عالم کو تھا کیا اعتبارِ فاطمہؑ

کس طرح ان کے لیے رازِ مشیت راز ہو
راز دارِ حق تھا جب خود رازدارِ فاطمہؑ

کھل رہی ہے آج بھی گلزارِ زہراؑ کی کلی
ہے بہارِ بے خزاں بیشک بہارِ فاطمہؑ

ایسی مخدومہ کی کیا قرآن دانی کا ہو ذکر
بولے جب قرآن سے خدمت گذارِ فاطمہؑ

تجھ سے اے بانیٔ شر وہ بھی نہ دیکھی جا سکی
قبر ایک باقی رہی تھی یادگارِ فاطمہؑ

یا خدا تعمیر ہو پھر فاطمہؑ زہرا کی قبر
پھر زیارت گاہِ عالم ہو مزارِ فاطمہؑ

اختر محزوں کو بھی دیدے زیارت کا شرف
ہاں مگر تعمیر جب ہو جا مزارِ فاطمہؑ

دیگر

ملے سردارِ جنّت فاطمہؑ کے آستانے سے
ہمیں پہلے ہی جنّت مل گئی جنّت میں جانے سے

چلو پہلے ہی جنّت دیکھ لیں جنّت میں جانے سے
نظر آتی ہے جنّت فاطمہؑ کے آستانے سے

زیارت کو مَلک آتے رہے اس آستانے کی
فقیری کے، یتیمی کے، اسیری کے بہانے سے

خدا ہی اس مقدس گھر کی بس کچھ عظمتیں جانے
بشر حسنینؑ سے بن بن کے نکلے جس گھرانے سے

عباداتِ دو عالم بن کے زہدِ فاطمہؑ اُبھرا
فضائیں گونج اُٹھیں پارسائی کے ترانے سے

صراطِ مستقیم آ کے قدموں سے لپٹ جاتی
اگر ہو جاتی دنیا باخبر اس آستانے سے

خدا کو عصمتِ زہراؑ کی بس تصدیق کرنی تھی
امامت پہلے ہی معصوم تھی تطہیر آنے سے

رہے نسلِ نبوّت اور نہ نامِ کبریا باقی
جدا اگر ان کو کر لو دین و دنیا کے فسانے سے

مُوَدّتِ فاطمہؑ زہراؑ کی جب اجرِ رسالت ہے
مسلماں بن نہیں سکتا کوئی اسلام لانے سے

مٹانے سے نشانِ قبر کے مٹتی نہیں عترت
یہ وہ نقشِ ازل ہے جو اُبھرتا ہے مٹانے سے

زمانہ ہوش میں آجائے یہ کہہ دو زمانے سے
مٹا دے گی زمانہ کو عداوت اس گھرانے سے

زمانہ منحرف ہو، ہو محمّدؐ کے گھرانے سے
ہمیں کیا کام کیا مطلب ہے ایسے زمانے سے

خوشی میں ان کی خوش ہونے سے کیا ملتا خدا جانے
غمی میں جس کی جنّت ملتی ہو رونے رُلانے سے

جہاں کچھ ذکر اخترؔ فاطمہؑ کے لعل کا آیا
ٹپکنے لگتے ہیں آنکھوں سے کچھ موتی کے دانے سے

قصیدہ دیگر

سُرمۂ چشمِ فلک ہے خاکِ پائے فاطمہؑ
چاند تارے بن کے پھیلی ہے ضیائے فاطمہؑ

یہ شرف مخصوص خالق تھا برائے فاطمہؑ
خانہ زادِ کبریا ہو کد خدائے فاطمہؑ

نورِ اوّل تا نبوّت ابتدائے فاطمہؑ
اور امامت تا قیامت انتہائے فاطمہؑ

صاحبِ معراج اُٹھے خود برائے فاطمہؑ
اللہ اللہ انتہائے ارتقائے فاطمہؑ

مل نہیں سکتی ہے جنّت بے ولائے فاطمہؑ
ضامنِ خُلدِ بریں ہے نقشِ پائے فاطمہؑ

ہے ولائے احمدِ مرسل ولائے فاطمہؑ
ہے رضائے خالقِ اکبر رضائے فاطمہؑ

کربلا سے پوچھیے شانِ وفائے فاطمہؑ
ھل اَتیٰ بتلائے گی حالِ عطائے فاطمہؑ

اللہ اللہ منزلِ معجز نمائے فاطمہؑ
بے چلائے چل رہی ہے آسیائے فاطمہؑ

خدمتِ گہوارہ جنبانی پہ رقصندہ مَلک
گردشِ گردوں فدائے آسیائے فاطمہؑ

سورۂ کوثر کی بھی زیرِ ردا تفسیر تھی
آیۂ تطہیر تو تھی ہی برائے فاطمہؑ

تم سمجھتے ہو ثنا، کافی ہے بس قرآن کی
اور قرآں کر رہا ہے خود ثنائے فاطمہؑ

فاطمہؑ دے کر قیامت کی امامت بخش دی
اور کیا دیتا محمدؐ کو خدائے فاطمہؑ

تو نے پیغامِ رسالت ناسمجھ سمجھا نہیں
حاصلِ اجرِ رسالت ہے ولائے فاطمہؑ

ابتدا ہی میں نظر آجاتی راہِ مستقیم
گر سمجھ لیتا زمانہ انتہائے فاطمہؑ

ہے یہ تخلیقِ دو عالم بس محمدؐ کے لیے
اور تخلیقِ محمدؐ بس برائے فاطمہؑ

روٹیاں اس گھر کی اکثر آسمانوں پر گئیں
عرش سے آئے مَلک بن کر گدائے فاطمہؑ

نور جو دو ہو گئے تھے ایک ہو سکتے نہ تھے
گر پسر ہوتا رسالت کے بجائے فاطمہؑ

فاطمہؑ بھی مشکلوں میں کام آتی ہی رہیں
تھے اگر مشکل کُشا مشکل کُشائے فاطمہؑ

چل رہی تھی اس طرف بَدر و اُحد میں ذوالفقار
چل رہا تھا اِس طرف تیرِ دعائے فاطمہؑ

تھا اُٹھائے اُس طرف دستِ خدا خیبر کا در
اُٹھ رہے تھے اِس طرف دستِ دعائے فاطمہؑ

لوگ سمجھے ہیں کہ بس قرآن ہے راہِ نجات
اور قرآں کہہ رہا ہے بس ولائے فاطمہؑ

تربیت جس کی بنا دے ایک بچّہ کو حسینؑ
اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گی ثنائے فاطمہؑ

ہو رہا تھا عرش پر عقدِ علیؑ مرتضےٰ
لے کے آیا تھا رسولؐ حق رضائے فاطمہؑ

ملتی جاتی تھی اُسے عصمت کی اخترؔ اک سند
جو بھی آتا جاتا تھا زیرِ ردائے فاطمہؑ

قطعہ

جلوہ گر انوارِ رسالت آئی	لو مرکزِ پرکارِ امامت آئی
ہے شور ملائک میں ابھی سے برپا	ہٹ جاؤ کہ خاتونِ قیامت آئی

دیگر

کہاں سے لائیں زباں مدحِ فاطمہؑ کے لیے
خدا پہ چھوڑ دیے اس کام کو خدا کے لیے
یہ بات کافی ہے زہراؑ کی بس ثنا کے لیے
حسینؑ دے دیا اسلام کی بقا کے لیے

قطعات

در شانِ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام

تاریخِ ولادت ۱۵ ر رمضان

آگیا بن کے رسالت کی دعاؤں کا اثر
صدفِ خانۂ زہراؑ میں امامت کا گُہر
آگیا آگیا سلطانِ دو عالم کا پسر
رُخِ پُر نور میں انوارِ رسالت لے کر

اللہ رے امامت کی کیا شانِ ولایت تھی
نقّاشِ ازل کو خود اس نقش پہ حیرت تھی
کس حُسن سے قدرت نے تصویرِ حسنؑ کھینچی
جب کھنچ گئی دیکھا تو تصویرِ رسالت تھی

قصیدہ

در مدح امام حسن مجتبےٰ علیہ السلام

اللہ اللہ ہے کیا ماہِ مبارک کا اثر
طاعتِ حق میں ہے مصروف ہر اک شام و سحر

یہ عبادت کی شب و روز فراوانی ہے
بھوک اور پیاس کی مطلق نہیں دنیا کو خبر

کھولنے کے لیے روزہ کے ہے بیتاب ہر اک
کہیں شربت یہ تو قہوہ پہ کسی کی ہے نظر

جامِ شربت مہِ رمضان میں پینے والے
آ پلا دوں تجھے اک دوسرا جامِ کوثر

نیمۂ ماہ مبارک ہے مبارک ہے گھڑی
بادۂ حُبِ حسنؑ آج پئیں گے جھک کر

وسط ماہِ عبادت میں خدا کی قدرت
آیا ہے نخلِ ولایت میں امامت کا ثمر

احمدِ مرسل و زہراؑ و علیؑ ہیں خرم
شاد و مسرور ہے مولودِ حسنؑ سے گھر بھر

حق کے محبوب کو پیغام یہ حق کا آیا
ہو مبارک میرے محبوبؐ یہ سبطِ اکبر

جن کا جبرئیلؑ نے آ آ کے جھلایا جھولا
کون عالم میں بھلا ہو سکے اُن کا ہمسر

عید کے روز بنے جن کا رسالت مرکب
بھیجے جن کے لیے خود حلّۂ جنّت داور

شرم سے چودھویں کا چاند بھی کا ہیدہ ہوا
دیکھ کر تابِ ضیا بارئ رُوئے انور

کون ہو سکتا ہے دنیا میں مماثل اُس کا
باپ جس کا ہو علیؑ فاطمہؑ جس کی مادر

تیرے ماں باپ پہ ماں باپ ہیں میرے حسنؑ
خود کہا کرتے تھے اکثر یہ حبیبِ داور

تھا یہ طفلی ہی میں اخلاق حسنؑ کا عالم
لے کے شبیرؑ کو پہونچے جو درِ مسجد پر

دیکھا اک پیرِ کہن سال ہے مصروفِ وضو
کر رہا ہے خطا ترتیبِ وضو میں اکثر

بولے اے شیخ وضو کرتے ہیں ہم دونوں اخی
آپ بتلائیں غلط کس کا ہے کس کا بہتر

دونوں شاہزادے ہوئے جبکہ وضو سے فارغ
فرق پایا نہ کسی کے بھی وضو میں یکسر

گر پڑا قدموں پہ شہزادوں کے وہ پیر عقیل
بولا قرباں مرے ماں باپ ہوں حضرت تم پر

آپ لاریب ہیں اخلاقِ محمدؐ کے امیں
آپ دریائے ہدایت کے ہیں یکتا گوہر

٭ دیگر ٭

بن گیا رشکِ جناں صحنِ گلستانِ حجاز
بلبلِ سدرہ بصد شوق ہوا نغمہ نواز

جھومی جنّت کی فضا چشمۂ کوثر چھلکا
آیا سردارِ جناں بن کے شہنشاہِ حجاز

خانۂ احمدِ مرسل میں ہے جشنِ میلاد
ہاں بہ اندازِ حسنؑ چھیڑ نرالا کوئی ساز

ہنس پڑے ختمِ رُسل سُن کے نویدِ مولود
عبد و معبود میں تا دیر رہا راز و نیاز

اللہ اللہ رے میلادِ حسنؑ کی عظمت
شکرِ خالق میں پڑھی فاطمہؑ زہرا نے نماز

تہنیت کو ابو طالبؑ سے تھے جنّت میں مَلک
سُن کے دادی نے کہا نورِ نظر عمر دراز

مظہرِ شانِ خدا صورت و سیرت میں نبیؐ
شوکت و صبر و تحمل میں علیؑ کے انداز

نازپروردۂ آغوشِ بتولِ عذراؑ
عظمتِ صنعتِ صنّاعِ ازل کا اعجاز

جس کا یوں خوانِ کرم عام ہو بندہ پرور
ذکر کیا اس کی سخاوت کا کروں بندہ نواز

جس کے گھر آئے وحی گھر میں ہو نازل قرآں
اس سے بڑھ کر کوئی کیا ہوگا بھلا کاشفِ راز

جس کا مرکب بنے خود صاحبِ معراج کا دوش
اس کی منزل ہے رسولانِ سلف سے ممتاز

جس کا معصوم پدر جس کی ماں ہو مادر معصوم
ایسی معصوم امامت پہ امامت کو ہے ناز

خود کہا کرتے تھے اکثر یہ حبیبِ داور
مجھ سے اے جانِ پدر تو ہے نسب میں ممتاز

جس کے خیاط ہوں معصوم فرشتے خادم
ایسے معصوم کی عصمت پہ ہے تطہیر کو ناز

رہ گئیں جن کے تصدق سے نمازیں اختر
ذکر بھی اُن کا نگاہوں میں ہماری ہے نماز

دیگر

اٹھا ابرِ کرم پھر رحمتِ حق کی گھٹا چھائی
گئی شامِ خزاں غنچے ہنسے صبح بہار آئی
یہ کس آغوشِ عصمت میں امامت پرورش پائی
کہ جس میں صورت و سیرت رسالت کی اُبھر آئی

ثمرِ نخلِ رسالت میں بہ اندازِ حسنؑ آیا
دعائے سرورِ عالم خدا کا شکر بر آئی
علیؑ کے لعل کو لو مل گئی سرداریٔ جنّت
وراثت بن کے جنّت ساقیٔ کوثر کے گھر آئی

بیاں کیا ہو بھلا اس کی شجاعت اُسکی ہمّت کا
پدر شیرِ خدا جس کا شہیدِ کربلا بھائی
علیؑ کے نانِ جَو کھانے پہ غربت کا نہ دھوکا ہو
حسنؑ نے دعوتِ خوانِ کرم یوں عام فرمائی

نمایاں جس کی صلح سے ہوئی باطل کی بدعہدی
سیاست کی حقیقت جس کی خاموشی نے سمجھائی
نہ تھا دشوار باطل کا مٹانا پر یہ مشکل تھی
کہ باطل تھا ابھی اسلام کا ظاہر میں شیدائی

وہ نبّاضِ حقیقت نبضِ عالم دیکھنے والا
بناتا کربلا لیکن تھا شاہِ کربلا بھائی
بشر کیا خاک سمجھے اُس کی شانِ منزلت اخترؔ
فرشتے آستاں پر جس کے کرتے ہوں جبیں سائی

قطعہ

اعجازِ حسنؑ نے رنگ لا کر چھوڑا
احساس کی دنیا کو جگا کر چھوڑا
تھا صلح کا پردہ بھی عجب پردہ شکن
بدعہدوں کو بدعہد دکھا کر چھوڑا

قصیدہ

نویدِ نو بہ اندازِ حسنؑ کیا ماہِ رمضان ہے
چمن کی پتی پتی آج کیوں گلشن بہ داماں ہے

درِ خاتونِ جنت پر چلی آتی ہیں کیوں حوریں
فرشتوں کو جدا گہوارہ جنبانی کا ارماں ہے

سکونِ قلب ہے آرامِ دل ہے راحتِ جاں ہے
حسنؑ حسنِ نبیؐ کا۔ شانۂ زلفِ پریشاں ہے

علیؑ کے شیر کا ذکرِ شجاعت مجھ سے کیوں سنیے
جمل کی سرزمیں کا ذرہ ذرہ اب بھی لرزاں ہے

زمانہ جس پہ مرتا ہے یہ دنیا ناز کرتی ہے
اسی ٹھوکر کا ٹھکرایا ہوا یہ تاجِ سلطاں ہے

عجب انداز سے قدرت نے تصویرِ حسنؑ کھینچی
امامت میں رسالت کا ہر اک پہلو نمایاں ہے

نبیؐ نے جس کو فرمایا ہو یہ سردارِ جنت ہے
مخالف اس کا پھر جنت میں جائے یہ بھی امکاں ہے

مجھے کیا فکر اخترؔ بندۂ سردارِ جنت ہوں
غلامی کی سند کیا کم مری بخشش کا ساماں ہے

قصیدہ

ایوانِ امامت میں آمد ہے امامت کی
رضوان لیے در پر پوشاک ہے جنّت کی

دروازہ پہ زہراؑ کے جھمگھٹ ہے فرشتوں کا
ہر اک کی زباں پر ہے درخواست زیارت کی

حوروں کی نگاہیں ہیں کیوں خانۂ زہراؑ پر
تصویر نظر آئی کیا مالکِ جنّت کی

یہ کہنے ملک آیا سرکارِ رسالت میں
تفسیر ہے کوثر کی تطہیر کی آیت کی

آغوش میں زہراؑ کی جب شکلِ حسنؑ دیکھی
دی تہنیت حیدرؑ نے بیٹے کی ولادت کی

ہاتھوں پہ رسالت کے عصمت کا مرقّع تھا
قرآن کا پارہ تھا آیت تھی مودّت کی

فرزند دیا تم کو خالق کا پیام آیا
ہاں مانگو ضرورت ہے اب اجرِ رسالت کی

بھٹکی ہوئی دنیا کو اختر یہ خبر کر دو
قربیٰ کی مودّت ہی بس راہ ہے جنّت کی

❊❊❊❊❊

قطعات

در منقبت نواسۂ رسولؐ امام حسین علیہ السلام سید الشہداء

خوابِ غفلت سے زمانہ کو جگانے والے
پھر سے اسلام کو اسلام بنانے والے
ہم کو دوزخ سے بچائیں گی نمازیں بیشک
تیرے قربان نمازوں کو بچانے والے

اُٹھالے ڈوبتا سورج جو اک اشارہ سے
اُسے لغت میں شہ مشرقین کہتے ہیں
لگا دے ڈوبتا اسلام جو کنارے سے
اُسے زبانِ نبیؐ میں حسینؑ کہتے ہیں

کسی کے زانوئے اقدس پہ گر بوقتِ غروب
نبیؐ کا سر ہو شہِ مشرقین بنتا ہے
نبوّت اور امامت کو شیرِ زہراؑ میں
اگر ملا کے پلا دو حسینؑ بنتا ہے

نرالا دل میں لیے انقلاب آتے ہیں
حسینؑ آتے ہیں یا بوتراب آتے ہیں
ضمیرِ مردۂ انسان کے جگانے کو
حسینؑ ہیں کہ رسالتمآبؐ آتے ہیں

سر نہ ہوتا معرکہ یہ حق و باطل کا کبھی
حق کی خاطر کربلا میں سر نہ دیتے گر حسینؑ
پھر نشانِ قبر بھی ملتا نہ اس اسلام کا
مردۂ اسلام کو زندہ نہ کرتے گر حسینؑ

علیؑ نے ڈوبتے سورج کو یوں اُٹھایا تھا
کہ کوئی اور شہِ مشرقین بن نہ سکے
حسینؑ نے بھی بھرے گھر کو یوں لٹایا تھا
کہ دوسرا کوئی مر کر حسینؑ بن نہ سکے

عیسیٰؑ بنے نبی بنے اکثر خدا بنے
اکثر بنے شہید، شہیدِ جفا بنے
لیکن حسینؑ بننے میں مشکل تھی اک بڑی
پہلے ہو کربلا، تو شہِ کربلا بنے

کس کو معلوم ہے خدا کا نشاں
جستجو کر چکے ہیں اہلِ جہاں
میں بھی جب تھک تھکا کے بیٹھ رہا
کربلا نے کہا کہ ڈھونڈ یہاں

اب تک نہ ہو سکا تھا جو وہ کام کر گئے
اسلام کو حسینؑ ہی اسلام کر گئے
لے کر خدا کا نام گلوئے بُریدہ سے
زندہ خدا کا حشر تک پیغام کر گئے

وہ اشک نہیں اشک جو آنکھوں سے نکل کر
جو آگ کہ سینہ میں لگی ہے وہ بُجھا دے
آنسو وہی آنسو ہے جو آنکھوں سے ٹپک کر
بجھ جائے اگر آگ تو پھر آگ لگا دے

قرآن کی تھیں آیتیں کچھ عقل سے بعید
آتا نہ تھا سمجھ میں کہ مرتا نہیں شہید
قرآں سُنا کے نیزہ پہ زہراؑ کے لعل نے
بتلا دیا خدا کو کہ ہے صادق الوعید

حسینؑ دینِ نبیؐ کے وقار کیا کہنا
خدا کے بندوں کے پروردگار کیا کہنا
حیات موت بنی موت کو حیات کیا
حیات و موت پہ یہ اختیار کیا کہنا

حسینؑ کو نہ فقط شاہِ کربلا کہیئے
جہاز اُمتِ عاصی کا ناخدا کہیئے
خدا نہیں ہیں یہ مختار ہیں خدائی کے
خدائی کا جو ہو مختار اس کو کیا کہیئے

ہوئے ہیں زیرِ فلک امتحاں فلک پر بھی
وہ کربلا کا مگر امتحاں نہیں ملتا
زمیں پہ ڈھونڈا کیے آسماں پہ ڈھونڈ لیا
حسینؑ کوئی یہاں اور وہاں نہیں ملتا

سجودِ شکر اگر مل گئے زمانہ میں
وہ سجدۂ تہہ خنجر کہاں سے لاؤ گے
ہزاروں لاؤ گے مانا کہ قاریٔ قرآں
قرآن پڑھتا ہوا سر کہاں سے لاؤ گے

ایسا ساجد بندۂ حق کون دنیا میں ہوا
کس نے زیرِ خنجرِ قاتل کیا سجدہ ادا
ہو گئی کامل نمازِ عشق دو سجدوں کے بعد
مسجدِ کوفہ کا سجدہ، سجدۂ کرب و بلا

یہ بات سچ ہے کہ ڈھونڈے سے کیا نہیں ملتا
حسینؑ جیسا مگر رہنما نہیں ملتا
ہزار ڈھونڈا کیے انبیاء کے سجدوں میں
مگر یہ سجدۂ کرب و بلا نہیں ملتا

دامن میں تمہارے جو اسلام کی دولت ہے
سوچا ہے کبھی تم نے یہ کس کی عنایت ہے
یہ نامِ محمدؐ جو باقی ہے اذانوں میں
یہ ایک نمازی کے سجدہ کی بدولت ہے

غروب پر بھی ہو پہلی ہی سی ضیاباری
بجز حسینؑ کوئی آفتاب مل نہ سکا
ملا ہزار تجسس سے ایک سوارِ براق
سوارِ دوشِ رسالت مآب مل نہ سکا

قصیدہ

در منقبت سیدالشہدا امام حسین علیہ السلام

صبح ظہور نور کی تنویر ہیں حسینؑ حسنِ ازل کی بولتی تصویر ہیں حسینؑ
پیغام لا الٰہ کی تفسیر ہیں حسینؑ لفظِ یجاہدون کی تفسیر ہیں حسینؑ
مرتے نہیں شہید یہ جس نے دکھا دیا
نیزہ پہ چڑھ کے خلق کو قرآن سنا دیا

افکارِ لاعلاج کی تدبیر ہیں حسینؑ ایماں کی اصل، دین کی تقدیر ہیں حسینؑ
اسلام ہے نماز تو تکبیر ہیں حسینؑ دیدارِ حق ہے خواب تو تعبیر ہیں حسینؑ
مٹنے دیا نہ دین کو، خود کو مٹا دیا
نانا کو جس نے پھر سے پیمبر بنا دیا

ہاں وہ حسینؑ جس کی جبیں پر وفا رقم ہاں وہ حسینؑ جس کا عبادت تھا ہر قدم
ہاں وہ حسینؑ جس کا زمانہ بھرے ہے دم ہاں وہ حسینؑ جو کہ ہے پیغمبرِ امم
معراج ارتقا کا ہے وہ نقطۂ کمال
جس کے دوام نام کو ممکن نہیں زوال

ہاں وہ حسینؑ جس کی خزاں دائمی بہار قدموں پہ جس کے عظمتِ کونین ہے نثار
جس کی شہادتوں پہ رسالت کا انحصار ذبحِ عظیم جس کی شجاعت کا شاہکار
حیدر نے گو رضائے الٰہی خرید لی
اختر حسینؑ نے بھی خدائی خرید لی

قصیدہ دیگر

شانِ حسینؑ دوشِ پیمبرؐ سے پوچھیے
سجدہ میں ہوں تو پشتِ منور سے پوچھیے

پیدائشِ حسینؑ کا غمناک انبساط
قلبِ حزینِ مادرِ اطہر سے پوچھیے

اسلام کو حسین بنایا حسینؑ نے
حسنِ مآلِ حُر کے مقدّر سے پوچھیے

اسلام پر حسینؑ کے احساں کی داستاں
شورِ اذاں سے منبر و مسجد سے پوچھیے

طوفانِ اضطراب میں صبر و سکوں کا حال
شیرِ خدا کے شیر دلاور سے پوچھیے

کونین کی زمام ہے ہاں کس کے ہاتھ میں
دستِ حسینؑ زلفِ پیمبرؐ سے پوچھیے

کس نے تصورات کو بخشیں حقیقتیں
اس کو وجودِ خالقِ داور سے پوچھیے

ایقانِ حق کی کون سی منزل پہ تھے حسینؑ
کرب و بلا کے خونچکاں منظر سے پوچھیے

کس شان کی حسینؑ کی تھیں سربلندیاں
نوکِ سناں سے دوشِ پیمبرؐ سے پوچھیے

آتی ہے شش جہت سے صدا کس حسینؑ کی
خورشید و ماہ و انجم و اختر سے پوچھیے

....(٭ ٭ ٭)....

دیگر

یہ کون آج عظمت مآب آرہا ہے
جلو میں لیے انقلاب آرہا ہے
مبارک ہو آغوشِ بنتِ رسالت
شبیہِ رسالت مآب آرہا ہے
زمیں کرتی ہے آسمانوں سے باتیں
زمیں پر دلِ بوتراب آرہا ہے
جھلکتی ہے صورت میں قرآں کی سورت
کتابِ مقدس کا باب آرہا ہے
لباسِ امامت میں ملبوس ہو کر
جوابِ رسالت مآب آرہا ہے
خبر بھی ہے کچھ شامِ ظلمت خبر ہے
اُبھرتا ہوا آفتاب آرہا ہے
یہ واقف ہے عزم و ثباتِ قدم سے
یہ ناواقفِ اضطراب آرہا ہے
جواب اس کا لائے گی دنیا کہاں سے
خدا کی قسم لاجواب آرہا ہے
شہیدوں کا سردار، سردارِ جنت
خطابوں سے حق سے خطاب آرہا ہے
لیں اسلام نے اٹھ کے رُخ کی بلائیں
خدا رکھے میر الشباب آرہا ہے
رسولِ خدا کو زمانے میں پھر سے
بنانے رسالت مآب آرہا ہے
نہ کہنا شہیدوں کو مردہ نہ کہنا
سنانا خدا کی کتاب آرہا ہے

مرا آقا سردارِ جنت ہے اختر
مجھے کیا جو روزِ حساب آرہا ہے

قصیدہ

چمن چمن ہے رہگذر مدینہ نُور بار ہے
نظر جدھر کو پھیرئیے بہار ہی بہار ہے
کلی کلی ہے دلرُبا حسین شاخسار ہے
نسیم جھوم جھوم کر گلوں سے ہمکنار ہے
ہجومِ گُل سے ہر طرف گمان لالہ زار ہے
کھلی ہے کونسی کلی چمن جو یوں نثار ہے
نسیمِ مستِ ناز کیوں گلوں سے ہمکنار ہے
یہ ہر طرف فضا میں کیوں مسرّت آشکار ہے
زبانِ گُل تو ہی بتا یہ کس کا انتظار ہے
ہر ایک گُل نے دی صدا نبیؐ کا گلعذار ہے
خدا کا عین نور ہے علیؑ کا نورِ عین ہے
ہے نورِ چشم فاطمہؑ حسنؑ کے دل کا چین ہے
گلِ حدیقۂ رسولؐ امامِ مشرقین ہے
زمیں سے آسمان تک حسینؑ ہی حسینؑ ہے
نبیؐ کا راز دار ہے خدا کا شاہکار ہے

نماز ہے سجود میں حبیبِ کردگار ہے
بحمدہٖ بحمدہٖ زباں پہ بار بار ہے
اُٹھائیں سر کو کس طرح وحی کا انتظار ہے
ادھر سے ہے یہ حکمِ رب اسی کو اختیار ہے
وہ جانِ دینِ مصطفیٰؐ جو پشت پر سوار ہے

سمایا ہر نگاہ میں حسینؑ کا وقار ہے
یہی وہ تاجدار ہے دلوں پہ اختیار ہے
سکونِ ہی سکون ہے قرار ہی قرار ہے
ہر ایک قوم نام پر حسینؑ کے نثار ہے
حسینؑ یا حسینؑ کی ہر اک طرف پکار ہے

وہ دشتِ گرم نینوا صعوبتوں کی انتہا
وہ ظلم و جورِ اشقیا، زبان پر مگر دعا
ہزاروں غم میں ہے گھرا حسینؑ جانِ مصطفیٰؐ
میانِ لاشِ اقربا کھڑا ہے صبر کا خدا
غمِ حسینؑ میں ثباتِ کوہسار ہے

حسینؑ کو بشر کہو مگر وہ یہ بشر نہیں
بشر ہو یا ابوالبشر حسینؑ سی نظر نہیں
حسینؑ کا سا عزم کیا حسینؑ سا جگر نہیں
حسینؑ کو بجز خدا کسی کا آج ڈر نہیں
گلے پہ تیز دھار ہے حسینؑ سجدہ بار ہے

پیاس کی صعوبتیں کنارہ ہو فرات کا
عبادتوں کے واسطے سوال ایک رات کا
حسینؑ اور عاجزی فقط تھا پاس بات کا
یہ شام کیا نشان بھی نہ ملتا کائنات کا
حسینؑ کے تو ہاتھ میں زمامِ اختیار ہے

حسینؑ جس کا نام ہے عمل کا کردگار ہے
وفائے عہدِ کمسنی حسینؑ کا شعار ہے
نثار اس پہ دین ہے وہ دین پر نثار ہے
یہ دینِ حق جو آج ہے اسی کی یادگار ہے
خدا کو اس پہ اور اُسے خدا پہ اعتبار ہے

زبانِ اخترِ حزیں ثناء سے شرمسار ہے
حسینؑ کا قصیدہ خواں حبیبِ کردگار ہے
رسولؐ کی زبان پر سخن یہ بار بار ہے
حسینؑ سرورِ جناں، جناں کا تاجدار ہے
وہ مجھ سے ہے میں اس سے ہوں مرا شریکِ کار ہے

قطعہ

دنیا میں خدا کا راز داں آتا ہے
سر دینے کو سردارِ جناں آتا ہے
شبیرؑ کو انسان نے انساں سمجھا
انسان یہ دنیا میں کہاں آتا ہے

قصیدہ

محسن انسانیت امام حسینؑ

اے حسینؑ ابنِ علیؑ مشکل کشائے انبیاء
کارِ تبلیغِ رسولانِ سلف کی تو بقاء

تیرے دم سے ہے خزاں آلود گلشن میں بہار
کارنامے پر ترے شہ کارِ قدرت ہے نثار

تجھ سے چلتا ہے حقیقت آشنا حق کا پتا
نام جب لیتا ہوں تیرا یاد آتا ہے خدا

صاحبِ معراج کی تصویرِ لاثانی ہے تو
اے شہیدِ کربلا معراجِ انسانی ہے تو

تو نے بتلایا زمانے کو یہ رازِ عارفاں
بے نشاں ہو کر ہی ملتا ہے نشانِ بے نشاں

شش جہت میں تیرا ماتم شش جہت میں تیرا غم
تیرے ماتم کی بقا کی کھائی ہے حق نے قسم

اے حسینؑ ابنِ علیؑ قدرت کو تجھ پر ناز ہے
ہے وہاں نامِ خدا تیری جہاں آواز ہے

ظلم کانپے ہے جفائیں لرزہ بر اندام ہیں
اے شہیدِ ظلم، ظالم آج تک بدنام ہیں

خون کے آنسو سے ہے لبریز چشمِ مشرقین
ہل گیا ارض و سما جب کہہ دیا ہائے حسینؑ

دل کھنچے جاتے ہیں مولا کیا کشش ہے نام میں
زندگی کی روح مضمر ہے ترے پیغام میں

تو نے مر کر موت کو بخشی حیاتِ جاوداں
تو حیات و موت کا واحد ہے میرِ کارواں

تیرے قدموں کا تصدق تیرا فیضِ نقشِ پا
کربلا کی خاک کو بھی کر گیا خاکِ شفا

تیری مٹھی میں مشیت تیری مٹھی میں شفا
فطرسِ بے بال و پر کو دم میں کر دے پر عطا

وا ہے زائر پر ترا بابِ کرم بابِ عطا
جا نہیں سکتی ہے خالی تحتِ قبہ کی دعا

رہبرِ انسانیت ہر دل میں تیرا نام ہے
ہے زباں پر اس کی بھی جو دشمنِ اسلام ہے

دورِ استبداد میں تیرے عزائم ہیں گواہ
ہے بقا اسلام کی تو ہے بنائے لا الٰہ

کون روتا ہے زمانہ میں کسی کو عمر بھر
تیرے ماتم کی بقا پر ہے مشیت کی نظر

کام آیا کیا نمازِ عصر اصغر کا لہو
سجدۂ آخر کی خاطر کر لیا اس سے وضو

تو حدود فکر انسانی سے بالا ہے حسینؑ
فاطمہؑ کی گود کا لاڈوں کا پالا ہے حسینؑ

ظلم کی کالی گھٹاؤں میں ترا صبرِ جمیل
دیکھ کر تصویرِ حیرت بن گیا صبرِ خلیل

تھا ازل سے منتخب کارِ خدائی کے لیے
تو بنا تھا دین کی مشکل کشائی کے لیے

غیر تیرا کیوں سُنے تیرے مصائب کا بیاں
کون ظالم سُنتا ہے ظلموں کی اپنے داستاں

فقر و فاقہ میں بھی اخترؔ صاحبِ جاگیر ہے
اس کی دولت اس کی ثروت اک غمِ شبّیرؑ ہے

اَرضِ کربَلا

کربلا اے راکبِ دوشِ محمدؐ کی امیں
عظمتوں پر تیری قرباں عظمتِ عرشِ بریں

تیرے دامن میں نہاں ہے وہ امامت کا گہر
جس کی ضو سے ہے منوّر آسماں شمس و قمر

تجھ پہ رکھ کر کربلا سردارِ جنّت نے قدم
دشتِ ویراں کو بنایا نازشِ باغِ اِرم

اے زمینِ کربلا تو نازشِ افلاک ہے
اہلِ ایماں کی جبیں ہے اور تیری خاک ہے

تو امانت دار ہے توحید کے پیغام کی
تیرے سینہ میں نہاں تاریخ ہے اسلام کی

خاک میں تیری زمینِ کربلا ہے محوِ خواب
جانِ زہرؑا و پیمبرؐ نورِ چشمِ بو تراب

یاد رکھنا دینِ احمدؐ کا سہارا ہے حسینؑ
فاطمہؑ کی گود کا لاڈوں کا پالا ہے حسینؑ

اکبرؑ و عباسؑ کی تو کربلا تصویر ہے
تیرے گہوارہ میں یادِ اصغرؑ بے شیر ہے

خاک بوسی کی جسے اک بار عزت مل گئی
حجِ اکبر ہو گیا دنیا میں جنت مل گئی

دخترِ سبطِ نبیؐ کی دفن تجھ میں آہ ہے
حسرتِ اہلِ حرم کی تو شہادت گاہ ہے

تجھ پہ ہے اے کربلا احسان شاہِ کربلا
خاک کو دشتِ بلا کی کر دیا خاکِ شفا

اے زمینِ کربلا تو مرکزِ اسلام ہے
تیرے ہر ذرہ میں اک اسلام کا پیغام ہے

اہلِ دل کو تیرے دروازہ پہ جانا چاہیے
تیرے ہر ذرہ کو آنکھوں سے لگانا چاہیے

سجدۂ آخر ہوا تجھ پر ادا وہ یادگار
جس پہ نازاں ہے زمین و آسمانِ کردگار

چشمِ نم اخترؔ کی کتنی صاحبِ تقدیر ہے
ارضِ پاکِ کربلا کی آنکھ میں تصویر ہے

دیگر

اے حسینؑ اے راکبِ دوشِ محمدؐ اَلسّلام
چڑھ کے دنیا کو دیا نوکِ سناں پر بھی پیام

تو بنائے حق ہے مولا تو بنائے لَا اِلٰہ
تیری عظمت پر تری آقا شہادت ہے گواہ

کہدیا تھا مخبرِ صادق نے سردارِ جناں
تیرے کردار و عمل نے ڈال دی لفظوں میں جاں

ڈوب کر آلام و غم میں صبر کے پروردگار
تیرے غم نے دے دیا دنیا کے ہر غم کو قرار

چاند کیا ہے چاند کی تو فرش پر ہے چاندنی
فاطمہؑ کے چاند تیری عرش پر ہے چاندنی

تیرے دم سے آج بھی ہے نبضِ ایماں میں حیات
تیری خاکِ پا ہے مولا سجدہ گاہِ کائنات

غازۂ رخسارِ ایماں تیرے زخموں کا لہو
زینتِ اسلام تو، ایمان تو، قرآن تو

گھر دیا، اصغرؑ دیا، اکبرؑ دیا اور سر دیا
دامنِ دینِ خدا کو عظمتوں سے بھر دیا

تجھ سا صابر ہی نہیں ہے تیرے سجدہ کی قسم
سجدۂ شکرِ الٰہی اور جواں بیٹے کا غم

تو نے خونِ اصغرِ بے شیر سے کر کے وضو
سجدۂ خالق کی دنیا میں بڑھا دی آبرو

تو نے سجدہ کو وفورِ غم میں بھی ٹالا نہیں
اب نمازوں کو زمانہ بھولنے والا نہیں

تو نے سینچا ہے لہو سے گلشنِ ختم الرُسُل
کُلِ ایماں تو بھی ہے اے وارثِ ایمانِ کُل

کربلا میں گر نہ ہوتا دین کا پرچم عَلم
پھر نظر آتے حرم کے گوشہ گوشہ میں صنم

اَلسّلام اے مرکزِ روحِ عبادت اَلسّلام
اَلسّلام اے مشعلِ راہِ ہدایت اَلسّلام

اللہ اللہ تیری عظمت تیری منزل اے امام
آستاں کے ہیں ترے مہر و مہ و اختر غلام

٭ طرحی قصیدہ ٭

آرہا ہے ناخدا اسلام کا — کلمہ پڑھوانے خدا کے نام کا
تذکرہ ہے تیسرے اب جام کا — ذکر مت کر گردشِ ایام کا
ایک سجدہ بن گیا حق کی دلیل — اب یقیں ہے جانشیں اوہام کا
ساحلِ عرفاں پہ لایا گھیر کر — قافلہ کو ناخدا اسلام کا

دل کی دنیا میں تلاطم ہے بپا
تھا تصور ایک تشنہ کام کا
ساری دنیا کہہ رہی ہے یا حسینؑ
کیا کوئی معبود ہے اس نام کا
آگیا ہونٹوں پہ خود نامِ حسینؑ
تذکرہ تھا نزع کے ہنگام کا
آگئے جس خاک پر پائے حسینؑ
ورد ہے اس پر خدا کے نام کا
آرہا ہے آفتابِ کربلا
مٹتا جاتا ہے اندھیرا شام کا
مل گیا آغاز ہی میں ناخدا
فکر کیا اختر ہمیں انجام کا

دیگر

زباں قصیدہ کو اختر کہاں سے لاؤ گے
زباں کے دھونے کو کوثر کہاں سے لاؤ گے
بہت ملے گا تو مل جائے گا سوارِ براق
سوارِ دوشِ پیمبر کہاں سے لاؤ گے
ملیں گے خون کے دریا بھی رزم گاہوں میں
حسینؑ جیسا شناور کہاں سے لاؤ گے
ملیں گے یاور و انصار بھی زمانہ میں
مگر حسینؑ سے یاور کہاں سے لاؤ گے
مقابلہ میں دکھاؤ گے قلت و کثرت
یہ بھوکے پیاسے بہتر کہاں سے لاؤ گے

زباں پہ یادِ خدا اور حلق پر خنجر
شہادتوں کا یہ منظر کہاں سے لاؤ گے

زمانے بھر کے بھی لے آؤ قاریٔ قرآں
قرآن پڑھتا ہوا سر کہاں سے لاؤ گے

زمیں سے سجدوں کو لاؤ کہ آسمانوں سے
وہ سجدۂ تہہ خنجر کہاں سے لاؤ گے

اُلٹ کے دیکھ لو جانبازیوں کی تاریخیں
مجاہدوں میں یہ اصغرؑ کہاں سے لاؤ گے

غروب پر بھی ہوں تابانیاں وہی باقی
وہ آفتابِ منور کہاں سے لاؤ گے

ریاضِ دہر میں چاہو جسے کہو سرور
ریاضِ خلد کا سرور کہاں سے لاؤ گے

نہ یاد رکھا اگر کربلا کے سجدوں کو
ثبوتِ خالقِ اکبر کہاں سے لاؤ گے

سلام کرتا ہو آ کے صاحبِ معراج
ملیں گے در بہت یہ در کہاں سے لاؤ گے

پلا بڑھا میں جہاں جس کے صحن میں ٹہلا
قرآن کہتا ہے وہ گھر کہاں سے لاؤ گے

حسینؑ ان کو نہ پانی کو نہر پر بھیجو
وفا شعار برادر کہاں سے لاؤ گے

خدا کے واسطے اکبرؑ کو دو نہ اذنِ وغا
یہ ہمشبیہِ پیمبرؐ کہاں سے لاؤ گے

ثنا ریہ اس کی ہے جس کا قصیدہ ہے قرآں
مرے قصیدے سے بہتر کہاں سے لاؤ گے

دیگر

فصل جنّت کچھ نہیں اہلِ عزا کے سامنے
کربلا جنّت کے جنّت کربلا کے سامنے

تذکرے جنّت کے رضواں سامنے میرے نہ کر
تیری جنّت چیز کیا ہے کربلا کے سامنے

کس کے سجدے نے ہر اک ذرّہ کو کعبہ کر دیا
سر جھکا جاتا ہے خود خاکِ شفا کے سامنے

این و آں کون و مکان قربان بر پائے حسینؑ
جانِ عالم کیا ہے جانِ مصطفےٰؐ کے سامنے

غیرؑ کی مدح و ثنا، ان کی فضیلت کا بیاں
اور کس کے، عترتِ خیر الورا کے سامنے

کیوں ہے محتاجِ ہدایت سے ہدایت کی طلب
ہاتھ پھیلاتا ہے کب کوئی گدا کے سامنے

خندق و خیبر ہیں ششدر کربلا حیران ہے
ضیغمِ شیرِ خدا کی اس وغا کے سامنے

حشر میں جنّت ملے گی اور ملے گی بالیقیں
رو دیا گر میں شہیدِ کربلا کے سامنے

جس نے سارا گھر دیا دیدے اُسے سب کائنات
بات کیا دشوار ہے ربِ عُلا کے سامنے

نا امیدِ مغفرت آ ہوش میں کافر نہ بن
یہ خطا کیا چیز ہے اُس کی عطا کے سامنے

مارنا ظالم کو تھا مظلومیت کے وار سے
کربلا کیا تھی شہیدِ کربلا کے سامنے

ہے نواسے کی ولادت بٹ رہی ہیں رحمتیں
گود پھیلا دو حبیبِ کبریا کے سامنے

صاف کہہ دوں گا کہ بندہ کربلا والے کا ہوں
بات کیوں کہہ دوں غلط اخترؔ خدا کے سامنے

دیگر

خدا سے مانگتے اب کیا ہو کیا خدا دے گا
حسینؑ دے دیا خالق نے اور کیا دے گا

حسینؑ کیسے بھٹے کر دے گا گر شہید عراق
نشانِ قبر ہی پیغامِ مصطفیؐ دے گا

زمانے بھر کو شہادت نے مرتبے بخشے
حسینؑ آج شہادت کو مرتبہ دے گا

اترے کے پشت سے اک روز کربلا میں حسینؑ
جواب سجدۂ محبوبِ کبریا دے گا

بتائے نامِ خدا کو جو یوں گلا دے گا
خدارا تم ہی کہو اس کو کیا خدا دے گا

یزید کر دے نبوّت سے شوق سے انکار
حسینؑ نانا کو پھر سے نبیؐ بنا دے گا

وفورِ ظلم حقیقت کو خود جِلا دے گا
بڑھے گا جتنا اندھیرا قمر ضیا دے گا

سمجھتے ہو جسے جنّت وہ ہے رضائے حسینؑ
یقیں نہ آئے تو یہ راز حُرؑ بتا دے گا

یہ وہ چراغ نہیں جس کو تو بجھا دے گا
نہ مار پھونکیں کہ یہ اور بھی ضیا دے گا

صدائے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا الله
سرِ بُریدۂ سلطانِ کربلا دے گا

ہوا ہے قصّۂ راہب سے راز یہ معلوم
جسے حسینؑ دے اختر اسے خدا دے گا

قطعہ

کربلا کی خاک ہے خاکِ شفا
یہ قدومِ پاک کا اعجاز ہے

کربلا کو ناز ہے شبیرؑ پر
ہم کو خاکِ کربلا پر ناز ہے

سجدۂ شبیری

راکبِ دوشِ نبیؐ اے سرورِ عالی جناب
لائے گی دنیا کہاں سے تیرے سجدہ کا جواب
جُھک رہی تھی ساتھ سجدہ کے جبینِ آفتاب
کہہ رہا تھا آسماں یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَاب
کس کا سر سجدہ میں ہے یہ شش جہت میں شور تھا
امتیازِ ساجد و مسجود زیرِ غور تھا

نورِ چشمِ فاطمہؑ زہرا دلِ خیر الانام
تیرا سجدہ کربلا کا سارے سجدوں کا امام
تذکرے سجدہ کے تیرے ہیں فلک پر صبح و شام
کر گیا ساجد بقائے سجدہ کا کیا انتظام
دیکھ کر سجدہ صفوفِ انبیاء سجدہ میں ہے
انتہا یہ ہے کہ خود یادِ خدا سجدہ میں ہے

انبیاءؑ کی بات کوئی ذہن میں لاتا نہ تھا
معترض دل اعتراضِ حق سے شرماتا نہ تھا
لاکھ چاہا پر تصوّر میں خدا آتا نہ تھا
اضطرابِ دل کسی پہلو سکوں پاتا نہ تھا
تیرے سجدہ نے نظر کو فکر کی پہچان دی
بے یقینوں کو یقیناً دولتِ ایقان دی

حشر میں اختر سے بھی اک روز ہوگا یہ سوال
کون ہے تیرا خدائے لازوال ولا یزال
صاف کہدوں گا کہ دیکھا ہی نہیں اُس کا جمال
کیا بتاؤں کون ہے میرا خدائے ذوالجلال

غیر ممکن تھا کہ وحدت پر یقیں آتا مجھے
کربلا کا ایک سجدہ گر نہ سمجھاتا مجھے

قطعات

لختِ دلِ بتول کا اللہ رے امتحان
حیران کائنات تھی ششدر تھا آسمان
تر تھا لہو میں سارا بدن خشک تھی زبان
سر کو اُٹھائے کہتے تھے لاشوں کے درمیان

منزل ہے سخت صبر عطا اے کریم کر
آسان مجھ پہ منزلِ ذبحِ عظیم کر

نہ چلتا حشر تک حق کی حقیقتوں کا پتہ
نہ دیکھا تھا جسے اس پر کسے یقین آتا

وجودِ حق کا پتہ دے گیا زمانے کو
ہجومِ رنج و بلا میں حسینؑ کا سجدہ

قطعات

در منقبت حضرت علی ابن الحسین امام زین العابدین علیہ السلام

حق ہے وہی باطل کی جو بنیاد ہلا دے
وہ صبر ہے جو طاقتِ فریاد مٹا دے
زینت ہو عبادت کی عبادت ہے وہ بیشک
سجدہ وہ ہے جو سیّدِ سجّادؑ بنا دے

پیروں میں زنجیر ہو اور طوق سے گردن فگار
پھر بھی ہو قبضہ میں اس کے گردشِ لیل و نہار
دین و دنیا میں وہی ہے لائقِ صد اقتدار
جو اسیرِ رنج و غم ہو باوجودِ اختیار

کعبہ کی زیارت کو ہر شاہ و غلام آیا
جھکنے لگی پیشانی آخر وہ مقام آیا
دیکھا جو علیؑ آیا پھر خانۂ خالق میں
خود کعبہ پکار اٹھا ہٹ جاؤ امام آیا

اک خموشی ہزار تقریریں　　ایک آنسو ہزار تفسیریں
اک صحیفہ ہزار تحریریں　　ایک شب میں ہزار تکبیریں

رُخ بدل کر ذرا ہدایت کا
کام سب کر گئے امامت کا

اسیری میں جو آزادی دلادے　　ہو خود بیمار اوروں کو شفا دے
مقیّد ہو مگر دنیا ہلادے　　اگر چاہے تو مردے کو جِلادے

امامت گر نہیں یہ اور کیا ہے
نصیری ہوتا تو کہتا خدا ہے

خانۂ فاطمہؑ آباد نظر آتا ہے　　راکبِ دوشِ نبیؐ شاد نظر آتا ہے
گھر میں شبیرؑ کے تصویرِ عبادت اتری　　بچہ سجدہ میں ہے سجادؑ نظر آتا ہے

کیوں اے فلک یہ صبر کا عابد کے امتحاں
گردن میں طوق پائے مقدس میں بیڑیاں
پیروں میں چھالے پشت پہ ہوں دُرّوں کے نشاں
سلطانِ دوجہاں بنے، اللہ رے ساربان
دربار تھا یزید کا کنبہ تھا سر کھُلا
شکوہ نہ کرتا تھا مگر ایوبِ کربلا

قصیدہ

در منقبت امام زین العابدین علیہ السّلام

پلا دے ساقیا جو تھا وہ آج جامِ وِلا
کہ جس میں زُہد کی رنگت ہو اِتّقا کا مزا

وہ پاک طیّب و طاہر خیال سے جس کے
جبین شوقِ عبادت میں خود بخود جُھک جا

حریمِ کعبہ میں آجائیں گر قدم اُس کے
پکارے کعبہ بھی ہاں یہی ہے قبلہ نما

امام عابد و زاہد امامِ لطف و عطا
امامِ صابر و شاکر امامِ صبر و رضا

خدا کے عاشقِ صادق امامِ صدق و صفا
خدا کے بندۂ عابد عبادتوں کے خدا

مریض وقتِ دعا نامِ پاک گر لے لے
اُسے خدا کی قسم آج ہی عطا ہو شفا

وہ اژدہامِ مصائب و صبر کا عالم
بشر کے پردہ میں فوق البشر تھا جلوہ نما

نہ ہوتے صبر و تحمل کے گر یہ افسانے
نہ ہوتی عام کبھی داستانِ کرب و بلا

نمایاں صبر کے یہ نقش کب بھلا ہوتے
قدم قدم پہ نہ ہوتی جو بیڑیوں کی صدا
اگر نہ ظرفِ امامت نہ تھا تو پھر کیا تھا
ہزاروں ظلم سہے اور زباں سے کچھ نہ کہا

عرب کا خون ہو جس ہاشمی رگ و پے میں
پھر اس کے سامنے چھن جائے ماں بہن کی ردا
وہ صبر و شکر کی منزل وہ ضبطِ نفس کی راہ
قدم قدم پہ تھی اختر خدا کی حمد و ثنا

دیگر

کس کی آمد ہے چمن نور ہے سبحان اللہ
پتی پتی شجرِ طور ہے سبحان اللہ
خانۂ سبطِ نبیؐ نور ہے سبحان اللہ
شہر بانو کا الم دور ہے سبحان اللہ
گلشنِ فاطمہؑ آباد نظر آتا ہے
بچہ نہ سجدہ میں ہے سجادؑ نظر آتا ہے

تہنیت کے لیے پہلے تو امامت آئی
سج سجا کر پئے تسلیم ریاضت آئی
باادب حجرۂ عابد کو عبادت آئی
جامۂ صبر میں ملبوس شجاعت آئی

سجدہ نے دیکھ کے اس مظہرِ ربانی کو
رکھ دیا سامنے سجادؑ کے پیشانی کو

صبر نے بڑھ کے کہا اے خلفِ بنتِ رسولؐ
پسرِ سبطِ نبیؐ وارثِ میراثِ رسولؐ
کیجیے بہرِ خدا مجھ کو غلامی میں قبول
بعد میں آپ کے رہنا ہے زمانہ میں فضول
سختیاں لاکھ پڑیں منہ کو نہ موڑوں گا کبھی
آپ کا دامنِ معصوم نہ چھوڑوں گا کبھی

صبر کی باتیں سُنیں سیدِ سجادؑ ہنسے
اور فرمایا کہ اے صبر خبر بھی ہے تجھے
کوفہ و شام کے بازاروں میں جانا ہے تجھے
بے ردا زینبؑ و کلثومؑ کو ہمراہ لیے
پاسِ پیماں کا رہے وعدہ وفائی کرنا
بعد پھر میرے زمانے میں خدائی کرنا

قتل گاہوں سے گذرتا ہوا ابرار چلا
بیڑیاں پیروں میں باطوقِ گراں بار چلا
ساتھ کنبہ کو لیے عابدِ بیمار چلا
ساتھ ہر گام پہ یہ صبرِ خوش اطوار چلا
انتہا ظلم و تشدد کی زمانہ پہ کھُلی
صبر کی عابدِ بیمار کی پر حد نہ مِلی

قطعہ

در منقبت امام محمد باقر علیہ السّلام

کچھ تیر کی بازی ہے دربارِ خلافت میں
توہینِ امامت کی ہشّام کی نیت ہے
سمجھا تھا کماں دے کر کیا تیر چلائیں گے
ہر تیر نشانہ تھا کیا شان امامت ہے

قطعہ

در منقبت امام جعفر صادق علیہ السّلام

صادقِ آلِ محمّد کی امامت آئی
بازوئے دینِ محمّد میں شجاعت آئی
نورِ صادق سے بجھے سارے چراغِ باطل
دین حق پھیلا زمانہ میں صداقت آئی

قطعہ

در منقبت امام موسےٰ کاظم علیہ السّلام

امام موسیٰ کاظم امامِ صدق و صفا
امام صابر و شاکر امامِ لطف و عطا
تمام عمر رہے قید و بند کے آلام
مگر زباں پہ رہی حمد و شکرِ ربِّ عُلا

منقبت

امام محمد باقر علیہ السّلام

ایک واقعہ

سُنو اِک حدیثِ پیمبرؐ سُنائیں
امامت کی تصویرِ عظمت دکھائیں

رسولِؐ خدا رونقِ انجمن تھے
زبانِ وحی پر وحی کے سخن تھے

تھے پیشِ نبیؐ سب نبیؐ کے پیارے
جمع جیسے ہوں چاند کے گرد تارے

تھے جابرؓ بھی بزمِ رسالت میں حاضر
ادب داں مزاجِ رسالت کے ماہر

ارادہ تھا پوچھیں حضورِ رسالت
مری عمر کتنی ہے فرمائیں حضرت

نگاہِ رسالت نے دل کو ٹٹولا
بنوعِ دگر عقدۂ عمر کھولا

مخاطب ہوئے جابرِؓ رازداں سے
مدارج ہیں تیرے بلند آسماں سے

خوشا بخت دیکھا ہمارا زمانہ
علیؑ و حسینؑ و حسنؑ کا زمانہ

مبارک ہو عابدؑ کا ہمراز ہونا
زیارت سے باقرؑ کی ممتاز ہونا

مگر میرے باقرؑ سے جابرؓ جو ملنا
سلام اس کی خدمت میں میرا بھی کہنا

شب و روز جابرؓ کو اک بیکلی تھی
نہ تھی چشم، چشمِ بصیرت کھلی تھی

تڑپ تھی کہ آئے مبارک وہ ساعت
امامت کو دوں میں پیامِ رسالت

خدا نے وہ ساعت بھی آخر دکھائی
کلی پانچویں بھی امامت میں آئی

وہ جابرؓ کو دن بھی خدا نے دکھایا
پدر کی معیت میں فرزند آیا

مصلّے پہ جابرؓ کو بیٹھے جو دیکھا — جبینِ صحابی کو بچّہ نے چُوما
بصیرت نے پایا جو قبلہ نما کو — کیا سجدہ فرزندِ خیر الورا کو
کہا پیش کرتا ہوں خدمت میں حضرت — درودِ نبوّت سلامِ رسالت
زبانِ مبارک سے پھر بولے باقرؑ — کہو حسرتِ دل کوئی ہو تو جابرؓ
کہا اک عنایت امامِ اُمم ہو — زیارت کا مشتاق ہوں گر کرم ہو
امامت نے اک ہاتھ آنکھوں پہ پھیرا — ہوئی چشمِ پُرنور رُخصت اندھیرا
زیارت ہوئی نائبِ مصطفےٰؐ کی — صحابی نے حضرت سے پھر التجا کی
نہیں روشنی کی مجھے اب ضرورت — میں کیوں دیکھوں اس آنکھ سے کوئی صورت

قطعات

باقرِ علمِ لدُنّی وارثِ خیر الانام
تیری رفعت تیری عظمت تیری منزل لاکلام
اللہ اللہ احترامِ شانِ والائے امام
دستِ جابرؓ سے نبیؐ بھجوائیں آداب وسلام

قبضہ میں امامت کے کونین کی طاقت ہے
مُردے کو جِلا دینا اِس گھر کی یہ عادت ہے
یہ سینۂ باقرؑ ہے یا علم کا گنجینہ
پردے میں امامت کے تصویرِ رسالت ہے

قصیدہ

در منقبت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

صادقِ آلِ محمدؐ خلفِ شاہِ حجاز
باقرِ علمِ لدنّی کے پسر کاشفِ راز

اوّل و آخرنا اوسطنا کے اوسط
وسطِ سلکِ امامت کے امامِ ممتاز

حق کے پیغام صداقت کے امام صادق
سازِ تبلیغِ رسالت کی نرالی آواز

ایسے معصوم کی اعجاز نمائی کے نثار
جسکے دربار کا سقہ بھی دکھائے اعجاز

اللہ اللہ رے شرف اس کی امامت کا مقام
جسکے شاگرد کی اُمت کو امامت پہ ہے ناز

صورتِ مذہبِ حقّہ کی بقا کا ضامن
جلوۂ رنگِ حقیقت وہ تصویرِ نماز

روحِ قرآنِ مبیں عالمِ منشاءِ حدیث
مظہرِ شانِ خدا بندۂ حق بندہ نواز

ہادیٔ صادق و احیائے شریعت کے امین
جسکی آواز تھی قرآن کی گویا آواز

چند لمحوں کی فراغت کی اشاعت اللہ
کارِ تبلیغ و اشاعت پہ شریعت کو ہے ناز

جسکے پیغام سے ایمان کی قسمت جاگی
جسکی آواز سے بیدار ہوئی روحِ نماز

جسکے آئینۂ تاویل میں عکسِ تنزیل
گویا تھی سازِ امامت میں وحی کی آواز

رہ گئیں جس کے تصدّق سے نمازیں اختر
ذکر بھی اس کا نگاہوں میں ہماری ہے نماز

قصیدہ

در منقبت حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام

موسیٰؑ کاظمؑ کی رفعت، رفعتوں کا آسماں
ایک مرکز پر سمٹ آیا فضائل کا جہاں

خود رضا، بیٹا رضاؑ راضی رضائے کردگار
صادقِ آلِ محمدؐ کی صداقت کا نشاں

بندۂ مقبولِ حق اور حق کے بندوں کا خدا
جس کا دنیا کے لیے باب الحوائج آستاں

راہِ حق میں دے کے جس نے زندگانی کی بہار
لی بہارِ بے خزاں تسنیم و کوثر اور جناں

گوشۂ زندانِ غم میں بھی شبِ تاریک میں
بارہا ہوتا رہا تقوے کا جس کے امتحاں

ساتویں بحرِ امامت کا وہ تابندہ گہر
سر بہ سجدہ آستاں پر جس کے ساتوں آسماں

جس کے روضہ کا سلامی آفتابِ صبح و شام
قبضۂ قدرت میں جس کے ماہ و اختر این و آں

اَلسّلام اے ناخدائے کشتیٔ ایمان و دیں
اَلسّلام اے گلشنِ دیں کی بہارِ بے خزاں

اَلسّلام اے قیدی و مشکلکشائے قیدیاں
اَلسّلام اے بیکس و حاجت روائے بیکساں
آپ کے لطف و کرم مولا غلاموں پر ہیں عام
ورنہ یہ اختؔر کہاں اور روضۂ اقدس کہاں
کیجیے مولا دعائیں ہم غلاموں کی قبول
دل میں جو کچھ ہے نہاں وہ آپ پر ہے سب عیاں

قطعہ

امامِ موسیٰ کاظمؑ امامِ صدق و صفا
امامِ صابر و شاکر امامِ لطف و عطا
تمام عمر رہے قید و بند کے آلام
مگر زباں پہ رہی حمد و شکرِ ربِّ علا

قطعہ

در منقبت امام علی رضا علیہ السّلام

آفتابِ شرف و عظمت و رفعت آیا
پھر محمّد کوئی ملبوسِ امامت آیا
ارضِ مشہد کو بنانے کیلئے باغِ ارم
ساتھ جنّت کو لیے مالکِ جنّت آیا

غیبت کے منکروں سے یہ اختر کہے کوئی
ڈالے ہوئے گلوں میں جو قرآن رکھتے ہیں
لاریب پاتے ہیں وہ ہدایت کتاب سے
جو متّقی کہ غیب پہ ایمان رکھتے ہیں

نظر نہ آئیں تو کہتے ہو فائدہ کیا ہے
امام کا اگر تا حشر بھی قیام رہے
اُٹھایا فائدہ کیا تم نے ان اماموں سے
نظر کے سامنے موجود جو امام رہے

قصیدہ

در منقبت حضرت امام علیؑ الرّضا امامِ ضامن و ثامن

امامِ ذوالاحترام آرہا ہے
رِضا لے کے حق کا پیام آرہا ہے

شرابِ امامت کے اے بادہ نوشو
چلو آٹھواں آج جام آرہا ہے

ہے روزِ جزا جو شفاعت کا ضامن
وہ فرزندِ خیرالانام آرہا ہے

علیؑ نام میں جانے کیا دلکشی ہے
زباں پر مری صبح و شام آرہا ہے

سلاطیں کو ہے ناز خویشی پہ جس کی
وہی آج عالی مقام آرہا ہے

خلیفہ کی درخواست پر آج شاید
مدینہ سے مشہد امام آرہا ہے

جلو میں ہے مجمع ہزاروں ہیں عالم
سُناتا خدا کا کلام آرہا ہے

کہا لاالٰہ کی جنّت جزا ہے
مگر شرط میں میرا نام آرہا ہے

ہماری مودّت ہے واجب کہ ہم پر
خدا کا دُرود و سلام آرہا ہے

مسافر کا ضامن مریضوں کا حامی
بنانے غریبوں کے کام آرہا ہے

پڑھیں سب دُرود و سلام اس پہ مِل کر
امام علیہ السّلام آرہا ہے

یہ رضوانِ جنّت سے کہہ دو بھرے جامِ کوثر
کہ اخترؔ غلامِ امامؑ آرہا ہے

دیگر

اے رضا راضی رضائے کبریا
آفتاب آسمانِ اتقا

کلبۂ احزانِ زہراؑ کے چراغ
شمع افروزِ حریمِ کبریا

جانِ موسیٰؑ جانشینِ مرتضیٰؑ
زینتِ گلزارِ دینِ مصطفیٰؐ

آٹھویں برجِ امامت کے ثمر
چاردہ معصومؑ کی دسویں ضیاء

حاملِ تفسیرِ قرآن و حدیث
ہادیٔ دیں تاجدارِ اتقا

نازشِ دنیا و دیں فخرِ عجم
بندۂ حق، حق کے بندوں کے خدا

خاکِ پائے پاسبانِ آستاں
سرمۂ نورِ نگاہِ اتقیا

ہم فقیروں اور ضعیفوں کے معین
مومنیں کے شافعِ روزِ جزا

ہے دلی عہدیٔ دنیا چیز کیا
آپؑ کے سر پر ہے تاجِ اتقا

شیرِ قالیں کس طرح بنتا نہ شیر
آپ ہیں فرزندِ شیرِ کبریا

آپ کا مولا مدینہ سے سفر
آئینہ دارِ شہیدِ کربلا

راہ میں تبلیغ تفسیرِ حدیث
معنی و تشریحِ قولِ لَا اِلٰہ

اور فرمانا کہ جنّت اُس کی ہے
لَا اِلٰہَ جس نے بےشک کہہ دیا

لیکن اس کے ساتھ کچھ شرطیں بھی ہیں
میں بھی ہوں اک شرط اس کی بے شُبہ

جانشین و وارثِ مُشکل کُشا
صاحبِ حاجات کے حاجت روا

اس ولادت کی خوشی میں آپ کی
در پہ اختؔر آیا ہے بن کر گدا

آپ کو معصومۂ قُم کی قسم
کیجیے مولا مری حاجت روا

قطعہ

آج پھر نخلِ امامت میں ثمر آتا ہے
آٹھواں بُرجِ امامت کا قمر آتا ہے
سر سے پا تک ہے رضا مرضیٔ حق کی تصویر
عبد میں جلوۂ معبود نظر آتا ہے

قصیدۂ دیگر

ضیائے چشمِ حرم نورِ دیدۂ ایماں
حیاتِ دینِ مبیں روحِ کعبۂ عرفاں

امامِ ضامن و ثامن امامِ کون و مکاں
امامِ دین و شریعت امامِ ہر دو جہاں

زمینِ مشہدِ عالی بنی ہے رشکِ جناں
قدم سے ان کے منوّر ہے محفلِ ایراں

امامِ موسیٰ کاظمؑ کی جاں امامِ رضاؑ
رضائے خالقِ اکبر تجلّیٔ یزداں

شعاعِ نور سے ضو بار ہر در و دیوار
ریاضِ خلد ہے روضہ ہے یا خدا کی شاں

بیان کس سے ہو عظمت اس آستانہ کی
کہ جس کے شاہ ہوں خادم فرشتے ہوں دربان

عجب امیر ہے غربت میں بھی یہ عالم ہے
قدم میں اب بھی پڑا سو رہا ہے اک سلطاں

نظر میں جس کی ہو تصویر روضۂ مشہد
نظر میں اُس کی سمائے گا کیا ریاضِ جناں

اُٹھے تھے ہاتھ ابھی تحتِ قبّہ بہرِ دُعا
دُرِ مراد سے پہلے ہی بھر گیا داماں

ضریحِ پاک کے چاروں طرف ہیں پروانے
ہر ایک سمت ہے شورِ تلاوتِ قرآں

فلک ہے سامنے گنبد کی رفعتوں کے خجل
طواف کرتا ہے گنبد کا گنبدِ گرداں

نہ کر تو ہم سے یہ جنّت کے تذکرے رضواں
کہاں ریاضِ رضا اور کہاں ریاضِ جناں

ہر ایک آئینہ شمس و قمر کا آئینہ دار
ہر اک رواق ہے چشمک زنِ رواقِ جناں

قدم پہ جس کے جھکاتے ہوں شیر اپنا سر
جھکے نہ آدمی، وہ آدمی نہیں انساں

یہ شیر کیا ہے ضرورت پہ شیرِ قالیں بھی
رضؑا کے حکم سے اُٹھا اگرچہ تھا بے جاں

امامِ شاہ و گدا ضامنِ تہی دستاں
امامِ جن و بشر تاجدارِ ہر دو جہاں

زمانہ اُن کا ہے اُن کی جہاں میں ہے شاہی
ہے اُن کا آج بھی فرزند اک امامِ زماں

جھکا چکا ہوں یہ سر اُن کے آستانے پر
مری جبیں میں ہے اخترؔ نجات کا ساماں

واقعۂ طفلی منظوم

در منقبت حضرت امام محمد تقی علیہ السّلام

بڑا فرق ہے دین و دنیا میں حضرت
امامت کہاں اور کہاں بادشاہت

اولوالامر چاہو جسے تم بنالو
بناوٹ کے پھولوں سے ایواں سجالو

سجالو مگر رنگ و بُو وہ کہاں ہے
جو قدرت کے پھولوں سے خوشبو عیاں ہے

تمھیں طفلِ عصمت کا قصہ سُنائیں
یہ فرقِ امامت و شاہی دکھائیں

سُنا ہو گا تم نے تھا مامون خلیفہ
بڑی شان و شوکت بڑا با سلیقہ

مچی دھوم تھی اک زمانہ میں اُس کی
نہ لے سکتا تھا کوئی مظلوم سسکی

وہ اک دن بصد شان و با فوج و فرّا
بڑی تمکنت سے مدینہ سے گذرا

جمع راہ میں تھے کچھ اطفال آ گے
سواری کو آتے جو دیکھا تو بھاگے

مگر ایک بچہ نہ ٹھٹکا نہ جھجکا
ثباتِ قدم ایک قیامت تھا اُسکا

ہوا سخت حیراں کہا نام کیا ہے
نہ ڈرنے کا سوچا ہے انجام کیا ہے ؟

کہا آپؑ نے نام میرا تقیؑ ہے
رسولِؐ خدا جد ہیں دادا علیؑ ہے

بڑی راہ تھی کیا ہوا گر کھڑے ہیں
خدا کے سوا ہم کسی سے ڈرے ہیں ؟

کہا گر یہ دعوےٰ تمھارا بجا ہے
ذرا میری مٹھی میں بتلاؤ کیا ہے ؟

جبینِ امامت پہ کچھ بَل سا آیا
یہ اعجاز فی الفور اُس کو بتایا

شہنشاہِ دنیا کے شہباز اُڑ کر
کبھی لایا کرتے ہیں مچھلی پکڑ کر

وہ ماہی کو مٹھی میں اپنی چھپا کر
غرورِ حکومت میں حق کو بھلا کر

لیا کرتے ہیں امتحانِ امامت
نہیں جانتے ہیں وہ شانِ امامت

وہ دیکھیں ہمیں اُن کی آنکھیں کہاں ہیں
چھپی میری مٹھی میں کون و مکاں ہیں

بتا دوں کہے تو میں تیرا ٹھکانا
تجھے کل یہاں سے کہاں کو ہے جانا

ہماری ہے عالم پہ فرماں روائی
امامت کی ٹھوکر میں ہے بادشاہی

اولوالامر وہ ہے اگر امر کر دے
پلٹ کر ابھی تختِ شاہی کو رکھ دے

جبینِ حکومت پہ آیا پسینہ
ندامت میں ڈوبا تھا شاہی سفینہ

کبھی عفوِ جرأت کبھی عُذر خواہی
قدم میں امامت کے تھا تاجِ شاہی

یہ قصہ ہی دیتا ہے اختر گواہی
امامت کہاں اور کہاں بادشاہی

قطعہ

خدا کا شکر ہے ارمان بر آیا
تقیؑ مولا مرا تشریف لایا
ہے اس کی ٹھوکروں میں تختِ شاہی
خدا نے آج وہ دن بھی دکھایا

قصیدہ

در منقبت حضرت امام علی نقی علیہ السّلام

مشعلِ راہِ ہدایت شمعِ ایوانِ رسولؐ
نورِ چشمِ مرتضٰیؑ ریحانِ گلزارِ بتولؑ

گوہرِ بحرِ امامت معدنِ عصمت کے لعل
جوہرِ انسانیت شانِ جمالِ ذوالجلال

مصدرِ علم و عمل سرچشمۂ جود و سخا
بندۂ محبوبِ حق اور حق کے بندوں کے خدا

عالمِ علمِ لدُنّی کاشفِ رازِ نہاں
نیّرِ برجِ ہدایت معرفت کے آسماں

مظہرِ شانِ جلالی آئینہ دارِ جمال
منزلِ مافوقِ النساں نقطۂ اوجِ کمال

خود امامؑ ابنِ امامؑ ابنِ امامؑ، ابنِ امامؑ
دوسرے قائمؑ کا جس کے تا قیامت ہے قیام

وہ نقیؑ شمس و قمر جلووں سے جس کے ماند ہے
کیوں نہ ہو رشکِ قمر آخر تقیؑ کا چاند ہے

جس کے ہر اعجاز پر حیران خود موت و حیات
جس کے دستِ حق نما میں ہے زمامِ کائنات

جس کا ہر نقشِ قدم ہے سجدہ گاہِ عابداں
جس کے خاکِ پا کی عظمت رشکِ تاجِ خسرواں

ساتھ کنبے کے ہوا جس کا مدینہ سے سفر
جس کے ہر انداز میں شانِ حسینیؑ جلوہ گر

بندگی میں سیّد سجّادؑ سطوت میں رضاؑ
مثل کاظمؑ جو اسیری میں رہا حاجت روا

خُلقِ شبرؑ، صبرِ شبیریؑ، شجاعت میں علیؑ
علمِ باقرؑ، صدقِ صادقؑ زہد و تقوے میں تقیؑ

شجرۂ اختر بھی ہاں اس نام سے منسوب ہے،
نسبتِ عالی تو ہے اعمال سے محجوب ہے،

قطعہ

آفتابِ شرف و عظمت و ایماں آیا
آیا دنیا میں نقیؑ حاصلِ دوراں آیا

تشنگانِ مئے عرفان کی سیرابی کو
لیکے تفسیر وحی صاحبِ قرآں آیا

قصیدہ

درمنقبت حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام

امامِ حسن عسکریؑ آرہے ہیں
زمانہ سے ظلم وستم جارہے ہیں

ہیں محبوسِ زنداں نظر بندیاں ہیں
رہِ راست دنیا کو دکھلا رہے ہیں

اُدھر پڑ رہے ہیں حقیقت پہ پردے
پیامِ حقیقت کو دُہرا رہے ہیں

امامت کے اعجاز دکھلا رہے ہیں
جبینِ حکومت پہ بَل آرہے ہیں

امامت کے اللہ رے بازوئے ہمّت
پہاڑوں سے باطل کے ٹکرا رہے ہیں

بظاہر ہیں مجبور مختار پھر بھی
غریبوں کے مشکل میں کام آرہے ہیں

کھلینگے امامت کے قائم سے ایکدن
وہ غنچے جو مدّت سے مُرجھا رہے ہیں

کلی دل کی اپنے بھی کچھ ہے فسردہ
کچھ آثار کھلنے کے سے پا رہے ہیں
خوشا بخت اختر وہ ساعت بھی آئے
کوئی آکے کہہ دے کہ وہ آرہے ہیں

قطعہ

کافی ہے بس یہ بات فضیلت کو آپؑ کی
والد ہیں آپؑ مہدیؑ صاحب زمان کے
بیٹا کرے گا آکے حکومت جہان پر
مالک ہیں پھر تو آپؑ ہی سارے جہان کے

قطعات

در منقبت صاحب العصر والزّمان امام مہدیؑ عجل اللہ فرجہ

ہزار شکر کہ آج آخری امام آیا
خدا سے لے کے خدائی کا انتظام آیا
چھپا کے دامنِ غیبت میں لایا ہے ساقی
کس اہتمام سے محفل میں آج جام آیا

امام آئے کہ اسلام پر شباب آیا
زمیں پہ بُرجِ امامت کا ماہتاب آیا
اب ہم کو شورشِ باطل کا غم نہیں اختر
کہ ظلمتوں کے مٹانے کو آفتاب آیا

امام مہدیؑ عالی مقام آتے ہیں
خدا کا بندوں کو لے کر پیام آتے ہیں
نماز پڑھنے کا کرتے ہیں اہتمام عیسیٰؑ
زمیں پہ آج وہ اختر امام آتے ہیں

مہدی ہونے کا دعویٰ کرنے والے — اللہ کے قہر سے نہ ڈرنے والے
مہدی وہ ہے کہ جس کے پیچھے اک دن — عیسیٰؑ ہوں گے نماز پڑھنے والے

نہیں دیکھا ہم نے یہ ہے عذر باطل
امامت کا اقرار کرنا پڑے گا
اگر ضد یہی ہے کہ دیکھیں تو مانیں
خدا کا بھی اِنکار کرنا پڑے گا

مادہ سے روح افضل جسم سے بہتر ہے جاں
پھر بھی کہتے ہو امامت کی ضرورت ہے کہاں
مادیت کو تو لازم ہو کوئی شاہِ جہاں
روح کی اصلاح کو کوئی نہ ہو صاحبِ زماں

بے فائدہ غیبت ہے غلط ہے یہ گماں
اللہ بھی پردہ میں ہے خود فیض رساں
سورج ہے اگر ابر کے پردہ میں نہاں
اس پر بھی ہے یہ فیض کہ روشن ہے جہاں

کچھ ابھی انتظار باقی ہے — حکمِ پروردگار باقی ہے
کیسے آجائے آفتاب نظر — جب فضا میں غبار باقی ہے

غیبت پہ امامت کی ہے تکرار فضول
غائب ہیں نظر سے جتنے زندہ ہیں رسول
رکھتا جسے ہوتا ہے چھپاتا ہے ضرور
ہے روزِ ازل ہی سے یہ قدرت کا اصول

ہرگز نہ بتائیں گے تجھے دشمنِ جاں
کیوں پردہ میں اب تک ہے امامت پنہاں
گیارہ کو تمام کرنے والے ظالم
اب کہتا ہے، ہے بارہواں بتلاؤ کہاں

رسالت دگر ہے امامت دگر ہے
تفاوت بڑا ان میں اہلِ نظر ہے
چلو آؤ سجدہ میں عیسیٰؑ سے پوچھیں
یہ قدموں میں کس کے رسالت کا سر ہے

گر یہ سچ ہے کہ شبِ قدر بھی ہے
اور نزولِ ملک و امر بھی ہے
پھر تو تسلیم یہ کرنا ہوگا
کوئی دنیا میں اولوالامر بھی ہے

ہے منحصر زمانہ کا بارہ ہی پر نظام
بارہ ہی بُرج بارہ ہی گھنٹے ہیں صبح و شام
ہے سال کا بھی بارہ مہینوں پہ اختتام
اس پر ہے اعتراض کہ بارہ ہیں کیوں امام

اے ہادیٔ زمانہ ہدایت ہے منتظر
آ منتظر زمانہ کی حالت ہے منتظر
حد ہو گئی حضورِ قیامت ہے منتظر
ظلمت کی شام صبحِ عدالت ہے منتظر
دل کہتا ہے ہو اگر کچھ اُن کی دید ہو
آجائیں وہ اگر تو قیامت کی عید ہو

ہے ثبوت اس کا خود وجودِ سحر
ہے پسِ ابر آفتاب اگر
کرنا ہوگا علاجِ ضعفِ بصر
چشمِ ظاہر کو گر نہ آئے نظر

ثبوتِ غیبتِ رحمٰن تم ہو
قسم قرآن کی ایماں تم ہو
نظامِ دہر کی جب جاں تم ہو
نہ ہوتے کس طرح نظروں سے غائب

یہ میں نے خضرؑ سے عیسیٰؑ سے ایک روز کہا
تمہارے ہونے سے اس طرح فائدہ کیا ہے
کہا چھپاتا ہے دیتا ہے جس کو عمر دراز
خدا سے پوچھو کہ تیرا یہ قاعدہ کیا ہے

قصیدہ

در منقبت قائم آلِ محمدؐ عجل اللہ فرجہٗ

کیا گلشنِ عالم میں پُر کیف بہار آئی
اک حسن کی دنیا ہی پہلو میں دبا لائی
کچھ مست نسیم ایسی گلزار میں لہرائی
شاخوں میں ہوئی جنبش لی مستوں نے انگڑائی
ہنسنے لگا شوخی سے ہر غنچۂ صحرائی

قبلہ سے اُٹھا بادل اور کالی گھٹا چھائی
مہتاب کے چہرہ پر اک زلف سی لہرائی
پھر سرد ہوا چل کر ہلکی سی پھوار آئی
لی ناز سے کچھ ایسی گلزار نے انگڑائی
مستوں کی طبیعت کیا واعظ کی بھی للچائی

ساقی تری رحمت سے ہر جام تھا لاثانی
ہر اک سے چھلکتا تھا اک جلوۂ ربانی

سب چھوٹے بڑے ساغر تھے سورۂ قرآنی
رہ جانہ کمی کوئی تب بات ہے من مانی
دے بارہواں بھی جس سے چھک جائے تو لاتی

خم خانۂ وحدت سے لو بارہواں جام آیا
اور برجِ امامت کا پھر ماہ تمام آیا
آخر ہوئی ہر منزل آخر وہ مقام آیا
آغوش میں نرجس کے شیعوں کا امام آیا
دکھلانے کو عالم کے اعجازِ مسیحائی

اس نورِ ہدایت کی دیکھی جونہی رعنائی
لی جوشِ مسرت سے اسلام نے انگڑائی
تھے چرخِ چہارم پر عیسیٰؑ بھی تماشائی
قدرت کو کچھ ایسی یہ تصویر پسند آئی
تا حشر حفاظت کی خالق نے قسم کھائی

دنیا کی یہ کوشش تھی ہر نقش مٹائیں گے
جس کو تو بنائے گا خون اس کا بہائیں گے
قدرت نے کہا اچھا ہم اس کو بچائیں گے
کرتے ہیں حفاظت یوں قائمؑ کو چھپائینگے
قائم رہے دنیا میں تا کہ مری یکتائی

یہ جانِ امامت ہے یہ روحِ رسالت ہے
ہمنامِ محمدؐ ہے یہ میری عنایت ہے

زیبا نقشِ عالم ہے یہ حاصلِ فطرت ہے
دامانِ حیات اس کا دامانِ قیامت ہے
نکلے گا یہ سورج جب دنیا میں ہو رات آئی

خُم خانۂ وحدت کے اے ساغرِ عرفانی
تکمیلِ ہدایت کے اے مہدئِ لاثانی
اسلام کی دنیا میں آنے کو ہے طغیانی
آئینۂ دل کو ہے غیبت سے اب حیرانی
آجاؤ کہ جلوہ کا اختر ہے تمنائی

دیگر

یہ کب کہا میں نے تجھ سے واعظ زمیں پہ وہ نازنیں نہیں ہے
جہاں بھی ہے، ہے وہ عرشِ اعظم زمیں وہ ہرگز زمیں نہیں ہے
یقیں ہے ہو جاتی باریابی، وہ ایسا پردہ نشین نہیں ہے
مگر ہاں اس آستاں کے قابل ابھی ہماری جبیں نہیں ہے

ہے اس کے دم سے قیامِ عالم ہے اس کے دم سے نظامِ امکاں
یہ کیسے سمجھوں بھلا ہے امکاں، مکاں تو ہے اور مکیں نہیں ہے
حدیثِ ثقلین کہہ رہی ہے، جدا نہ ہوگی کتاب و عترت
قرآن جب ہے تو کیسے کہہ دوں کہ وہ امامِ مبیں نہیں ہے

نہاں اگر ہے وہ حجّتِ حق یہی تو اک حجّتِ خدا ہے
نہیں ہے غائب یہ جن کا ایماں خدا یہ اُن کا یقین نہیں ہے

ضرورتِ جانشیں تھی کل تک نبیؐ کی تکفین سے بھی زیادہ
اور آج کہتے ہیں کہنے والے ضرورتِ جانشیں نہیں ہے

وہ جانِ عالم وہ حسنِ مطلق ازل سے پردہ میں ہے اَبد تک
اِسے بھی لازم تھا کچھ تو پردہ یہ نورِ حق کیا حَسیں نہیں ہے

زباں پہ نام امامؑ آئے جھکے نہ سر اور نہ خم جبیں ہو
وہ سر ہے لاریب بارِ گردن، جبیں وہ بیشک جبیں نہیں ہے

وہ آہی جائے کبھی تو آئے یہ دن بھی فرقت کے کٹ ہی جاتے
مجھے یہ ڈر ہے کہ اُن کو شاید، مری وفا پر یقیں نہیں ہے

کہاں کی راحت کہاں کی جنّت بہار کیسی نشاط کیا ہے
ہے آرزوئے ظہورِ جلوہ ہوائے خُلدِ بریں نہیں ہے

اب آہی جاؤ اب آہی جاؤ، خدارا غیروں کو مت ہنساؤ
زمانہ الزام دے رہا ہے امام آن کا کہیں نہیں ہے

اگر نمایاں ہو روزِ روشن چھپا ہو خورشید بدلیوں میں
خرد سے عاری ہے بالیقیں وہ جو کہدے مہرِ مبیں نہیں ہے

یہ ٹھان لی ہے اب ہم نے اختؔر جبیں ہو لوں سنگِ آستاں پر
پکار اُٹھے یہ آستانہ، یہ آستاں ہے جبیں نہیں ہے

قصیدۂ انتظاریہ

اصل اصول عشق و محبّت ہے انتظار
اُلفت کی ایک دلیلِ صداقت ہے انتظار
محروم وصلِ دوست کا اللہ رے شرف
اشرفُ عبادتوں میں عبادت ہے انتظار
اخلاق کا ثبوت مروّت کی جان ہے
انسان کی دلیل شرافت ہے انتظار
جتنا بلند ہو گا کسی منتظر کا فضل
اتنی ہی سربلند فضیلت ہے انتظار
شاید نہ تاب لاسکے یہ چشمِ اشتیاق
مشتاقِ دید تیری زیارت ہے انتظار
جاں دید و انتظارِ زیارت میں شوق سے
اے طالبانِ دید شہادت ہے انتظار
ایسے حسین کی نذر کو جو ہو حجاب میں
اک ارمغانِ حُسنِ عقیدت ہے انتظار
بہرِ سکونِ قلب پئے تشنگانِ دید
سرچشمۂ حصولِ مسرّت ہے انتظار
ہے پاسباں حکومتِ حقّہ کا دہر میں
دنیا میں دینِ حق کی حفاظت ہے انتظار

وجہ قیامِ عالم و وجہ ثباتِ دیں
دیں کی امانتوں کی ضمانت ہے انتظار
وہ دَور جو کہ غیبتِ ہادی کا دور ہے
اس دَور میں صراطِ ہدایت ہے انتظار

قربیٰ کے سلسلہ کی امامت ہے آخری
ہم معنیٔ حدیثِ مودّت ہے انتظار

پردہ میں ہے سوالِ مودّت کی ایک ذات
پھر تو جوابِ اجرِ رسالت ہے انتظار
اور بالخصوص غیبتِ کبریٰ کے دَور میں
اظہارِ اعترافِ امامت ہے انتظار

وصل و وصالِ یار میں ہاں لذتیں تو ہیں
باقی رہے مدام وہ لذت ہے انتظار

اس کو لگائے پھرتا ہوں سینہ سے رات دن
اک حسنِ دلربا کی امانت ہے انتظار
آنا قیامت ان کا، نہ آنا قیامت ہے
اختر بہر لحاظ قیامت ہے انتظار

قطعہ

کس کا ہے جانے انتظار مجھے
کسی پہلو نہیں قرار مجھے
پسِ پردہ نہ ہوتا گر کوئی
کیوں خیال آتا بار بار مجھے

قصیدہ دیگر

چلی بادِ سحر، بدلی فضا، ابرِ بہار آیا
گُلِ نرجس کِھلا گلزارِ عالم پر نکھار آیا

ہوا شاداب پھر نخلِ امامت برگ و بار آیا
سجا تختِ رسالت بارہواں لو تاجدار آیا

زمینِ سامرہ پر کون یہ پروردگار آیا
کہ جس پر چودھویں کا چاند بھی ہوتا نثار آیا

خدا جانے تصور کس کا دل میں بار بار آیا
کہ جب آیا تصور ایکے پہلو میں قرار آیا

ہدایت کیلئے آیا امامِ باوقار آیا
بڑھا حسنِ عمل نقشِ عقیدت میں اُبھار آیا

عیاں ہو کر نہاں ہو کر، نہاں ہو کر عیاں ہو کر
دکھاتا جلوۂ نیرنگ شانِ کردگار آیا

وہ آجانے وہ آجاتے نہ آنے کا سبب کیا تھا
وفاؤں پر مری شاید نہ ان کو اعتبار آیا

رہے گا عہد اس قائم کا قائم رہتی دنیا تک
نظامِ عالمِ امکاں کا لے کر اختیار آیا

جہاں میں دیدہ ور اکثر ہوئے دیدار سے فائض
مگر بے اعتباروں کو نہ ابتک اعتبار آیا

ہو ادریائے رحمت جوش زن ابرِ کرم برسا
عریضہ لے کے دریا پر اگر امید وار آیا

نہیں موقوف الفت کے مزے آنے نہ آنے پر
نہ آئے وہ اگر ابتک تو لطفِ انتظار آیا

وہ پردہ میں ہیں دل کی بیقراری کا یہ عالم ہے
دلِ بے تاب کیا ہوگا اگر وہ پردہ دار آیا

ادب سے خود بخود جھکتی چلی جاتی ہے پیشانی
زباں پر نام ان کا جب کبھی بے اختیار آیا

تقاضہ وقت کا ہے اور اختر دل بھی کہتا ہے
ظہورِ حجتِ حق ہو وہ وقتِ خوشگوار آیا

دیگر

شبِ فرقت ہے اشکباری ہے — دل ہے اور شوقِ جاں نثاری ہے
بیقراری سی بیقراری ہے — تارے گن گن کے شب گذاری ہے
الحمد لے نمودِ صبح ظہور — رات بیمارِ غم پہ بھاری ہے
آگئی آگئی وہ صبح نشاط — خرمی سی فضا میں طاری ہے
مسکرا اُٹھا لو وہ نجمِ سحر — گھر میں نرجس کے فضلِ باری ہے
ہے کوئی مہ جبیں قیامت کا — ورنہ کیوں اتنی پردہ داری ہے

آئے اور آکے وہ چلے بھی گئے — پھر وہی ہم ہیں آہ وزاری ہے
دل یہ کہتا ہے آئیں گے وہ ضرور — وعدہ عصمت کا اعتباری ہے
بے سبب ہو رہا ہے کیوں مایوس — خط کتابت تو اُن سے جاری ہے

اُن کو لکھ دے عریضہ میں اختر
آئیے وقت جاں سپاری ہے

دیگر

پھر فضا بدلی چلی بادِ نسیمِ خوشگوار
پتی پتی کی زباں پر ہے بہار آئی بہار

ہنس پڑیں کلیاں چٹک کر مسکرا اُٹھا چمن
گل کے انداز حسیں پر حُسنِ گلشن ہے نثار
غنچۂ نورس کی مٹھی میں ہے پوشیدہ چمن
گل کے آئینہ میں ہے تصویرِ گلشن آشکار

ہے عنادل کی زبانوں پر صدائے اِحمداً
کر رہی ہیں قمریاں ہر سو اَطِیعُوا کی پکار
پودے مل مل کر ادا کرتے ہیں رسمِ تہنیت
شاخیں جھک جھک کر سلامی دے رہی ہیں بار بار

سبزۂ خوابیدہ بھی جاگ اُٹھا آخر خواب سے
رہ گئی ہے چشمِ نرگس بن کے چشمِ انتظار

کون سا گل کھل گیا گلزارِ عالم میں نیا
ہو رہا ہے جس پہ یہ گلشن کا گلشن یوں نثار
برگِ گل نے خود زباں بن کر کہا صلِّ علیٰ
آ گیا وہ تا قیامت جس سے قائم ہے بہار

جانِ گلشن روحِ گل وجہِ بقائے گلستاں
زینتِ کون و مکاں زیبائشِ لیل و نہار

مشعلِ راہِ ہدایت شمعِ ایوانِ حرم
وارثِ تختِ امامت دوجہاں کا تاجدار
ابتدائے نقطۂ خلقت کا خطِ انتہا
آفتابِ نورِ اوّل کی شعاعِ نور بار

وہ امامِ عصرِ حاضر پیشوائے انبیاء
ہے جبینِ حضرتِ عیسےٰؑ کو جس کا انتظار

جس کے جلووں میں نمایاں ہے جمالِ ذوالجلال
صورتِ غیبت میں جس کی سیرتِ پروردگار
دونوں رُخ ہونے ہی تھے اس آخری تصویر میں
تھا ھُوَ الظَّاهِرُ ھُوَ الْبَاطِنُ کا آخر شاہکار

چشمِ ظاہر سے ذرا پردہ ہٹا کر دیکھیے
ہے حجابِ ابر میں بھی مہرِ روشن نور بار
آفتابِ شب شکن ہونے کو ہے اب آشکار
ہوشیار اے ظلمتِ دل چشمِ باطل ہوشیار

گوشہ گوشہ سے صدائے لافتےٰ پھر آئے گی
پھر گرے گی خرمنِ باطل پہ برقِ ذوالفقار
جاگ اُٹھیں گی فضا میں خود بخود بیداریاں
کروٹیں لینے لگے گی خوابِ غفلت بار بار

گونج اُٹھے گا زمانہ نغمۂ توحید سے
ذرّہ ذرّہ کی زباں پر ہوگا نامِ کردگار

جانتا ہوں بے سبب تاخیر آنے میں نہیں
کیا کروں اس دل سے ہوں مجبور دل ہے بیقرار
مصلحت کو یہ دلِ ناداں سمجھتا ہی نہیں
اس پہ مچلا ہے کہ ہو جائے قیامت آشکار

دل یہ کہتا ہے مجھے ہے ان کے وعدہ پر یقیں
پھر وفاؤں پر مری اُن کو نہیں کیوں اعتبار

آئیے بس آئیے ہاں اک اشارہ چاہیے
آپ کے قدموں پہ ہوں گی سیکڑوں جانیں نثار
تارے گن گن کر گذاری ہیں یہ راتیں ہجر کی
کیا عجب اخترؔ کو گر کہہ دے کوئی اختر شمار

قطعہ

دکھائے ہیں جہاں اعجاز لاکھوں — وہاں اک معجزہ یہ بھی دکھا دے
زمانہ کی ہوا احسان ہوگا — ذرا بڑھ کر نقابِ رُخ اُٹھا دے

قصیدہ

چلو آخری دورِ جام آرہا ہے — لیے رنگِ کیفِ دوام آرہا ہے
ہے رنگِ نہاں اسمیں کیفِ عیاں بھی — با وصافِ ساقی یہ جام آرہا ہے
چھپائے ہے دامانِ غیبت میں ساقی — یہ ساغر بصد اہتمام آرہا ہے
فلک پر چراغاں کرائے بدرِ کامل — امامت کا ماہِ تمام آرہا ہے
نبوت کا نائب امامت کا خاتم — محمدؐ کا قائم مقام آرہا ہے
جہالت کی اب موت سے بچ سکیں گے — قیامت کا بن کر امام آرہا ہے
جُدا ہو نہیں سکتی قرآں سے عترت — قرآں کا شریکِ دوام آرہا ہے
اِدھر بزم میں شورِ صَلِّ عَلیٰ ہے — اُدھر سے دُرود و سلام آرہا ہے
قیامت کے دامن سے دامن ملائے — سنانے خدا کا پیام آرہا ہے
شبِ قدر ہے اَمر لے کر فرشتہ — فلک سے حضورِ امام آرہا ہے
نہ ہوتا جو قائم نہ ہوتا زمانہ — زمانے کی وجہ قیام آرہا ہے
جبینِ نبوت سے عیسیٰؑ کی کہہ دو — جھکے بہرِ سجدہ امام آرہا ہے
نگاہوں سے بچ کر نگاہوں میں بس کر — بنانے زمانے کا کام آرہا ہے
جھکی جارہی ہے جبینِ ادب خود — زباں پر مری کس کا نام آرہا ہے
خراماں خراماں قیامت بداماں — باہستگیٔ تمام آرہا ہے

زمانے کی حالت یہ کہتی ہے اختر
وہ آنے کو ہے صبح و شام آرہا ہے

قصیدہ

وہ نقابِ رُخ اُٹھا کر سامنے آئے اگر
ہو گی اک برپا قیامت یہ قیامت دیکھ کر

کیوں مکاں کا ہو تجسس کیوں کہوں وہ ہیں کدھر
اُن کا آنکھوں میں ہے جلوہ اُن کا میرے دل میں گھر

ڈالیے ہاں ڈالیے چہرہ پہ زُلفیں ڈالیے
مجھ کو آتا ہے نظر بادل میں بھی نورِ قمر

تو تلاطم سے ہراساں تجھ کو طغیانی کا ڈر
ناخدا کی دے رہی ہے مجھ کو طغیانی خبر

ظلمتِ شب نے تری تاریک کر دی ہے نظر
شامِ ظلمت میں چھپی بیٹھی ہے اک روشن سحر

لوگ کہتے ہیں خدا کو، عقل میں آتا نہیں
عقل میں آجائے گا آئے گا جب قائمؑ نظر

دے رہا ہے خود قیامِ عالمِ امکاں خبر
ہے محمدؐ بھی کوئی، قائمؑ زمانہ ہے اگر

حسنِ یکتا ہے چھپالے تجھ کو وحدت کی قسم
ہاں نہ پڑ جائے کہیں اس پر نصیری کی نظر

کعبہ میں اُن کے سوا عیسیٰؑ کو کیا حقِ نماز
یہ ہیں خود اس گھر کے وارث اُن کے ہے دادا کا گھر

اللہ اللہ حسنِ نادیدہ کا دیکھو تو اثر
نام جب لیتا ہوں اُن کا خود جھکا جاتا ہے سر

سوچتا ہوں حال کیا اُن کو عریضہ میں لکھوں
جانتا ہوں ہے انھیں میری تمنّا کی خبر

یاالٰہی زندگی میں آئے اک وہ بھی سحر
اُن کی خاکِ نقشِ پا ہو، اور ہو اختؔر کا سر

دیگر

نقابِ رُخ صبا سرکا رہی ہے
نگاہِ شوق ہے اِترا رہی ہے

خدا جانے بپا ہو گیا قیامت
خبر آنے کی اُن کے آ رہی ہے

کسی معصوم کی معصوم صورت
نہیں دیکھی مگر تڑپا رہی ہے

خبر آمد کی اور آمد میں تاخیر
قیامت پر قیامت ڈھا رہی ہے

وہ آئیں گے مگر ہے بات اتنی
محبت پر مری بات آ رہی ہے

یقیناً ہے پسِ پردہ کوئی ہے
مجھے پردہ کی ضو بتلا رہی ہے

گھٹا زلفوں کی رُخ پر چھا رہی ہے
قمر بادل میں ہے بتلا رہی ہے

نہ کہنا بے سبب ہے اُن کی غیبت
وجودِ حق ہمیں سمجھا رہی ہے

دکھانے غیبتِ خالق کی تصویر
امامت لے کے غیبت آ رہی ہے

یہ کس کا نام آیا ہے زباں پر
جبیں خود آپ جھکتی جا رہی ہے

مجھے ڈر ہے کہ میری بیوفائی
رہِ اُلفت میں آڑے آ رہی ہے

خدا رکھے کسی کی جستجو کو
دلِ بے تاب کو بہلا رہی ہے

امامت کے قدم اللہ رے عظمت
نبوّت کی جبیں ٹکرا رہی ہے

خدا کا آخری پیغام بن کر
امامت تا قیامت آ رہی ہے

محبت جانے کس منزل پہ لائی
کہ منزل خود سرکتی آ رہی ہے

نہیں آنے میں اب تاخیر اخترؔ
نزاکت وقت کی بتلا رہی ہے

دیگر

شاعرِ عترت ہوں میں، جب فکر فرماتا ہوں میں
آسمانوں سے ستارے توڑ کر لاتا ہوں میں

جب تصوّر میں گلِ نرجس کو لے آتا ہوں میں
دین و دنیا کی بہاروں سے گذر جاتا ہوں میں

بے خودی میں عرش و کرسی سے نکل جاتا ہوں میں
دل میں پاتا ہوں انھیں جب ہوش میں آتا ہوں میں

کشتیِ اُمید کو طوفاں سے ٹکراتا ہوں میں
آ قیامت اُن کے لینے کے لیے جاتا ہوں میں

دُور جتنا بھی نظر کو اپنی دوڑاتا ہوں میں
چاند تاروں میں بھی اُن کی روشنی پاتا ہوں میں

جب بلاتا ہوں اُنھیں آتی ہے کچھ ایسی صدا
آ ہمارے راستہ پر پہلے تو۔ آتا ہوں میں

اُن کا دریائے کرم جب جوش میں پاتا ہوں میں
اپنے ناکردہ گناہوں سے بھی شرماتا ہوں میں

شانِ مولا کیا دکھاؤں، پہلے میری شان دیکھ
حضرتِ عیسےٰؑ کی صف میں آپ کو پاتا ہوں میں

جب تقاضوں سے دلِ ناداں کے گھبراتا ہوں میں
آرہے ہیں، آرہے ہیں کہہ کے بہلاتا ہوں میں

دیکھتے کیا مانگتا ہوں اور کیا پاتا ہوں میں
تاجدارِ دوجہاں کے در پہ اب جاتا ہوں میں

بے وفائی کا گماں ہے اس سے شرماتا ہوں میں
آ انھیں لینے تمنّا، سر بکف جاتا ہوں میں

بادشاہِ انس وجاں کے در کا ہے اختؔر گدا
تاجِ شاہی ٹھوکروں سے اپنی ٹھکراتا ہوں میں

قصیدہ

یہ کس کے دم سے ہے ارض و سما، زماں قائم
ریاضِ کون و مکان شانِ لامکاں قائم

نگاہِ جلوہ طلب کو وہ کیوں نظر آئے
ہے جبکہ پیکرِ ہستی میں مثلِ جاں قائم

جبینِ غیر یہ در در کی خاک چھانا کرے
خدا کے فضل سے اپنا ہے آستاں قائم

وجودِ حضرتِ حجت کی یہ عطا کم ہے
فقط قیام سے قائمؑ کے ہے جہاں قائم

وہ ڈوب سکتا ہے طغیانیٔ حوادث سے؟
ہو جس سفینہ کا دنیا میں بادباں قائم

قیامِ قائمِ حجتؑ سے ہے جہاں قائم
قیامِ مسجد و محراب ہے اذاں قائم

قرآن کی ہے حفاظت کا وعدۂ قدرت
رہے گا حشر تلک حافظِ قرآں قائم

ہمیں خطر نہیں دنیا کے قافلے بھٹکیں
ہمارا شکر ہے، ہے میرِ کارواں قائم

ہوئے بتمام حیاتِ ملل کے افسانے
ہماری زیست کی اب تک ہے داستاں قائم

چلے زمانہ میں بادِ سموم فکر نہیں
خدا کے فضل سے اپنا ہے باغباں قائم

زمانہ والو زمانہ پہ ناز ہے بے جا
زمانہ میرا ہے، ہے صاحبِ زماں قائم

کوئی حسین ہے مسند نشینِ بزمِ جہاں
کہ جس کے دم سے ہے یہ زینتِ جہاں قائم

ہماری نظروں سے اختر عیاں نہاں ہو کر
صفات و ذاتِ الٰہی کا ہے نشاں قائم

قطعات:

لولاک سے گر مقصد تھے صرف محمدؐ ہی
جب وہ نہ رہے آخر دنیا بھی نہ رہ جاتی
رہ جانے سے دنیا کے معلوم ہوا اختر
ہے کوئی محمدؐ سا دنیا میں ابھی باقی

لوگ کہتے ہیں کہ دیوانوں کے افسانے ہیں
جس کو دیکھا نہیں اُس شمع کے پروانے ہیں
کوئی سمجھائے کہ موجود ہے ساقی بھی ضرور
جب کہ مے خانہ ہے ترتیب سے پیمانے ہیں

قصیدہ

در منقبت جناب زینب سلام اللہ علیہا

فاطمہؑ کا جواب ہیں زینبؑ
بخدا لاجواب ہیں زینبؑ

تم نے جانا نہیں زمیں والو
دخترِ بوتراب ہیں زینبؑ

رکھ لی دنیا میں عزّتِ اسلام
ایسی عزت مآب ہیں زینبؑ

دینِ حق کی بقا امام حسینؑ
دینِ حق کا شباب ہیں زینبؑ

اتنی تبلیغ دینِ حق کے لیے
کیا رسالتمآب ہیں زینبؑ

زین اب فاطمہؑ کے گلشن ہیں
گل ہے بھائی گلاب ہیں زینبؑ

خود امامت کرے سوالِ دعا
کتنی عالیجناب ہیں زینبؑ

شام میں دیکھتا ضیا پاشی
شامیو! ماہتاب ہیں زینبؑ

ایک دل اور الم بہتّر کے
درد و غم کی کتاب ہیں زینبؑ

بھائی کی مثل، کربلا کے لیے
از خدا انتخاب ہیں زینبؑ

آج دربار شام میں ہیں علیؑ
کر رہی یا خطاب ہیں زینبؑ

اللہ اللہ یہ سکون و وقار
گرچہ پُر اضطراب ہیں زینبؑ

یا الٰہی ہو شام دنیا میں
شام ہے بے نقاب ہیں زینبؑ

نوکِ نیزہ پہ گویا تھی جو کتاب
اسی قرآں کا باب ہیں زینبؑ

شام کو دینے پھر نشانِ سحر
شام میں محوِ خواب ہیں زینبؑ

درسِ عزم و وفا کی منزل میں
اک مکمل نصاب ہیں زینبؑ

رُخ ہواؤں کی شام کا پلٹا
محشرِ انقلاب ہیں زینبؑ

ماں بھی بھائی بھی باپ بھی معصوم
کتنی عصمت مآب ہیں زینبؑ

کرم اختر پہ ہو برائے حسینؑ
غمِ دل بے حساب ہیں زینبؑ

قطعات

بنتِ بتولؑ فاتحِ میدانِ کربلا
اختر تمہارے خطبۂ شاہانہ پر فدا
بپھری ہوئی تھی بیٹی شہِ مشرقین کی
اعلان کر رہی تھی ظفر کا حسینؑ کی

کم نہ تھیں زہراؑ سے زینبؑ منزلِ توقیر میں
چاند تارے جڑ دیئے اِسلام کی تقدیر میں

ہر قدم تھا اللہ اللہ شانِ عصمت کا ثبوت
بطنِ زہراؑ میں تھیں شاید چادرِ تطہیر میں

جنگِ شریکۃ الحسینؑ

از کربلا...... تا...... شام

٭

جنگ میں مشغول تھے زخمی امامؑ — کچھ خیال آیا مُڑے سوئے خیام
دیکھا فرشِ غم پہ بیٹھا ہے نڈھال — یوں ہوئے زینبؑ سے مولا ہم کلام
لو بہن زینبؑ سدھارو الوداع — قافلہ کی اب ہمارے تم امام
کربلا کی جنگ جیتی بھائی نے — جیتنی ہے اے بہن اب جنگِ شام
کربلا سے ننگے سر زینبؑ چلیں — ہاتھ میں قیدی بھتیجے کے زمام
آئیں پہلے لاشۂ شبیرؑ پر — اور کہا زینبؑ چلی بھائی سلام
پاس سے سر نے کہا زینبؑ چلو — ہم بھی دیکھیں گے تمہاری فتحِ شام
آگے آگے بھائی کا سر اشکبار — قافلہ بچوں کا پیچھے تشنہ کام
کوفہ کے بازار سے شہزادیاں — پہونچیں دربارِ زیادِ بدلگام

بولا دیکھا کچھ نتیجہ جنگ کا
بولیں زینبؑ دیکھ تو اب بدلگام

جراتِ زینبؑ سے گھبرا کر کہا — قافلہ لے جاؤ اب یہ جلد شام
جیت لی زینبؑ نے جب کوفہ کی جنگ — چل پڑی بنتِ علیؑ پھر سوئے شام
راہ میں منزل بہ منزل دیکھ کر — ہوتی تھیں مجمع سے زینبؑ ہم کلام
پوچھتے تھے کون ہیں یہ بیبیاں — کہتا تھا لشکر کنیزیں ہیں تمام
روک کر ناقہ کو فرماتی تھیں یہ — سُن لو ہم ہیں عترتِ خیر الانام

باپ میرا ہے علیؑ ماں فاطمہؑ
بھائی ہے میرا حسینؑ تشنہ کام

میں محمدؐ کی نواسی ہوں سُنو!
بھائی کو مارا ہے میرے تشنہ کام

سر کھُلے آلِ نبیؐ تشہیر ہو
اور تم دیکھو، ہے حیرت کا مقام

شور ہر منزل پہ تھا ہائے حسینؑ
اور بھڑک اُٹھا تھا جوشِ انتقام

راستے کاٹے گئے بدلے گئے
آئی لشکر کو نظر ہر صبح شام

وارثِ خیبر شکن بڑھتی گئی
سامنے آیا نظر دربارِ شام

سر کھلا ہونٹوں پہ تھا پیغامِ حق
تیغ تھی حیدرؑ کی گویا بے نیام

شرم سے تھی بنتِ زہراؑ آب آب
رہ گیا تھا تختِ شاہی چند گام

جا پڑی بھائی کے چہرہ پر نظر
اور کہا بھائی ہے یہ مشکل مقام

آئی ایک آواز منزل آ گئی
ہے ابھی زینبؑ شہادت ناتمام

یا علیؑ کہہ کر بڑھی بنتِ علیؑ
تھے ہزاروں کرسیوں پر خاص و عام

تخت پر بیٹھا تھا ابنِ معاویہ
سامنے رکھا تھا جامِ لالہ فام

ہاتھ میں تھی اس شقی کے ایک چھڑی
چومتی تھی چوب دندانِ امامؑ

دیکھ کر زینبؑ نے چلا کر کہا
اے گنہگارِ ازل مخمورِ جام

کر رہا ہے جس سے تو گستاخیاں
چومتے تھے ان کو خود خیر الانام

یہ مسلماں ہے نبیؐ کا خون ہے
تو اگر کہتا نہیں ان کو امام

کیا کہے گا روزِ محشر اے یزید
جب کہیں گے سیدِ عالی مقام

قتل تو نے کر دیا میرا حسینؑ
کیوں نہ ہو دوزخ میں اب تیرا مقام

ہل گیا قصرِ یزیدی ہل گیا
ضربتِ حیدرؑ تھی زینبؑ کا کلام

توڑ کر دیوار و در ایوان کے
خانۂ شاہی میں پہونچا یہ پیام
پیٹتی سر، سر برہنہ آگئی
اُس بھرے مجمع میں ہندِ نیک نام
بولا ہندہ سے لعینِ بدحواس
تجھ کو شاہی کا نہیں کچھ احترام
بولی ہندہ ننگے سر ہوں کیا ہوا
ننگے سر ہے دخترِ خیر الانام
رو دیا دربار یہ سُن کر کلام
کر گئی زینبؑ کی ضربت اپنا کام
واں جلے تھے خیمۂ آلِ نبیؐ
جل گئے مردہ دلوں کے یاں خیام
زلزلہ سا اک فضاؤں میں ہوا
ہل گیا نخوت کدہ دربارِ عام
کر کے زندہ مردۂ احساس کو
فتح کر لی حضرتِ زینبؑ نے شام
یوں ہوئیں پھر لب کشا سوئے فلک
اے خدائے مہربان و ذوالکرام
شکر ہے تیرا کہ موقع دے دیا
ورنہ زینبؑ اور کہاں دربارِ شام
اللہ اللہ عزّ و شانِ زینبؑ عالی مقام
فاتحانہ شان سے ہے شام میں اب تک مقام
یوں کیا سر شام کا یہ معرکہ
آج بھی قبضہ میں ہے زینبؑ کے شام

اب ہوا معلوم اختر راز یہ
ساتھ لائے تھے بہن کو کیوں امامؑ

قطعات

درمنقبت قمرِ بنی ہاشم ابوالفضل العبّاس علمدار علیہ السّلام

عباسؑ علمدار وفاؤں کی ہیں تصویر
بگڑی ہوئی اس نام سے بن جاتی ہے تقدیر
اے شہ کے وفادارو ! وفادار سے مانگو
دنیا نہیں جنّت کی بھی مل جائیگی جاگیر

اللہ اللہ شانِ والائے علمدارِ حسینؑ
ناز ہے تجھ پر وفا کو اے وفادارِ حسینؑ
کربلا کا معرکہ تیری بدولت سر ہوا
مرحبا صد مرحبا اے روحِ پیکارِ حسینؑ

بہادر بات کی خاطر ہمیشہ جان کھوتا ہے
مگر ایسا بھی دنیا میں دلاور کوئی ہوتا ہے
قیامت کا کیا تھا نہر پر عباسؑ نے قبضہ
ترائی میں پڑا اب تک علیؑ کا شیر سوتا ہے

دلِ عباسؑ مئے عشق کا میخانہ تھا
ہر قدم راہِ شجاعت میں دلیرانہ تھا
کوئی دنیا میں ہوا ایسا نہ شیدائے حسینؑ
ایک ہی شمع تھی بس ایک ہی پروانہ تھا

کبھی جرأت نے یہ جرّار نہ دیکھا ہوگا
اے وفا ایسا وفادار نہ دیکھا ہوگا
ہاتھ دونوں ہوں قلم رہ جائے علم پھر بھی علم
ایسا دنیا نے علمدار نہ دیکھا ہوگا

دو شیر کیے خلق میں قدرت نے آشکار
اک شیرِ خدا اک پسرِ شیرِ کردگار
اک شیر کو ٹھہرایا نبوّت کا نگہدار
اک شیر امامت کا بنا آکے مددگار
دے دی گئی اک شیر کو خوش ہو کے خدائی
اک شیر پیاسا تھا عطا کردی ترائی

حیدرؑ کی دعاؤں کا اثر آتا ہے — کاشانۂ حیدرؑ میں قمر آتا ہے
کون آگیا یہ شیرِ خدا کے گھر میں — یہ شیر تو عباسؑ نظر آتا ہے

ہو سکتا تھا کب ان کا کوئی مثل و نظیر
عباسؑ تھے حیدرؑ کی دعا کی تاثیر
کھینچی تھی مصوّر نے یدِ قدرت سے
قرطاس شجاعت پہ وفا کی تصویر

شہید راہِ وفا روحِ کربلا عباسؑ
دعائے شیرِ الٰہی کے مدّعا عباسؑ
ہے میرا ذمّہ نہ ہل جائیں گر زمین و زماں
ذرا پکڑ کے علم کہہ تو دیکھ یا عبّاسؑ

مدد اے ابن حیدرؑ جنگ پر تیار ہے دنیا
بچا لو دوستوں کو دشمنانِ دین کے شر سے
ولادت کی خوشی ہے طالبِ انعام آئے ہیں
نہیں جانے کے خالی ہاتھ ہم سرکار کے در سے

اگر شیرِ خدا کے شیر کو اذنِ وغا ملتا
یزیدی تمکنت مٹتی بنائے سلطنت ہلتی
زمینِ کربلا کیا شام کا نقشہ بدل جاتا
حدودِ شام مٹ کر سرحدِ دوزخ سے جا ملتی

قصیدہ

در منقبت جناب عباسؑ علمدار علیہ السّلام

قسم وفا کی وفا کے امام ہیں عباسؑ
مقامِ رفق میں عالی مقام ہیں عباسؑ
زبانِ شوق پہ ہر صبح شام ہیں عباسؑ
دلوں میں اہلِ وفا کے مدام ہیں عباسؑ

شرف میں کم نہیں ابنِ امام ہیں عباسؑ
مگر حسینؑ کے پھر بھی غلام ہیں عباسؑ

خدا کو ناز ہے اللہ رے شرف اُن کا
معینِ راکبِ خیر الانام ہیں عباسؑ

اگر یہ ہوتے تو ہوتے کساء میں بھی ہمراہ
قدم قدم پہ شریکِ امامؑ ہیں عباسؑ

وفا نہ ڈھونڈ زمانہ میں اب وفا کیسی
وفا ہے ختم وفائے تمام ہیں عباسؑ

رسولؐ زادہ نہیں گر، علیؑ کے بیٹے ہیں
ولی کے ورثہ کے قائم مقام ہیں عباسؑ

شجاعتوں میں کبھی حق کی حق گزاری میں
علیؑ کبھی، کبھی خیر الانام ہیں عباسؑ

وفورِ شرم سے کاہیدہ ماہِ کامل ہے
وہ فخرِ ہاشمی ماہ تمام ہیں عباسؑ

قدم قدم پہ رضائے امامؑ پیشِ نظر
ہجومِ غم ہے مگر شاد کام ہیں عباسؑ

ثبات و عزم و وفا بڑھ کے سب قدم چومیں
فرات میں ہیں قدم، تشنہ کام ہیں عباسؑ

کرے گا ناز سدا منصبِ علمداری
سپاہِ کرب و بلا کے امام ہیں عباسؑ

کٹے جو ہاتھ علم پھر بھی سربلند رہے
مجاہدوں کو پیامِ دوام ہیں عباسؑ

رہے گا حشر تک نہرِ فرات پر قبضہ
خدا کے شیر کے قائم مقام ہیں عباسؑ

جو مانگنا ہو علیؑ سے وہ مانگیے ان سے
علیؑ کے گھر کے مدار المہام ہیں عباسؑ

فرشتے کرتے ہیں سجدہ اس آستانہ پر
ادب سے آ، کہ ذو الاحترام ہیں عباسؑ

یہ صبر و ضبط یہ ہمت یہ جذبۂ ایثار
فرات قبضہ میں اور تشنہ کام ہیں عباسؑ

قدم قدم پہ امامت کے ساتھ ساتھ رہے
نہیں امام شریکِ امام ہیں عباسؑ

فقیر اخترِ بیکس پہ ہو کرم غازی
امیر آپ کے در کے غلام ہیں عباسؑ

دیگر

جلو میں مہر کے ضَو بن کے ہیں عیاں عباسؑ
جہاں حسینؑ ہیں، موجود ہیں وہاں عباسؑ

وفا کی شان محبت کا ہیں نشاں عباسؑ
نمازِ عشق کی لاریب ہیں اَذان عباسؑ

زمینِ کرب و بلا تیری قتل گاہوں میں
وفا کا دینے کو آئے ہیں امتحاں عباسؑ

وہ رُعب و دبدبہ اللہ رے وقار و جلال
صفیں صفوں پہ گریں کہہ دیا جہاں عباسؑ

مدد کے واسطے اب تک یہ ان کا عالم ہے
جہاں حسینؑ کہا آ گئے وہاں عباسؑ

غضب تو یہ ہے کہ اذنِ جہاد ہی نہ ملا
دکھاتے آنکھوں کو خیبر کی داستاں عباسؑ

جو دیکھ لیتے نہ رہتا کوئی گلا سا نم
گلوئے اصغرِؑ بے شیر بے زباں عباسؑ

تمہارے ساتھ ہوئی ختم العطش کی صدا
نہ آئی کانوں میں بچوں کی پھر فغاں عباسؑ

یقین ہو گیا بے چادری کا زینبؑ کو
ردا بھی سر سے گری جب گرا نشاں عباسؑ
اگر حسینؑ ہیں مہتاب، کہکشاں عباسؑ
زمینِ عزّ و شرف کے ہیں آسماں عباسؑ

علیؑ کے شیر کا شیرِ خدا ہی ذکر کریں
زبان اخترِ محزوں کہاں کہاں عباسؑ

دیگر

عباسؑ نامدار شجاعت کی کان تھے
الفت کی سرزمیں پہ وفا کا نشان تھے
جعفر کی آن حیدرِؑ صفدر کی شان تھے
گو خود نہ تھے امام امامت کی جان تھے

یہ کم شرف تھا ان پہ شرافت نثار تھی
عباسؑ کی وفا پہ امامت نثار تھی

جز مصطفےٰ کسی کو یہ بھائی ملا بھی ہے
اب تک کسی نے بھائی کو آقا کہا بھی ہے
بن کر غلام بھائی کا بھائی رہا بھی ہے
دنیا میں ایسا بھائی کوئی باوفا بھی ہے
آقا کہا علیؑ نے رسالت مآبؐ کو
عباسؑ نے کہا پسرِ بوتراب کو

اسلام پہ جب وقت بُرا کوئی بھی آیا
احمدؐ نے علمداری کو حیدرؑ کو بُلایا
ہونے کو تھا اسلام کا دنیا سے صفایا
شبیرؑ نے بھائی کو علمدار بنایا
لے لے کے علمدار علم جھوم رہا تھا
عباسؑ کے ہاتھوں کو علم چوم رہا تھا

غازی نے علم لے لیا اور حق کی ثنا کی
شبیرؑ کے بچوں کی دعا پیشِ خدا کی
چلتے ہوئے شبیرؑ نے خالق سے دعا کی
مقبول ہو یارب یہ مری نذر وفا کی
عباسؑ نے قدموں کی طرف سر جو جھکایا
قرآن نے خود جھک کے حمائل کو اٹھایا

کرار کے اس شیر کو جب مِل چکا رایت
دیکھا کہ ہے اب جوش میں دریائے امامت
پھر جوڑ کے ہاتھوں کو کہا رن کی اجازت
آقا نے کہا کس طرح کر دوں تمہیں رُخصت
زینبؑ کا سہارا ہو، ہو بابا کی نشانی
لانا ہے سکینہؑ کے لیے نہر سے پانی

پانی بنا غازی کی شہادت کا بہانا
سوچے کہیں دنیا نہ کہے حکم نہ مانا
لی مشک سکینہؑ کی ہوئے رن کو روانہ
کٹوا دیئے بازو کہ نہ ہو مشک نشانہ
ورنہ درِ کوفہ نہیں یہ شام نہ ہوتا
اور قصرِ یزیدی کا کہیں نام نہ ہوتا

ادا

قطعہ

ہو سکتا تھا کب ان کا کوئی مثل و نظیر
عباسؑ تھے حیدرؑ کی دعا کی تاثیر
کھینچی تھی مصوّر نے یدِ قدرت سے
قرطاسِ شجاعت پہ وفا کی تصویر

قصیدہ

خانۂ شیرِ خدا میں کون آیا یا خدا
جانبِ کعبہ سے آتی ہے صدائے مرحبا

دیکھ کر اُم البنین کی گود میں روشن قمر
چومنے رُخسار کو مہرِ امامت خود بڑھا

کان میں بچہ کے جب شبیرؑ کی آئی صدا
یا حسینؑ ابنِ علیؑ کہہ کر کیا آنکھوں کو وا

دیکھ کر اُم البنین نے یہ وفا کا معجزہ
فاطمہؑ کے لعل کو بیٹا غلامی میں دیا

شش جہت سے آرہا تھا نعرۂ صلِ علیٰ
شاد تھے شبیرؑ و شبرؑ شاد تھے شیرِ خدا

گود میں اُم البنین کے تھی یہ تصویرِ وفا
یا شجاعت بن کے آئی تھی دعائے مرتضےٰؑ

اللہ اللہ عزّ و شانِ نورِ چشمِ مرتضےٰؑ
سب فضائل تھے اماموں کے امامت کے سوا

وارثِ نادِ علیؑ اے حصّہ دارِ لافتیٰ
کُلِ ایماں تھے اگر وہ آپ ہیں کُلِ وفا

زندگی سے آپ کی زندہ ہے دنیا میں وفا
دم قدم سے آپ کے اسلام کا ڈنکا بجا

جرأتِ عباسؑ پر غالب تھا آدابِ وفا
ورنہ ہوتی اور ہی کچھ داستانِ کربلا
شام کیا قصرِ یزیدی کا نہ ملتا کچھ پتہ
ضیغمِ شیرِ خدا کو مِلتا گر اذنِ وغا

فکر کیا دنیا کی اخترؔ کیا غمِ روزِ جزا
خانۂ مشکل کُشا میں آگیا مشکل کُشا

قطعات

شہیدِ راہِ خدا روحِ کربلا عبّاسؑ
دعائے شیرِ الٰہی کے مدّعا عبّاسؑ
ہے میرا ذمّہ نہ ہل جائیں گر زمین و زماں
ذرا پکڑ کے علَم کہہ تو دیکھ یا عبّاسؑ

دیگر

کیوں شکایت ہے ہمیں دل کی مرادیں نہ ملیں
ہم نے عباسؑ کا ہر شام و سحر نام لیا
اپنی مرضی کے طلب گار ذرا یہ تو بتا
تو نے عبّاسؑ کی مرضی کا بھی کچھ کام کیا

قطعات

در منقبت محافظِ نبوت ابوطالب جناب عمران علیہ السّلام

زمانہ میں ہوئے اکثر ہیں غالب
مگر کل پر کوئی غالب نہیں ہے
ہوئے ہیں اور ہوں گے حق کے طالب
مگر کوئی ابوطالب نہیں ہے

ایمانِ محمدؐ ہے ایمانِ ابوطالب
فرمانِ محمدؐ ہے فرمانِ ابوطالب
رہبر کے یہ محسن ہیں ہادی کے مربی ہیں
ہے راہِ ہدایت پر احسان ابوطالب

آلِ فرعون کو موسیٰؑ کی حمایت میں خدا
اپنے قرآن میں ایماں کی سند کر دے عطا
جس نے تا زیست محمدؐ کی حفاظت کی ہو
اس کو سمجھو نہ مسلماں تو مسلماں ہو گیا

تم نہ مانو گر ابوطالب کی بات
شوق سے کہتے رہو تم دن کو رات
بن گیا ہو جو محمدؐ کی حیات
ہے نظر میں اپنی فخرِ کائنات

ہم محافظ ہیں محمدؐ کے کہے خود یہ خدا
اور حفاظت کرے تازلیست محمدؐ کا چچا
فعل کو جس کے خدا فعل بتائے اپنا
اس کے ایمان میں اور شک ہو عیاذاً باللہ

وہ شہرِ علم ہو یا علم کا در | ہیں تنویریں ابوطالبؑ کے در کی
نبوت ہو کہ ہو اس میں امامت | ہیں تصویریں ابوطالبؑ کے گھر کی

محمدؐ کو اگر خطرہ کبھی دشمن کا ہوتا تھا
ابوطالبؑ کا بیٹا بسترِ احمدؐ پہ سوتا تھا
ابوطالبؑ کا ایماں کربلا بتلائے گی تجھ کو
بچایا جس نے ایماں وہ ابوطالبؑ کا پوتا تھا

کیوں ابوطالبؑ کے ایماں پر ہے شک
جب رسالت کے محافظ آپ تھے
تو ابوطالبؑ کے ایماں کو نہ چھیڑ
کلِ ایماں کے بھی وہ تو باپ تھے

نبیؐ کے قتل کا ساماں نہ ہوتا | ابوطالبؑ اگر دنیا میں ہوتے
نبیؐ کا تذکرہ بھی یاں نہ ہوتا | علیؑ گر آج بستر پہ نہ سوتے

فرق مسلم و فرق ابوطالب
جانتے ہیں یہ جاننے والے
یہ ہیں احمدؐ کے ماننے والے
وہ تھے احمدؐ کے پالنے والے

قطعات عید نوروز

یہ ہے نوروز کی معجز نمائی | خزاں کے ظلم سے بخشی رہائی
گئے گلشن سے خاشاک و خس و خار | گلِ ایماں کی پھر مسند بچھائی

خدا کا شکر کہ وا آج حق کا باب ہوا
پھر انتخابِ رسالت کا انتخاب ہوا
نفاق و منکر و خائن گئے زمانے سے
طلوع حق و صداقت کا آفتاب ہوا

قصیدہ

در شانِ جناب ابوطالبؑ

کیا کم ہے اگر سوچو یہ شانِ ابوطالبؑ
گہوارۂ رحمت ہے دامانِ ابوطالبؑ

قربان محمدؐ ہو جب جانِ ابوطالبؑ
پھر کیوں نہ دو عالم ہوں قربانِ ابوطالبؑ

بس ایک نبوّت ہے یا گھر میں امامت ہے
اور اس کے سوا کیا ہے سامانِ ابوطالبؑ

صورت میں محمدؐ کی دنیا کو نظر آئے
تشکیل اگر پائے ایمانِ ابوطالبؑ

مسجد میں اذانیں یا اعلانِ رسالت ہو
ہے پردہ بہ پردہ یہ اعلانِ ابوطالبؑ

اب حشر کی منزل تک اس گھر کا ہی رہبر ہے
ہے صبحِ قیامت تک احسانِ ابوطالبؑ

خلوت سے نکل آیا امدادِ رسالت کو
تصویرِ علیؑ بن کر ارمانِ ابوطالبؑ

جو چاہو کرو بیٹا ہم تیرے محافظ ہیں *
اللہ رے محمدؐ پر ایقانِ ابوطالبؑ *

* وَالشمس کے سورہ کی ہر روز تلاوت ہے *
* صورت ہے محمدؐ کی قرآن ابوطالبؑ *

* اے شعبِ ابوطالبؑ حرف آئے نہ وعدہ پر
* ہے تجھ سے بھی محکم تر پیمانِ ابوطالبؑ

* گُل آج بھی باقی ہے گلزارِ امامت کا *
* سرسبز ابھی تک ہے بُستانِ ابوطالبؑ *

کافر ابوطالبؑ کو کافر نہ کہیں کیوں کر *
ہے کُفر کے سینہ میں پیکانِ ابوطالبؑ *

* واجب ہے مسلماں پر فرمان رسالت کا *
* واجب ہے رسالت پر فرمانِ ابوطالبؑ *

* احمدؐ کے مربّی کو توصیف کو اے اختر
* الفاظ نہیں ملتے شایانِ ابوطالبؑ

قطعہ

مکاں ہوتا مکیں ہوتے نہ یہ ارض و سما ہوتا
محمدؐ گر نہ ہوتے پھر بھلا نامِ خدا ہوتا
محمدؐ کی بقا کے تھے فقط ضامن ابوطالبؑ
نہ ہوتے گر ابوطالبؑ خدا معلوم کیا ہوتا

متفرقات

در شانِ آئمہ اطہار علیہم السّلام

اس کا کرم عدم کو حقیقت بنا دیا
دنیا بنا کے خاک کو جنّت بنا دیا
تخلیقِ انبیاء سے جہانِ وجود کو
رحمت سے اپنی بزمِ شریعت بنا دیا
خاصانِ حق کو چند کرشمے صفات کے
دے دے کے سب کو صاحبِ قدرت بنا دیا
نورِ نبیؐ تھا حاصلِ تخلیقِ کائنات
مقصودِ کائنات کو رحمت بنا دیا
کرنا تھا اس پہ اپنی نبوّت کا خاتمہ
لفظ نبی بدل کے امامت بنا دیا
بنتِ نبیؐ کا کر کے امامت سے اتصال
پھر ورثہ دارِ شانِ نبوّت بنا دیا
باطل کے معرکوں سے تھا اسلام مضطرب
حیدرؑ کو کردگارِ شجاعت بنا دیا

کرنا تھا راہِ طبقۂ نسواں کو استوار
زہرا کو اک نمونۂ عصمت بنا دیا

دنیائے دیں میں خون کا دریا تھا موجزن
صلح حسن کو دیں کی حفاظت بنا دیا

حق کی رگِ حیات پہ نشتر تھا کفر کا
شبیر کو خدائے شہادت بنا دیا

تسبیح مٹ رہی تھی جہانِ شہود سے
عابد کو سجدہ گاہ عبادت بنا دیا

تصویر علم جہل کے پردہ میں تھی نہاں
باقر کو ایک مشعلِ حکمت بنا دیا

صدق و صفا کی راہ سے بھٹکی ہوئی تھی خلق
صادق کو اپنے راہ صداقت بنا دیا

چلنے لگیں جو ظلم و تشدد کی آندھیاں
کاظم کو عکسِ سبطِ رسالت بنا دیا

دورِ رضا میں ظلم کی کچھ بدلیاں چھٹیں
حضرت کو آفتابِ ہدایت بنا دیا

جود و سخا کو دیکھ کے جوادِ عصر کے
دستِ تقی کو کانِ سخاوت بنا دیا

کرکے عطا کرامت و اعجازِ انبیاء
قلبِ نقی کو عینِ نقاوت بنا دیا

تھی صُلبِ عسکریؑ میں بقاو دوامِ دیں
دے کر شرف امینِ بشارت بنادیا
جب دے چکا صفات جمال وجلال سب
ہر اک ولی کو صاحبِ عظمت بنادیا
غیبت کا ایک وصف رہا تھا خدا کے پاس
مہدیؑ کو وہ بھی دے کے قیامت بنادیا
اختر پہ یہ کرم کیا اللہ رے کرم
مداحِ اہلِ بیتؑ رسالت بنادیا

* * *

سلام

سجاؤ اہلِ ایماں دل کی محفل پر نئے سر سے
خدا کی حمد سے نعتِ پیمبرؐ، ذکرِ حیدرؑ سے
مئے حبِّ علیؑ پیتا ہوں میں دستِ پیمبرؐ سے
غدیرِ خم میں جو واجب ہوئی تھی حکمِ داور سے
چلے وہ دورِ جامِ حبِّ حیدرؑ آج متوالو
کہ محفل گونج اُٹھے نعرۂ اللہ اکبر سے
وہ مے ہو جھوم اُٹھے جس سے میخانہ کا میخانہ
صدا تکبیر کی آنے لگے لبہائے ساغر سے

وصیٔ مصطفےٰ برحق علیؑ مرتضےٰ تم ہو
صدا یہ آرہی ہے آج تک اللہ کے گھر سے

پرِ جبرئیلؑ سے لا سیف کی آواز آتی ہے
صدائیں لا فتےٰ کی آرہی ہیں صاف خیبر سے

علیؑ کا مرتبہ ہم سے نہ پوچھو پوچھنے والو
خدا سے پوچھیے یا پوچھیے اس کے پیمبرؐ سے

رضائے حق کے مالک جانشینِ مصطفےٰؐ تم ہو
شبِ ہجرت صدا آتی تھی یہ احمدؐ کے بستر سے

شبِ معراج میں باتیں خدا جانے ہوئیں کس سے
میں کہتا ہوں خدا سے اور نبیؐ کہتے ہیں حیدرؑ سے

شجاعت کے صداقت کے عبادت کے شہادت کے
وفاداری کے جوہر سیکھ لے دنیا بہتّرؑ سے

نہیں گر بوسہ گاہِ مصطفےٰؐ تو پھر سبب کیا ہے
یہ کیوں رُک رُک کے چلتا ہے کوئی پوچھے تو خنجر سے

گلے پر تیر کھا کے جس کے بچے مُسکراتے ہوں
شجاعت کا سبق دنیا اگر سیکھے تو اُس گھر سے

سُنو اولاد والو پر ذرا دل تھام کر سُننا
حسینؑ ابن علیؑ کچھ کہہ رہے ہیں قبر اصغرؑ سے

پڑے ہیں غش میں عابدؑ بے خبر للہ یہ کہہ دو
کہ حضرت باخبر رہنا ذرا زینبؑ کی چادر سے

فلک اندھیرے جس کا جنازہ رات کو نکلے
سرِ بازار ہو محروم دختر اُس کی چادر سے
مسلمانو خدا کے واسطے انصاف سے کہنا
پیمبر سے ہو اُلفت دشمنی سبطِ پیمبر سے
خدا کے راستہ میں جان دے کر کربلا والو
کیا اسلام زندہ کربلا میں پھر نئے سر سے
غریبِ بے نوا اختر کی اب قسمت بدل ڈالو
بہت تنگ آگیا مولا میں اب اپنے مقدر سے

سلام دیگر

مجرئی شانِ خدا ہے شانِ حیدر دیکھیے
بن گئے نفسِ خدا اللہ اکبر دیکھیے
دستِ حیدر دیکھیے شمشیرِ صفدر دیکھیے
بابِ خیبر دیکھیے جبرئیل کے پر دیکھیے
دیکھی معراجِ نبی معراجِ حیدر دیکھیے
پائے حیدر دیکھیے دوشِ پیمبر دیکھیے
وہ چلیں بنتِ اسدِ حق کی طلب پر دیکھیے
ہو گیا دیوار میں کعبہ کی وہ در دیکھیے

ایسی دختر کے لیے جو خانۂ احمدؐ میں ہو
خانۂ حق میں ہو پیدا ایسا شوہر دیکھیے

وقت آخر حُر کا سر اور زانوئے سبط رسولؐ
بگڑی قسمت بن گئی حُر کا مقدر دیکھیے

کر گیا سجدہ کے قابل کربلا کی خاک کو
ایک سجدہ کربلا کا زیرِ خنجر دیکھیے

چادرِ تطہیر حق بھجوائے جس کے واسطے
ننگے سر دربار میں ہو اُس کی دختر دیکھیے

کیوں نہ برہم ہو گیا آخر نظام کائنات
حلق اصغرؑ دیکھیے تیرِ سہ پیکر دیکھیے

جب نکالی سینۂ اکبرؑ سے برچھی کی اَنی
صبرِ ابراہیمؑ بولا صبرِ سرور دیکھیے

دیکھیے ہوتی ہے کب دربارِ مولیٰ سے طلب
کب چمکتا ہے ستارہ اپنا اخترؔ دیکھیے

قطعہ در شان امام حسین علیہ السّلام

خوابِ غفلت سے زمانہ کو جگانے والے
پھر سے اسلام کو اسلام بنانے والے
ہم کو دوزخ سے بچائیں گی نمازیں بیشک
تیرے قربان نمازوں کو بچانے والے

سلام

شانِ مولودِ حرم اللہ اکبر دیکھنا
جھک رہے ہیں سمتِ کعبہ آج بھی سر دیکھنا

سمتِ کعبہ کون آیا بندہ پرور دیکھنا
کیوں ہوا جاتا ہے یہ دیوار میں در دیکھنا

دیکھنا ہو اپنا مولا گر مسلمانو! کبھی
دستِ پیغمبرؐ غدیرِ خم پہ جا کر دیکھنا

ہو نصیری کا خدا اگر بندہ پرور دیکھنا
چھوڑ کر بندوں کا گھر اللہ کا گھر دیکھنا

کہہ رہا ہے یہ پرِ جبرئیلؑ خود ہو کر قلم
میں لکھوں گا داستانِ زورِ حیدرؑ دیکھنا

کہہ رہا ہے ڈوبتا سورج اُبھر کر بار بار
ہے بڑی سب سے عبادت روئے حیدرؑ دیکھنا

پی تو لے پہلے ولائے ساقیٔ کوثر کا جام
خود چلا آئے گا اُٹھ کر جامِ کوثر دیکھنا

ہاں بچھا دے طاہرہ ان پاک ہاتھوں سے ردا
خود سمٹ آئے گی عصمت زیرِ چادر دیکھنا

وارثِ تطہیر کو ظالم کھلے سر دیکھنا
کیا دکھائے گا خدا یہ روزِ محشر دیکھنا

جس نگاہِ لطف سے آقا کیا تھا فیضیاب
ان نگاہوں سے ذرا پھر سوئے اختؔر دیکھنا

سلام دیگر

ہوا جو کعبہ میں اس کا جواب کیا ہوگا
خدا ہی جانے وہ عالی جناب کیا ہوگا

تمام خلق ہیں مخلوق جب ترابی ہے
تمہیں بتاؤ کہ پھر بوتراب کیا ہوگا

بغیر رائے خدا و بغیر رائے رسولؐ
کبھی یہ سوچا ہے وہ انتخاب کیا ہوگا

مہد ہے کلّہ اژدر ہے، دستِ حیدرؑ ہے
یہ طفلی جس کی ہو اس کا شباب کیا ہوگا

وہ اُنگلیاں جو اٹھا لائیں ڈوبتا سورج
پھر ان کے واسطے خیبر کا باب کیا ہوگا

وہ جس کی ضرب ہی ثقلین کی عبادت ہو
عبادتوں کا پھر اس کی ثواب کیا ہوگا

خدا کے گھر میں ہو مُہرِ رسولؐ پر بنیاد
بلند اس سے کوئی اور باب کیا ہوگا

زمانہ جس کے وصی کا جواب لا نہ سکا
تو پھر جوابِ رسالت مآبؐ کیا ہو گا

وہ پردہ میں ہیں مگر پھر بپا قیامت ہے
اُٹھا دی گر کبھی رُخ سے نقاب کیا ہو گا

خدا نہیں ہیں خدا سے مگر جُدا بھی نہیں
سوال یہ ہے کہ اس کا جواب کیا ہو گا

علیؑ سے دوستی ہے جس کو بے حساب یہاں
پھر اس کا حشر میں اخترؔ حساب کیا ہو گا ؟

سوز

۱

لختِ دلِ بتولؑ کا اللہ رے امتحان
حیران کائنات تھی ششدر تھا آسمان
تر تھا لہو میں سارا بدن خشک تھی زباں
سر کو اُٹھائے کہتے تھے لاشوں کے درمیاں
منزل ہے سخت صبر عطا اے کریم کر
آسان مجھ پہ منزلِ ذبحِ عظیم کر

سوالات

صعصعہ بن صوحان صحابی

وجوابات

امیر المومنین علیہ السلام

وصیِ نبیؐ ایک دن خطبہ خواں تھے
بلاغت فصاحت کے دریا رواں تھے

خطیبِ سلونی سے اک شخص بولا
مجھے شک نہیں ہے فضائل میں مولا
شہنشاہِ دنیا و دیں کے اخی ہو
ولیِّ خدا اور وصیِ نبیؐ ہو

زبانِ رسالت سے میں نے سنا ہے
علیؑ کشتیِ دین کا ناخدا ہے
علیؑ مرکزِ عظمتِ اوصیاءؑ ہے
علیؑ تاجدارِ صفِ انبیاءؑ ہے

نظر اس میں آتی ہے آدمؑ کی صفوت
خلیلِ خدا کی نمایاں ہے خُلّت

جلالت میں موسیٰؑ کی تصویر ہے یہ
ریاضت میں عیسیٰؑ کی توقیر ہے یہ
یہ مانا حقیقت ہے سب کچھ بجا ہے
یہ بیشک حدیثِ رسولِ خدا ہے
مگر یہ تو فرمایئے میرے مولا
کہ آدمؑ سے کس طرح ہیں آپ اولیٰ

کہا حضرت آدمؑ نے گندم کو کھایا
خلافِ خدا تھا مزہ اس کا پایا
یہ گندم ہی آدمؑ کو جنّت سے لایا
مگر عمر بھر میں نے گندم نہ کھایا
خلیلِ خدا پر بھی فرمائیں حضرت
تفوّق ہے کیا اور کیا ہے فضیلت

جبینِ مقدّس پہ کچھ بَل سا آیا
اُسے قصّہ نمرود کا یوں سُنایا
خلیلِ خدا نے یہ اُس سے کہا تھا
خدا ہے اگر تو، تو سورج کو پلٹا
نہ پلٹا سکا وہ نہ تھا اختیاری
مُریدوں سے اُس کو ہوئی شرمساری
ضرورت تھی ان کو یہ خود کر دکھاتے
یہ اعجاز سورج کو پلٹا کے لاتے

یہ اعجاز اک روز میں نے دکھایا
کہ سورج کو مغرب سے پلٹا کے لایا
وہ بولا کہ فرمان حضرت بجا ہے
مگر فوقیت کہیئے موسیٰؑ سے کیا ہے
عصا جب بنا سانپ موسیٰؑ ڈرے تھے
مگر میں نے جھولے میں ٹکڑے کیے تھے
گرا اُٹھ کے قدموں پہ اور یہ پُکارا
میں قرباں ذرا یہ بھی کہیئے خدارا
مراتب میں عیسیٰؑ بڑے تھے کہ حضرت
سُنائیں ذرا کیا ہے وجہ فضیلت
کہا مرتضےٰؑ نے نہ پوچھو یہ ہم سے
یہ پوچھو حرم اور جدارِ حرم سے
فضیلت کی عیسیٰؑ پہ مریمؑ کہانی
سُنائیں گی سُن لو خدا کی زبانی
ولادت کا عیسیٰؑ کی جب وقت آیا
ہوا چاہتا تھا بلند اُن کا پایا
ندا آئی مریمؑ کو یہ آسماں سے
نہیں یہ زچہ خانہ جاؤ یہاں سے
مکینِ حرم اور عصمت کی دیوی
بڑے کرب میں صحنِ کعبہ سے آئی

ہوا درد عارض جو بنتِ اسد کو
کیا مَس جدارِ حرم سے جسد کو

نیا در جدارِ حرم نے بنایا
بصد احترام اُن کو حق نے بُلایا
چلی آؤ بنتِ اسد فکر کیا ہے
تمہارا علیؑ خانہ زادِ خدا ہے

ولادت ہوئی ہے ہماری حرم میں
بڑا فرق عیسٰیؑ میں ہے اور ہم میں

فضیلت میں کم مجھ سے ہر اک نبی ہے
مرا نام اعلٰی سے مشتق علیؑ ہے
مراتب میں نبیوں سے اعلٰی کہیں ہوں
کہ میں نائبِ خاتم المرسلیں ہوں

فضائل سُنائیے علیؑ کی زباں سے
کہ اختر زباں ایسی لائے کہاں سے

قطعہ

اختر پہ کرم جودِ رسولِ عربیؐ ہو
پوری مرے اللہ تمنائے دلی ہو
تا زیست یہی تذکرۂ آلِ نبیؐ ہو
اور حشر کے دن ہاتھ میں دامانِ علیؑ ہو

مکالمہ نوروز

ایک دن اک مہرباں نے مجھ سے آکر یہ کہا
سنتے ہیں نوروز ہے، نوروز ہے یہ کیا بلا

عرض کی میں نے کہ حضرت آپ ہی فرمائیے
بولے لاحول ولا بدعت ہے بدعت برملا

جشن نوروزی منانا پارسی دستور ہے
ہم مسلماں ہیں ہمارا اس سے کیا رشتہ بھلا

عرض کی میں نے اگر روزے مہ رمضان کے
پارسی رکھنے لگیں تو چھوڑ دیں گے آپ کیا

مذہبِ اسلام میں ہے آج وہ روز سعید
حضرتِ آدمؑ کو خالق نے خلافت کی عطا

بات سچ پوچھو تو یہ ہے آج اس کی عید ہے
جس کو کل ناحق کیا تھا آج اس کو حق ملا

آپ سمجھیں یا نہ سمجھیں یہ ہمارا فرض ہے
کچھ بتا دیں آپ کو اس ذاتِ والا کا پتہ

شاہِ مرداں شیرِ یزداں قوّتِ پروردگار
جانشینِ مصطفےٰؐ و مظہرِ شانِ خدا

ہاں پڑھے ہوں گے قصیدے اس کے یہ قرآن میں
لَا فَتیٰ و قُل کَفیٰ وھَل اَتیٰ وَاِنَّمَا

شان میں اس کی قصیدہ خود رسالت نے کہا
میں مدینہ علم کا ہوں اور علیؑ بابُہا

رازِ سربستہ تھا قدرت کا علیؑ تھا جس کا نام
یا اُسے سمجھے پیمبرؐ یا اُسے جانا خدا

اُس کی کیا مدحت اگر کہہ دے کوئی خیبر کُشا
جو اُٹھا لے اک اشارے ہی سے سورج ڈوبتا

ایسا بندہ بھی ہوا ہے کیا کوئی بندہ نواز
جس کو بندوں نے کہا ہو آج تک اپنا خدا

کون کر سکتا ہے فضلِ شاہِ دیں کی ہمسری
کس کا مولد آج تک اُس لَمْ یَلِدْ کا گھر بنا

جس کی شاہی ہی نہ تھی محتاج تخت و تاج کی
وہ بھلا غیروں سے کیوں کہتا کہ تخت و تاج لا

وہ امیرِ کل کہ جو کرتا رہا ہر دور میں
دین کے احکام کے ہر خشک و تر کا فیصلہ

تو، بہ تاریکی علیؑ را دیدہ ای
مولوئ معنوی نے شعرِ اختر سچ کہا

⁂

معجزۂ منظوم

جنگِ صفین کا ہنگامۂ محشر تھا بپا
ابنِ سفیان یہ سمجھا تھا کہ بس میں ہوں خدا
گر رسالت ہے کوئی چیز خلیفہ میں ہوں
سب فروعات تھے وہ، اصل سقیفہ میں ہوں
باپ نے میرے ہر ایک جنگ محمدؐ سے لڑی
ماں تھی مشتاق کلیجہ کے چبانے میں بڑی
سامنے میرے ولی اور ولایت کیا ہے
میرے ورثہ میں سیاست ہے، خلافت کیا ہے

حق بڑھا شورشِ باطل کے مٹانے کے لیے
فتنۂ شرکِ منافق کو بھٹانے کے لیے
زعمِ باطل کے مٹانے کو چلا حق کا ولی
ساحلِ دجلہ پہ کچھ فوج تھی ہمراہ علیؑ
آئیں اک سمت سے گریہ کی صدائیں پیہم
صید کو چھوڑا بڑھا جانبِ گریہ ضیغم
ساتھ سردار کے کچھ فوجِ خوش اطوار چلی
گریہ و نالۂ پیہم سے زمیں اور ہلی

خانۂ حسن پوش سا کچھ دور نظر آنے لگا
جا کے دروازہ پہ دی حق کے ولی نے یہ صدا
تیری امداد کو ایک بندۂ حق آیا ہے
اِذن دے اِذن کہ فریاد نے تڑپایا ہے
داخلِ خانہ ہوئے دیکھا ضعیفہ ہے نڈھال
بڑھ کے فرمایا بتا بہرِ خدا وجہ ملال
بولی جو درد ہے تجھ سے نہ کہوں گی میں کبھی
میں نے آقا کو پکارا ہے وہ آتے ہیں ابھی
ہنس کے فرمایا کہو حق کا ولی آیا ہے
درد کے تیرے مداوے کو علیؑ آیا ہے

اُٹھ کے قدموں پہ گری اور کہا رو رو کر
دے گیا پہلے ہی تھا داغِ جُدائی شوہر
ایک بیٹا تھا جواں وہ بھی ہمارا نہ رہا
آج وہ بھی گیا اب کوئی سہارا نہ رہا
میرے مولا مری مشکل کو اب آسان کرو
اک تمنّا ہے فقط موت کی احسان کرو
بخدا داغِ پسر داغ ہے وہ سینہ کا
بعد حسن کے نہیں اب لطف مرے جینے کا
ہنس کے فرمایا کہ اے مؤمنۂ نیک صفات
موت مانگے ہے علیؑ سے کہ جو دیتا ہے حیات

جا کے تابوت پہ بیٹے کے دعا فرمائی
ابھی مصروفِ دعا تھے کہ وہاں جان آئی
پھر کہا یہ تو بتا تربتِ شوہر ہے کہاں
مومنہ اُٹھ کے گئی تربتِ شوہر تھی جہاں
بڑھ کے حضرت نے اُٹھائے تھے ابھی دستِ دعا
زندگی شوہرِ مُردہ کو ہوئی حق سے عطا
دیکھا اعجاز جو یہ فوج کے جانبازوں نے
حشر برپا کیا جانبازوں کی آوازوں نے

ہم کو بھی جنگ کی زحمت سے رہائی دے دو
ہو فنا زادۂ سفیان خدا سے کہہ دو
مظہرِ ذاتِ خدا حیدرِ صفدرؑ نے کہا
مجھ کو ہر چیز پہ خالق نے تصرف ہے دیا
گر تمہارا ابھی ضعیفہ کا سا ایماں ہوتا
بخدا تم کو بھی اس غم سے رہائی دیتا

قطعہ — در شان مولا علیؑ

بے نظر دیکھا نہیں تو نے نظر والے کو
در پہ ہم جاتے ہیں تا دیکھ لیں در والے کو
تیرا کیا ساتھ مرا بیت حرم کے زائر
تو تو گھر دیکھے گا ہم دیکھیں کے گھر والے کو

معجزۂ دیگر

درشان.......... مولانا علیؑ

جانشینِ مصطفےٰ یعنی علیؑ شوہرِ والا شیم بنتِ نبیؐ
ایک دن مسجد سے بعد مغربین گھر کی جانب آئے شاہِ مشرقین
فاطمہؑ زہرا کو کچھ پاکر اداس آئے پرسش کیلیئے حجرہ کے پاس
اور کہا جانِ علیؑ جانِ نبیؐ کیا خواہش ہے کہو لائے علیؑ
ہنس کے فرمایا کہ بہر روزہ دار گر کہیں مل جائے بہتر ہو انار
جستجو میں میوۂ بے فصل کی برکتیں لے کر خدا کے فضل کی
باغ میں پہونچے یہودی کے جناب ہو گیا بس ایک دانہ دستیاب
کامیابی پر مسرت تھی کمال زندگی بھر میں تھا یہ پہلا سوال
شاد و خرم جانبِ خانہ چلے کیا خبر تھی راہ میں سائل ملے
راہ میں روکر سوالی نے کہا دے مجھے داتا تجھے دیگا خدا
دے دیا سائل کو مولا نے انار اور کیا سو بار شکرِ کردگار
فکر یہ تھی ہو گئی افسوس شب کیا کہیں گے فاطمہؑ زہرا سے اب
جانبِ حق سے چلا پیغامبر خدمتِ احمدؐ میں لے کر دس ثمر
اور کہا بھیجے ہیں حق نے یہ انار تا علیؑ ہونے نہ پائیں شرمسار
دے کے پھل بولے یہ محبوبِ خدا جلد جا سلمان لے کر جلد جا

داخلِ خانہ علیؑ ہونے نہ پائیں — پھل یہ ان کو راہ ہی میں پہنچ جائیں
حضرتِ سلمان لے کر وہ ثمر — خدمتِ مولا میں پہنچے دوڑ کر
بے تکلف تھے رفیقِ شاہ تھے — نو ثمر سلمان نے پہلے دیے
ہنس کے بولے بادشاہ انس و جاں — نو ہیں یہ سلمان دسواں ہے کہاں
سُن کے یہ حیرت زدہ تھے بیشمار — دے دیا سلمان نے دسواں انار
اور کہا ارشادِ مولا ہے بجا — آپ کو معلوم یہ کیسے ہوا
ہنس کے یہ قرآنِ ناطق نے کہا — کیا نہیں قرآن میں تم نے پڑھا
ایک نیکی کرتا ہے بندہ اگر — دیتا ہے بدلے میں خالق دس ثمر

ایسے مولیٰ پر فدا اختر کی جاں
جس کا ہر ہر سانس ہو گویا قرآں

قطعات

ایسے بھی بندے ہیں جن کے کام کا
کر رہا ہے شکر یہ خالق ادا
جا رہی ہیں عرش پر نانِ جویں
آ رہی ہے اس طرف سے ھَل اَتیٰ

مبارک ارضِ پاکِ کعبہ رب — قدم چومے نصیری کے خدا کے
علیؑ کے پا تھے اور دوشِ محمدؐ — خوشا قسمت نصیب اس دوش و پا کے

نماز پر چند اشعار

بفرمائش خان بہادر الحاج سید نیاز احمد صاحب قبلہ

اے مومنو پڑھا کرو صبح و مسا نماز
مومن کے کام آئے گی روزِ جزا نماز
مومن کی ہر دعا سے ہے بہتر دعا نماز
معراجِ عرش، فرش کی حاجت روا نماز
قبلہ کی سمت پھیرتی ہے رُخ یہ صبح و شام
قبلہ عبادتوں کی ہے قبلہ نما نماز
واحد ہے یہ طریقۂ اظہارِ بندگی
بندوں کا ہے ذریعۂ قربِ خدا نماز
عرفان کا نشان ہے ایماں کی شان ہے
مومن کی ابتدا بھی ہے اور انتہا نماز
روحِ نماز وہ ہے وہ اصلِ نماز ہے
پیدا کرے جو قلب میں خوفِ خدا نماز
بندوں کے حکم ہی سے اگر صرف ہو ادا
فوجی پریڈ ہے نہیں اس کے سوا نماز

مومن کے ساتھ جائے گا اپنا نہ کوئی غیر
تا حشر ساتھ جائے گی پیشِ خدا نماز
کافی ہے مغفرت کو وہ پیشِ خدا نماز
ہوتی ہے جو کہ خلوتِ شب میں ادا نماز
اللہ رے شان عظمت واللہ رے مرتبہ
مسجد کے بوریہ پہ ہو جو بے ریا نماز
یوں ہو رجوعِ قلب سے با معرفت نماز
گویا کہ پڑھ رہا ہوں میں پیشِ خدا نماز
بخشش کی ذمّہ دار ہے ضامن نجات کی
مفتاح بابِ خلدِ بریں بے ریا نماز
عرفان کی حیات ہے ایماں کی زندگی
مومن کے واسطے ہے یہ آبِ بقا نماز
دل کا سرور آنکھوں کا مومن کے نور ہے
ظلمت کدہ میں دل کے ہے روشن دیا نماز
روزہ ہو یا کہ حج ہو کہ ہو خمس یا زکوٰۃ
ہے سب عبادتوں سے عبادت سوا نماز
جیسے عبادتیں ہیں اکارت بلا نماز
بے سود ہے اگر ہو بغیرِ ولا نماز
ہادی کی محنتوں کا نہ ہو اجر گر ادا
پھر بے جزا ہے گویا فقط اک سزا نماز

عصمت کی جان ہے وہ امامت کی شان ہے
ہو جو ادا بہ پشتِ رسولِؐ خدا نماز
گردن پہ تیغِ ظلم ہو اور ہو ادا نماز
یہ بھی بتا گئی ہے ہمیں کربلا نماز
تیروں کی بارشیں تھیں ادھر شورِ شکرِ رب
یوں بھی ہوئی ہے کرب و بلا میں ادا نماز
کچھ یاد ہو گا یوں بھی ہوئی ہے ادا نماز
سورج اُبھر کے آیا ہوئی گر قضا نماز
یا رب وہ دن بھی آئے بحقِ ولیٔ حق
عیسیٰؑ کے مقتدیٰ کے ہو پیچھے ادا نماز
اُس آخری حسینؑ کے سجدہ کا واسطہ
اختر کی بھی قبول ہو ربِّ عُلا نماز

قطعہ

یوں بلایا تھا محمدؐ کو سرِ عرشِ بریں
مرتبہ عظمتِ عیسیٰؑ سے نہ گھٹ جائے کہیں
کل کیا سجدۂ آدمؑ سے ملک نے انکار
آج ہو نقشِ قدم اُن کا فرشتوں کی جبیں

آنسو

کیا بتائیں تمہیں یہ راز کیا ہے آنسو
زینتِ عرش ہے محبوبِ خدا ہے آنسو

حاصلِ بندگیٔ ربِّ عُلا ہے آنسو
منزلِ زہد میں تسبیحِ خدا ہے آنسو

داستاں زیست کی بس ایک ہے کیا ہے آنسو
آنسو آغاز ہے اور وقتِ قضا ہے آنسو

طاقتِ بازوئے پروازِ دعا ہے آنسو
نسخۂ شافیٔ مایوسِ شفا ہے آنسو

خانۂ دل سے جو مومن کے چلا ہے آنسو
آنسوؤں کا وہ بہر حال خدا ہے آنسو

جذبۂ یادِ الٰہی میں فنا ہے آنسو
عبد و معبود کے رشتہ کی بقا ہے آنسو

بے وفا تجھ کو خبر کیا ہے کہ کیا ہے آنسو
زینتِ محفلِ اربابِ وفا ہے آنسو

حق کا انعام ہے خالق کی عطا ہے آنسو
توشۂ مغفرتِ روزِ جزا ہے آنسو

سازِ غم کی تو بہر حال نوا ہے آنسو
کبھی شادی میں بھی یہ نغمہ سرا ہے آنسو

دلِ رنجور سے اندوہ ربا ہے آنسو
شیشۂ چشمِ مکدّر کی جلا ہے آنسو

بے مزہ سجدے ہیں پھیکی ہے عبادت زاہد
لذّتِ سجدہ عبادت کا مزہ ہے آنسو

جستجو جس کی ہے آنکھوں میں ہے وہ آبِ حیات
خضر ہے چشمِ حزیں آبِ بقا ہے آنسو

باغِ عالم میں ہیں انسان کی آنکھیں جنّت
چشمۂ کوثر و تسنیم بنا ہے آنسو

لوٹے ہوں گے درِ آقا سے سوالی محروم
کبھی محروم نہ لوٹا وہ گدا ہے آنسو

دلِ مومن میں سُنا ہے کہ خدا رہتا ہے
پھر تو ہمخانہ و ہمرازِ خدا ہے آنسو

میری تر دامنی دیکھی تو مرے دامن پر
پاک داماں بنانے کو گرا ہے آنسو

اس کو مت چھیڑ ستمگر یہ مچل جائے گا
دل کی آغوش میں نازوں کا پلا ہے آنسو

کم ہنسو روؤ زیادہ یہ عمل پیرا ہے
حق کا فرمان بجا لاتا رہا ہے آنسو

دین کی اصل بس ایمان ہے ایماں کے لیے
وِلا بُرہان ہے بُرہان وِلا ہے آنسو

خوف دنیا میں جو نکلا ہو کبھی پیشِ نبی
قابلِ نفرت و توبیخ و سزا ہے آنسو

اہلِ دنیا کے مقدر میں خوشی آئی ہے
قسمتِ مومنِ کامل میں لکھا ہے آنسو

لیے پھرتا ہوں لگائے ہوئے دل سے اس کو
کسی معصوم کی اُلفت کا صلہ ہے آنسو

تو یہ سمجھا ہے کہ اس غم میں نیا ہے آنسو
غمِ شبیرؑ میں آدمؑ سے چلا ہے آنسو

غمِ شبیرؑ میں گر تیرا بہا ہے آنسو
فاطمہ زہراؑ سے پھر پوچھیے کیا ہے آنسو

اللہ اللہ ہے منتظر رومالِ بتولؑ
قلبِ صد پارہ زہراؑ کی دوا ہے آنسو

آ گیا جب بھی کبھی لب پہ مرے نام حسینؑ
چومنے ہونٹوں کو آنکھوں سے چلا ہے آنسو

سیرِ آیاتِ الٰہی کو بنی ہیں آنکھیں
غمِ شبیرؑ میں رونے کو بنا ہے آنسو

کیوں نہ آنکھوں میں بٹھاتے اسے محبوبِ خدا
اُن کے محبوب نواسہ پہ فدا ہے آنسو

رُخِ سجّاد کا اللہ رے شوقِ دیدار
جب بھی دیکھا تو زیارت کو کھڑا ہے آنسو

بحرِ ذخّار بنے جمع اگر ہو جائے
غمِ شبّیرؑ میں جس دن سے چلا ہے آنسو

ایڑیاں رو کے رگڑنے سے ہوا ہے پیدا
آبِ زم زم جسے کہتے ہو وہ کیا ہے آنسو

علی اصغرؑ کی نم آلود نگاہوں کی قسم
فاتح معرکۂ کرب و بلا ہے آنسو

غمِ شبّیرؑ میں انسان نہ تنہا رویا
جگرِ سنگ سے خوں ہو کے بہا ہے آنسو

دیکھ کر اہلِ عزا چومنے دامن نکلا
عارفِ منزلِ اربابِ عزا ہے آنسو

کیا لکھے کاتبِ اعمال ہے گھبرایا ہوا
جانتا ہے کہ مٹانے پہ تلا ہے آنسو

لوگ کہتے ہیں عمل گر نہیں آنسو کیا ہے
ہم یہ کہتے ہیں عمل سب سے بڑا ہے آنسو

صورتِ گریہ ہے گر قیمتِ جنّت اختر
پھر تو جنّت سے بھی قیمت میں سوا ہے آنسو

نظم

جو عرس جدِ امجد شاہ شرف الدین شاہ ولایت کے موقع پر لکھی گئی

اے وطن باغ و بہارِ زندگی — باعثِ صد افتخارِ زندگی
یاد آیا میکہ گذرے تیرے پاس — ہائے وہ لیل و نہارِ زندگی
تیرے گلشن تیری سر سبزی و باغ — رو کش صد مرغزارِ زندگی
گلشنِ فردوس بر روئے زمیں — خاکِ امروہہ وقارِ زندگی
تجھ سے سیکھے ہم نے اے خاکِ وطن — رسم و آداب و شعارِ زندگی
دفن ہیں تجھ میں وہ دُرِّ آبدار — جن سے چمکی رہگذارِ زندگی
طے کیے ہیں ہم نے ہجرت میں وطن — کیسے کیسے کوہسارِ زندگی
مورثِ اعلیٰ کے برکات و فیوض — بن گئے سب غمگسارِ زندگی
اللہ اللہ فیضِ صحبت کا اثر — بدلا کترؔ دم نے شعارِ زندگی
شیر جس کے در کا اک ادنیٰ غلام — کیا لکھیں اس کا وقارِ زندگی
زندگی بخشے جو اک دلوار کو — ہو گا کیا پھر اختیارِ زندگی
حکم سے فرزند کے جس کے بنے — شیرِ قالیں حصہ دارِ زندگی
جس کی خاکِ پا کی برکت سے بنی — خاکِ امروہہ دیارِ زندگی
جس کا مرقد جس کا مدفن جس کی قبر — بے قراروں کی قرارِ زندگی

گوشہ گوشہ مقبرہ کا اک پناہ ذرّہ ذرّہ ذمّہ دارِ زندگی
اے فضا یہ آستاں کی گرد ہے اُڑ رہا ہے یا غبارِ زندگی
اُن کی نسبت سے ہے اخترؔ آج بھی
پُر ضیا نقش و نگارِ زندگی

✲

کہہ رہی ہیں دشتِ اُلفت کی ہزاروں دھڑکنیں
ہے حسینؑ کوئی یہاں جو پردۂ محمل میں ہے
بزم میں پروانے کیوں پھرتے ہیں گرمِ جستجو
شمع روشن ہے کوئی پوشیدہ جو محفل میں ہے

بڑھتا جاتا ہے اندھیرا مسکراتی ہے نظر
ظلمتِ شب کہہ رہی ہے ہونے والی ہے سحر
ڈالیے ہاں ڈالیے چہرہ پہ زلفیں ڈالیے
مجھ کو بادل میں بھی آتا ہے نظر نورِ قمر

مُنہ موڑ لیتا کب کا میں عصیاں کی راہ سے
بخشش کا رابطہ جو نہ ہوتا گناہ سے
ہو شوقِ دید ختم وہ آجائیں گے نظر
رُخ چُھپ گیا ہے اُن کا ہجومِ نگاہ سے

مظلومۂ کربلا

یعنی سیرت جناب زینبؑ سلام اللہ علیہ

سید محمد حسن جعفری

(ترجمہ ماخوذ از کتاب طراز المذاہب مرزا عباس قلی)

اس کتاب میں ولادت جناب زینبؑ سے لے کر وفات تک کے حالات درج ہیں۔

فضائل و مراتب، جناب زینبؑ اور امام حسینؑ کی باہمی الفت

روانگی از مدینہ، واقعات کربلا، حالات واقعات بعد شہادت امام حسینؑ

روانگی بجانب کوفہ، حالات سفر کوفہ، کوفہ سے شام کے واقعات، واقعات دمشق، رہائی اہل بیت

روانگی مدینہ۔ جناب زینبؑ اور اہل بیت کا مدینہ پہنچنا۔ بیانِ وفات حضرت زینبؑ

روایات متعلق سر اقدس جنابِ زینبؑ

خطبات جنابِ زینبؑ سلام اللہ علیہ

صفحات تقریباً ۲۸۴ سائز ۳۶ × ۲۳ کاغذ سفید قیمت ... - ۲۲ روپے۔

محفوظ بک ایجنسی امام بارگاہ مارٹن روڈ۔ کراچی